

الخیرات الحسان فی مناقب النعمان

(عربی، اُردو)

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ایمان افروز تذکرہ

تصنیف

مفتی حجاز علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

جسٹس مفتی سید شجاعت علی قادری

الحمت ایٹن پبلی کیشنز

الْخَيْرَاتُ الْحَسَنَاتُ

فِي مَنَاقِبِ النُّعْمَانِ

تصنيف

مفتی حجاز شیخ شہاب احمد بن حجر ہتیمی مکیؒ

متوفی ۸۹۷ھ

ترجمہ

ابن مسعود مفتی سید شجاعت علی قادی

الحق پبلیکیشنز

درہ مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور

© kashifraza786678@gmail.com

☎ 0333-7861895 ☎ 0300-1090045

مُصَنَّف کے حالات



نام : ابوالعباس شہاب الدین احمد بن محمد بن علی بن جبر ہیتی مکی،
سعدی، انصاری، شافعی

سعدی آپ کو اس نسبت سے کہا جاتا ہے کہ آپ بنو سعد سے تھے اور
ہیتی اس لئے کہ ابو ہتیم یا ہیاتم نام کے محلہ میں مصر میں رہتے تھے۔ آپ
۸۹۹ھ میں ابو ہتیم کے محلہ میں پیدا ہوئے۔

بچپن ہی سے باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ لیکن خوش
بچپن اور تعلیم : قسمتی سے آپ کی پرورش کے لئے دو جلیل القدر علما
کو اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمادیا۔ یعنی شمس الدین بن ابی الحائل اور شمس الدین
شنادوی۔ آپ شمس الدین شنادوی کے ہمراہ طنطا میں آگئے یہاں آپ نے
قرآن کریم حفظ کیا۔ نیز ابتدائی تعلیم حاصل کی پھر ۹۲۷ھ میں شیخ شنادوی
آپ کو جامع ازہر میں لے آئے جہاں آپ نے وقت کے جید شیوخ سے
استفادہ کیا۔

شیوخ : آپ نے جلیل القدر شیوخ سے علم حاصل کیا۔ ان میں سے
چند یہ ہیں : شہاب ربیع، شمس اللقانی، شمس سمہودی، شمس
مشہدی شہاب بن بخار حنبلی، شہاب بن صالح، سیوطی اور ابوالحسن بکری
وغیرہم رحمہم اللہ اجمعین۔

آپ فقہ، اصول، حدیث، تفسیر کلام، تصوف، فرائض، نحو، علوم، صرف، منطق اور حساب میں ماہر تھے۔ بیس سال کی عمر تھی کہ آپ کے شیوخ نے آپ کو مسند ائمہ پر متمکن ہونے کی اجازت عطا کر دی۔ آپ ۹۲۴ھ میں مع اہل و عیال مکہ مکرمہ میں مقیم مکہ میں اقامت ہو گئے۔ یہاں آپ کو حرمین میں مفتی کے عہدے پر فائز کیا گیا۔

۳۰۰ میں مکہ مکرمہ میں آپ کی وفات ہوئی۔ مقام ”معلّٰۃ“ میں طرین وفات کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔ نور اللہ ضررحہ، قدس سرہ۔ تصانیف: اگر آپ کی تمام تصنیفات کا ذکر کیا جائے تو ایک لائبریری کی فہرست تیار ہو جائے۔ چند مشہور تصانیف کا ذکر کیا جاتے ہیں فقہ میں شرح مختصر روض، فتح الجواد شرح ارشاد ادران کے علاوہ و کتب ہیں۔ حدیث میں شرح مشکاۃ، فتح المبین شرح الرعین ایضاح شرح احادیث نکاح۔ صواعق محرّقہ جامع کرامات اولیاء شواہد الحق، حجتہ الشریعی العالمین، فتاویٰ حدیثیہ، الخیرات الحسان وغیرہ متداول کتب ہیں۔ فقط

ابن مسعود مفتی سید شجاعت علی قادری
نزہیل کراچی

فہرست اہم مضامین الخیرات الحسان

۵۴	پہلی فصل	۹	خطبہ
	ان اسباب کے بیان میں جن کی وجہ سے یہ کتاب تصنیف ہوئی	۱۳	پہلا مقدمہ
۶۶	دوسری فصل		امام غزالیؒ نے ابو حنیفہؒ پر طعن نہیں کیا
	آپ کے نسب کے بیان میں		تعلیل ائمہ
۶۹	تیسری فصل		فضل ابو حنیفہؒ پر ائمہ کی شہادتیں
	انکی پیدائش کے بیان میں		زہد و تقویٰ
۷۰	چوتھی فصل		دنیا کو ٹھکرانا
	ان کے نام کے بیان میں		ثابت کا علی کی خدمت میں لے جانا
۷۲	پانچویں فصل		عیب دار کپڑے کے نیچے کا واقعہ
	انکی صورت کے بیان میں		ورع کی حکایتیں
۷۳	چھٹی فصل	۲۸	دوسرا مقدمہ
	ان اصحاب کے بیان میں جن سے آپ نے ملاقات کی		اختلاف ائمہ اور اس کا رحمت ہونا
۸۲	ساتویں فصل	۴۷	نفیس بحث
	ابو حنیفہ کے شیوخ کے بیان میں		تیسرا مقدمہ
۸۳	آٹھویں فصل		ان روایات میں کہ جنہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو حنیفہؒ کی بشارت دی۔
	آپ علم حدیث اور فقہ حاصل		

۱۲۷	<p>سولہویں فصل آپ کے اپنی زبان کو بیکار اور</p>	۸۴	<p>کرنے والوں کے بیان میں نویں فصل</p>
	<p>بری باتوں سے حتی الامکان بچانے کے بیان میں۔</p>		<p>آپ کے ابتدائی حال اور علم سے شفق کے بیان میں</p>
۱۳۰	<p>سترہویں فصل آپ کے گرم کے بیان میں</p>	۹۰	<p>دسویں فصل آپ کے فتویٰ اور تدریس کے لئے</p>
	<p>ابو حنیفہ نے اچھا لباس پہننے کا حکم دیا۔</p>	۹۳	<p>میٹھنے کی ابتدا کے بیان میں گیارہویں فصل</p>
	<p>قرآن پڑھانے والے استاد کی قدر و منزلت</p>		<p>ان کے مذہب کی بنیاد کے بیان میں۔</p>
	<p>علماء دین کی خدمت کرنا سفیان بن عیینہ کا ابو حنیفہ</p>	۹۷	<p>بارہویں فصل ان صفات کے بیان میں جن سے</p>
	<p>کے تحائف دیکھ کر گھبرانا آپ نے بیس سال تک ابو یوسف کے</p>	۱۰۰	<p>آپ دوسروں سے ممتاز ہیں۔ تیرہویں فصل</p>
	<p>گھر بھر کا خرچ برداشت کیا۔ ایک مقررہ سال کا آپ کو دیکھ کر چھینا اور</p>	۱۱۵	<p>ائمہ کی تعریف آپ کے حق میں چودھویں فصل</p>
	<p>آپ کا اسکو قرض معاف کرنا۔ سفیان بن عیینہ کی طرف سے</p>	۱۲۲	<p>آپ کی عبادت میں کوشش شدیدہ کے بیان میں</p>
	<p>ان کا قرض چکانا۔ ابو حنیفہ نے ایک شخص کے سامنے</p>		<p>پندرہویں فصل آپ کے خون خدا اور مراقبہ</p>
	<p>ایک حدیث روایت کی جس کو اس</p>		<p>کے بیان میں۔</p>

اپنے تمام مال سے بہتر جانا
اٹھا رہویں فصل

۱۳۵

ان کے زبرد و تقویٰ کے بیان میں
عیب دار کپڑے کے فروخت کرنے
پر آپ نے شریک کو علیحدہ کر دیا اور
کپڑے کی قیمت خیرات کر دی۔

ایک عورت سے کپڑا زاد قیمت پر
خریدنا۔ ایک شبہ کی وجہ سے ست
سال تک بکری کا گوشت نہ کھانا۔
اسی طرح پھل نہ کھائی۔

ابو حنیفہ کا مقروض کے درخت
کے سایہ میں نہ بیٹھنا۔

انیسویں فصل

۱۴۲

آپ کی امانت کے بیان میں

بیسویں فصل

۱۴۲

آپ کی عقلمندی کے بیان میں

اکابر علماء کی گواہیاں کہ ابو حنیفہ
سے زائد کوئی عقلمند نہ تھا۔

اکیسویں فصل

۱۴۵

ان کی سمجھ داری کے بیان میں

آپ کے چند تجربات

ابو حنیفہ کی سچی پیشگوئیاں

۱۴۸

بانیسویں اور
تیسویں فصل

آپ کی عظیم ترین سمجھ داری اور
آپ کے مسکت جوابات کے بیان میں
ایک عجیب و غریب جواب

ابو یوسف نے جب اپنا مدرسہ
کھول لیا تو امام نے ان سے چند
مسائل دریافت کرائے جن کے
جواب سے وہ عاجز رہے۔

ابو حنیفہ کا عجیب فتویٰ

ایک عجیب لطیفہ

علم الفرائض میں ابو حنیفہ کی جہاد

ایک فیصلہ میں قاضی ابن ابی

سیل کی چھ غلطئیاں پکڑیں

میاں بیوی نے قسم کھائی اس

کا بہترین حل

ایک شخص مال دفن کر کے

بھول گیا امام صاحب کی

تذہیر سے یاد آ گیا۔

ریح کو مسکت جواب

۱۹۳	عائلی قوانین اور ابو حنیفہ بچیسویں فصل	مور کا چور پکڑ دیا۔ جھوٹے نبی سے نشان نبوت طلب
۱۹۴	آپ کے اپنی کمائی میں سے کھانے اور انعامات واپس کرنے کے بیان میں چھبیسویں فصل	کرنا کفر ہے رافضی کو مسکت جواب
۱۹۵	آپ کے لباس کے بلے میں ابو حنیفہ لمبی کالی ٹوپی پہنتے تھے۔ ستائیسویں فصل	ایک عورت میری پر تھی اسکے شوہر نے کہا اگر اوپر چڑھی تو طلاق ہے اور نیچے اتری تو طلاق ہے اب اس کا کیا حیلہ ہو؟
۱۹۸	آپ کی حکیمانہ باتوں اور آداب کے بیان میں حضرت معاویہ اور علی رضی اللہ عنہما کے بلے میں آپ کی رائے فقیہ کی فہمیت۔	عطاء بن عبد اللہ اور ابو حنیفہ نے تمنا کی جان بچوائی خارجیوں سے انکے کفر کا اقرار کر لیا ابو حنیفہ کے سوا کوئی شخص نہ تھا جو خارج سے بحث و مناظرہ کرتا آپ کا اپنی بدگوئی کرنے والے کے ساتھ عظیم احسان دہر بلوں سے توبہ کرائی
۲۰۵	اٹھائیسویں فصل آپ کی جفاکشی کے بیان میں جبکہ آپ کو جلیل القدر مراتب دینے کا ارادہ کیا مثلاً قضاء اور بیت المال کی نگرانی لیکن آپ نے قبول نہ کیا۔ ابن ہبیرہ کے مظالم سفیان کا سپاہی سے فرار منصور کے مقابلہ پر ابو حنیفہ کا	چوبیسویں فصل آپ کے حلم کے بیان میں ابو حنیفہ کی بردباری کی مثال۔ ایک تملی پڑوسی کی سفارش کرنا ابو حنیفہ کی ماں کی خدمت گذاری ابو حنیفہ کا استاد کا احترام کرنا

۲۲۷	امام شافعی کا قنوت نہ پڑھنا چھتیسویں فصل	۲۱۲	قسم کھانا انیسویں فصل
	اچھے خواہوں کے بیان میں جو آپ نے دیکھے یا آپ کے لئے دیکھے گئے	۲۱۳	آپ کی قرأت کی سند کے بیان میں تیسویں فصل
	خواب میں حضور کی قبر کھودتے ہوئے دیکھنا	۲۱۷	آپ کی سند حدیث کے بیان میں حدیث کی قلب روایت کی وجہ اکتیسویں فصل
۲۲۵	تنبیہ سینتیسویں فصل	۲۱۹	آپ کی وفات کے سبب کے بیان میں بیسویں فصل
۲۲۰	معرضین کے جواب کے بیان میں ارٹیسویں فصل		آپ کی وفات کی تاریخ کے بیان میں تیس سال مسلسل روزہ
	جرح کی تردید میں جو آپ پر کی گئی جرح و تعدیل کی شاندار بحث	۲۲۰	ابو حنیفہ کا مقبرہ کس نے بنایا تینتیسویں فصل
۲۲۶	انتالیسویں فصل	۲۲۲	آپ کی تحریر تکفین کے بیان میں چونتیسویں فصل
	ان چیزوں کے رد میں جو خطیب نے معرضین سے آپ کے بارے میں نقل کیں۔		ان غیبی آوازوں کے بیان میں جو آپ کی موت کے بعد سنی گئیں
۲۵۰	چالیسویں فصل	۲۲۳	پینتیسویں فصل
	اس بات کی تردید میں کہ آپ نے احادیث صحیحہ کے خلاف بلا دلیل عمل کیا۔		ائمہ کا آپ کے ساتھ عقیدت مندانہ سلوک امام شافعی کا توسل کرنا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي اختص

العلماء بوراثته الانبياء والتخلق

بإخلاصهم وجعلهم القدوة

للكافة في معاشهم ومعادهم

وميز المجتهدين منهم

بقيامهم بفصالهم وايضا

الحق لهم في مصادرهم و

مواردهم وبأضطرار الخلق

اليهم في تمام ما به حياة

ارواحهم وأبدانهم، فهم

الملوك لا بل الملوك تحت

أقدامهم وفي أسرارهم

واقلامهم وهم النجوم، لا بل

النجوم تستمد من انوارهم

وهم الشمس لا بل الشمس

تستضي من أضوائهم واشهد

ان لا اله الا الله وحده لا شريك

له شهادة اترقى بها في كمالات

معارفهم، واشهد ان محمدا

عبد الله ورسوله المذيع المعالي

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تمام تعريفات اس خدا کے لئے ہیں

جس نے علما کو انبیاء کی وراثت دی اور ان

کے اخلاق دیئے اور ان کو لوگوں کیلئے دین

و دنیا میں پیشوا بنایا، خصوصا مجتہدین کو

انکی بجلانی اور ہر معاملہ میں حق واضح کرنے

کا ذمہ دار بنایا اور لوگوں کو ان کا دست

نگر بنایا تو وہ بادشاہ ہیں بلکہ بادشاہ

انکے زیر قدم ہیں اور ان کی فکر و قلم کے

اسیر ہیں، وہ ستارے ہیں بلکہ ستارے

ان کے نور سے درخشاں ہیں، وہ آفتاب

ہیں بلکہ آفتابوں کو ان سے روشنی ملی اور

میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا ایک ہے اور اس

کا کوئی شریک نہیں اور اس شہادت سے

میں ان کے مدارج علمیہ کو حاصل کرنا چاہتا

ہوں، میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کے

بندے اور رسول ہیں اور ان کے فضائل

ومناقب کو شائع کرنے والے اور اپنے

نقوش قدم کی اتباع کی توفیق دینے والے

ان حالات میں جن کے باعث وہ دیگر

لوگوں سے سبقت لے کر خلاف کبریٰ کے

مناقبہم وکمالہم والمفیض
علیہم من سوابق التوفیق لا
قتفاء اشارة فی سائر احوالہم
ما سبقوا بہ من سواہم الی
الخلافة الکبریٰ

عنه فی الہدایۃ والحمد
للخلق بیواطنہم وظواہرہم
صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ
واصحابہ الذین حازوا من
قصب السبق فی مضاہر الکمال
الصمدانیہ والمعارف المصطفویہ
صاروا بہ القدوة الکبریٰ
والمحجۃ البیضاء لا واسل
الخلق واواخرہم صلوۃ وسلاما
دائمین بدوام العلماء

وظہور سود دھرم واثرم
وبعد فانہ ورد علینا من
مند سنین بمکتۃ المشرفۃ
زادہا تشریفاً وتکریمًا
وجلالۃ ومہابۃ وتعظیما۔
رجل من فضلا القسطنطینیہ

منصب پر فائز ہوئے۔

یہ خلافت مخلوق کو رشد و ہدایت
کے لئے ہے، اللہ رحمت و سلامتی نازل
کرے ان کی آل پر اور ان کے اصحاب
پر جو کمالات صمدانیہ اور معارف مصطفویہ
کے میدان میں گونے سبقت لے گئے اور
اگلے پچھلے لوگوں کے عظیم پیشوا قرار پائے
جب تک علماء کا علم و فضل اور سرداری
باقی ہے یہ صلوۃ و سلام باقی رہے !

حمد و صلوۃ کے بعد ! چند سال
ہوئے کہ مکہ معظمہ سے ہمارے پاس
قسطنطنیہ کے ایک فاضل صالح تشریف
لائے وہ علوم عقلیہ، نقلیہ، طبیہ، رسمہ
علم الاخلاق اور علم تصوف، جو ہمارے
سلسلہ جنیدیہ کا ہے حاصل کرنا چاہتے
تھے۔ تو ہم نے باہم دوستانہ
مذاکرات کئے بالکل اسی طرح جس طرح
دو ہم پلہ دوست کرتے ہیں۔

ہوتے ہوئے گفتگو ان ائمہ کرام کے
تذکرہ تک پہنچ گئی جو ظاہری باطنی دونوں
ہی علوم کے جامع تھے، جو بارگاہ حق سے

وصلحائهم لجمعہ بین العدم
التقليبة والعقلية والقوانين
الطبيية والرسمية وعموم الاخلاق
والمواهب والاحوال والمطالب
التي فاز بها القوم السمن من
الاعتراض واللوم ساداتنا الصوّ
وأتممتنا الطائفة الجنيدية۔
فساجلنا وساجلناة مساجلتنا
الاحبة الذين هم على سرر
متقابلون ومن بحار المعارف
يغترفون الى ان انجر الكلام
الى الآئمة الجامعين بين العلوم
الرسمية والمعارف الروحية
المتحفين يد وامن الشهود ومع
هو امم الكرم والجود فقال
ذلك الفاضل العالم الكامل
ورد منكم مختصرا جامعاً و
دُستورا لطيفاً مانعاً يشتمل
على تدخيص ما اطل به الآئمة
في مناقب الامام الاعظم
والقدرة المقدم ابى حنيفة

جود وکرم کے دھاروں سے نوازے گئے
تھے، اس فاضل جلیل نے مجھ سے مطالبہ
کیا کہ میں ان کو ابو حنیفہ (رضان کی خواب
گاہ کو باران رحمت سے سیراب کرے اور
جنت الفردوس میں مقام عطا کرے) کے
مناقب میں ایک مختصر کتاب لکھ دوں جو
دیگر حضرات ائمہ کے طویل بیانات کا خلاصہ
اور لب لباب ہو میں نے ان کے قطعی حکم
کی بجا آوری میں عجلت کی اور ان مناقب
کو ملخص کرنے میں پوری کوشش کی کیونکہ
یہ ایک اہم مقصد ہے، تو بحمد اللہ یہ ایک
لطیف مختصر اور عمدہ نمونہ ہو گئی۔ چنانچہ
انھوں نے اس کا ایک نسخہ نقل کیا اور
اپنے وطن (قسطنطنیہ) جو علماء فضلاء کی
فرد گاہ ہے، چلے گئے۔ پھر ان کے علاوہ
دیگر حضرات نے بھی نسخے نقل کئے اور
متفرق شہروں میں لے گئے اور میرے
پاس اصل نسخے کے علاوہ اور کوئی نسخہ
نہ رہا اسے بھی ایک حنفی نے نقل کر کے
واپس کر دینے کے وعدہ پر لے لیا۔

النعمان سقى الله مرقدہ شایب الرحمة والرضوان واسكنه
اعلى فرادين الجنان فبادرت الى امتثال امره المحتم وبذلت
الجهد في تلخيص تلك المناقب بانه مقصد هجر فحاء بحمد
الله مختصر الطيفاراً نموذجاً شريفاً فكتب منه نسخة و
ذهب الى بلدة اعظم بلاد الاسلام ومحط رجال العلماء
الاعلام ومنبع الافاضل ، ومفرع الاماثل ثم كتب
الناس بعدة واقتفوا أثره ومجداه وتفرقوا به في البلدان
ولم يبق عندي الا نسخة الاصل والله المستعان فاستوار
ها بعض الحنفية ليكتبها ويرد ها ثم سافر بها غير ملتفت
الى عظيم وزر فقد ها فاثرت لذلك واعدت النظر فيها
لائمة المناقب من المسالك الى ان ظفرت بكتاب جامع فيها
لصاحبنا الشيخ العلامة الصالح الفهامة الثقة المطلاع والحافظ
المتبعم الشيخ محمد الشامي الدمشقي ثم المصري فلخصت
مقاصده ونفحت مصادره وموادره في هذا الكتاب البديع
الجامع المحكم المنيع

وسميت الخيرات الحسان	اور میں نے اس کا نام خیرات الحسان
في مناقب الامام الاعظم ابي	فی مناقب الامام الاعظم ابي
حنيفة النعمان رحمة الله عليه	حنيفة النعمان رحمة الله عليه
ورتبته على مقدمات ثلاث	تین مقدمات اور چالیس فصول پر
واربعين فصلاً	مرتب کیا۔

پہلا مقدمہ

معلوم ہونا چاہیے کہ ایک بے توفیق متعصب میرے پاس کتاب لایا جو امام غزالی کی طرف منسوب تھی، اس میں امام المجتہدین ابو حنیفہؒ پر وہ عمن و تشنیع تھا کہ اُسے سننے کے لئے کان تیار نہیں ہوتے، اُسے سن کر ہر منصف کا ٹھٹھے گا کہ کاش یہ نہ ہوتی، کیونکہ اس کا نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ شمس الائمہ کروری نے اس کے جواب میں امام شافعیؒ پر اس سے زائد طعن کیا۔ محض یہ سمجھتے ہوئے کہ یہ کتاب امام غزالی کی ہے۔ حالانکہ یہ غزالی

المقدمة الاولى

اعلم ان بعض المتعصبين ممن لم يفتح توفيقا جاعا في بكتاب منسوب لآلہام الغزالی فیہ من التعصب الفظیہ والخط الشنیع علی امام المسلمین و اوجد الائمة المجتہدین ابی حنیفۃ رحمہ اللہ ما تقصر عنه الاذان ویقول عند سماعہ الموفق المنصف لیت ذالک ما کان کیف وقد ادى ذالک شمس الائمہ الکروری الی ان

لے شیخ امام حافظ الدین محمد بن محمد بن شہاب المعروف بابن النیراز الکروری حنفی صاحب فتویٰ برازیہ متوفی ۱۲۸۷ھ، مگر شمس الائمہ انکا لقب نہ تھا یہ لقب حافظ محمد بن احمد کی المعروف بابن الموفق کا تھا۔ اگرچہ موخر الذکر نے بھی مناقب امام میں کتاب لکھی ہے۔ مگر کروری اول الذکر ہیں۔ میرے سامنے دائرۃ المعارف حیدر آباد سے ۱۳۲۱ھ میں طبع شدہ کتاب مناقب اللامام ابی حنیفہؒ ہے۔ جس میں ان دونوں حضرات کی کتابیں جمع ہیں۔ مترجم

يسط الكلام في رد ذلك الكتاب
وقابل مؤلفه مقابلة الفاسد
بالباسد فشنم على الشافعي
رحمه الله اعظم من ذلك
الشنيم ، وبسط الكلام بما لا
يحمد من الصنيع كل ذلك

امام محمد حجة الاسلام الغزالي نہیں کیونکہ وہ
تو خود اپنی احياء العلوم میں امام الوصيف
کے لئے رطب اللسان میں پھر اس
سے بھی کہ اس کتاب کا جو نسخہ میں نے
دیکھا اس پر لکھا ہے کہ یہ کتاب محمود غزالی
کی تصنیف ہے۔

منه بناء على ذلك الغزالي هو
وليس هو هولاء ياتي في احيائه من مدح ابى حنيفة وترجمة
بها يلبق بعلى كماله ، وايضا فلان النسخة التي رايتها

مكتوب عليهما ان هذا الكتاب
تصنيف محمود الغزالي و
محمود هذا ليس بحجة الاسلام
ومن ثمة كتب على حاشيته
تلك النسخة هذا شخص
معتزلي اسمه محمود الغزالي
وليس هو حجة الاسلام قال
بعض محقق الحنفية ممن
اخذ العلم عن المولى سعد الدين
التفتازاني ونفرض ان ذلك
صدر عن الغزالي حجة الاسلام
فهذا انما صدر عنه حين كان

اور یہ محمود حجة الاسلام نہیں ہیں
چنانچہ اس نسخہ کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ
یہ شخص معتزلی ہے اس کا نام محمود غزالی
ہے اور یہ حجة الاسلام نہیں ہے سعد الدین
تفتازانی کے ایک حنفی محقق شاگرد نے کہا
کہ یا الفرض اگر یہ بات حجة الاسلام ہی سے
صادق ہو تو یہ اس دور کی بات ہے
جب آپ علم جبرل و مناظرہ اور طلب علم
کی لذتوں میں مصروف تھے لیکن عمر کے
آخری حصہ میں جب یہ کیفیات ختم ہوئیں
اور شہود و عرفان کی بارشیں ہوئیں
تو آپ نے حق کو حق کے مقام پر رکھا

متلبسا بعلوم الجدل وحفظ
 طلبہ العلم اما فی آخر امرہ چین
 تختی عن تلك الحظوظ وافیضت
 علیہ سجال المعارف والشہود
 فقد عرف الحق دہلہ واقترہ
 فی محلہ والدیس بحسب ذلک
 کلامہ فی الاحیاء انتہی ولبأس
 بذکر خلاصۃ کلامہ فی الاحیاء
 لیعلم نزاہۃ مولفہ حجۃ
 الاسلام ممانسب الیہ، وقیل۔
 ذلک نقد مرعلیہ مقدمۃ وہی
 ان بعض علماء الہند اختصر
 الاحیاء اختصارا بلیغا سماہ
 عین العلم لم یسبق الی مثل
 اختصارہ مع تعدد مختصریہ
 فانہ اشار الی مقاصدہ فی
 اوراق قليلۃ تکاد ان تکرک
 من جوامع الکلم فلذا وضعت
 علی کتابہ شرحا لہ لانه لفرط
 مافیہ من الایجاز یکاد ان
 یعد من الازغار وعبارۃ ذلک

چنانچہ احیاء العلوم کی عبارات اس پر دلیل ہیں
 احیاء العلوم میں جو کچھ آپ نے فرمایا اس کا خلاصہ
 ذکر کرنا مناسب ہوگا تاکہ آپ کی طرف
 منسوب کردہ چیزوں سے آپ کی برائت
 ظاہر ہو جائے۔ خلاصہ کلام بیان کرنے سے
 قبل ہم ایک مقدمہ بیان کرتے ہیں اور وہ یہ
 کہ ہندوستان کے کسی عالم نے احیاء العلوم
 کو مختصر کیا ہے اور یہ اختصار حد درجہ کا ہے
 اس کا نام عین العلم رکھا ہے اگرچہ
 احیاء العلوم کے بہت سے مختصرات ہیں مگر
 اس جیسا اختصار کسی میں نہیں پایا جاتا
 انھوں نے چند ہی اوراق میں اسکو مختصر کر دیا ہے
 اس کے کلمات کو جوامع الکلم کہا جاسکتا ہے
 اسی لئے میں نے اس کی شرح کی کیونکہ یہ
 زیادتی اختصار کی وجہ سے پہلی بن کر
 رہ گئی ہے اس مختصر کی عبارت مع میری
 شرح کے دوسرے ورق کے آخر میں آئے گی
 یہ بہتر ہے کہ انسان چاروں اماموں میں سے
 جس کو اپنے نظر میں افضل سمجھے اختیار کر لے
 کیونکہ اس طرح اس کا دل اس کے قول کو بخوبی
 قبول کر لے گا پھر الخ حنیف، مالک اور شافعی

میں سے ہر ایک کسی نہ کسی ملک کے ساتھ خاص ہو گئے کیونکہ کسی ملک یا تو ایک ہی کے متبعین ہیں یا ان کی اکثریت ہے مثلاً حجاز، یمن، مصر، شام، حلب، عراق، عرب عجم میں امام شافعی کے ملنے والوں کی اکثریت ہے۔

اور مغرب کے وسیع و عریض خطہ میں مالک کے متبعین کی کثرت ہے روم، ہند، ماوراء النہر میں ابو حنیفہ کے متبعین کی کثرت ہے۔ اس لئے مصنف نے کہا کہ جیسے ابو حنیفہ ہمارے احناف کے نزدیک کیونکہ مختلف مسندوں سے وارد ہوا ہے جن پر تفصیلی کلام عنقریب ہوگا....

ابو حنیفہ میری امت کے چرائے ہیں۔ (یا سورج، اور ان کی فضائل میں ان کی عبادت، خوف، زہد، سخاوت، باریک بینی، نکتہ بینی مشہور ہیں اور ان چیزوں کے ہوتے ہوئے ان کی فضیلت پر ایسی روایات سے استدلال کرنا جگہ موضوع ہونے پر محدثین کا اتفاق ہے غیر مفید ہے خواب میں سنا گیا کہ خدا نے فرمایا کہ

المختصر مع عبارة شرجی له و تمام العبارة سیأتی فی آخر الورقة الثانية "والاولی ان یختار من الائمة الاربعة من ظن انه افضل الاربعة واعلمهم لان نفسه حنیفی تنقاد الی قوله وتضع لرائه وتبادر الی امتثاله والعمل به اکثر ثم کل من ابی حنیفة ومالک والثانی رحمة الله علیهم امتاز باقلیم لا یعرف فیہ غیر اتباعه او یکون اتباعه فیہ اکثر۔ کاقلیم الحجاز والیمن، والمصر والشام، وحلب وعراق العرب والعجم بالنسبة الی الشافعی رحمہ الله، والغرب علی بالنسبة الی مالک رحمۃ الله، والروم والهند وماوراء النہر بالنسبة لابی حنیفة رحمہ الله ومن ثمة قرار المصنف کابی حنیفة رحمہ الله عندنا معشر الحنفیة

فقد ورد من طرق ياتی الکلام
عليها مبسوطاً قريباً

ابو حنيفة سراج امتي وفضله
رحمه الله وما اشتهر عنه من
العبادة والورع والزهد والسخاء
ورقة النظر وحدة الفكر يعني ان
يستدل لفضله بما اطبق
المحدثون على وضعه وسمع
في المنام الباري يقول انا عند
علم ابی حنيفة ای با الحفظ
والقبول والرضاء وانزال البركة
فيه وفي الاخذين به وسلم
المخالفون سبقه في الفقه و
من ثمة قال الشافعي رحمه الله
الناس في الفقه عيال على ابی
حنيفة، وقال ايضاً من اراد ان
يعرف الفقه فليزّم اباحنيفة
واصحابه وقال ايضاً قلت لمالك
كيف رأيت اباحنيفة فقال

رأيت رجلاً لو كلمك في السارية ان يجعلها ذهاباً لقام بحجة
ولما دخل الشافعي بغداد قبيرة وصلى عنده ركعتين فلم يرفع

میں ابو حنیفہؒ کے علم کے پاس ہوں۔
یعنی اس کی حفاظت، اور قبول کرنا، راضی
ہونا اور برکت نازل کرنا انہیں اور ان کے
شاگردوں میں میرے ذمہ ہے اسی لئے تو
امام شافعیؒ نے کہا کہ فقہ میں لوگ ابو حنیفہؒ
کے محتاج ہیں۔ نیز فرمایا کہ

جو علم حاصل کرنا چاہے وہ ابو حنیفہؒ
اور آپ کے اصحاب کا دامن پکڑ لے نیز
آپ نے فرمایا کہ

میں نے مالک سے دریافت کیا کہ آپ
نے ابو حنیفہؒ کو کیسا پایا؟ تو انہوں نے جواب
میں فرمایا کہ وہ ایسے تھے کہ آپ سے اگر
ستون کے بارے میں کہیں کہ یہ سونے کا
ہے تو ثابت کر کے ہی رہیں،

جب امام شافعیؒ بغداد آئے اور رکعت
نماز ان کی قبر کے پاس ادا کیں تو رفع یدین
نہ کیا، اور ایک روایت ہے کہ یہ دو رکعتیں
نماز صبح کی تھیں تو آپ نے ان میں فتوت
بھی نہ پڑھی۔

يديه في التكبير وفي رواية ان الركعتين كانتا صلاة الصبح
وانه لم يقنت فقيلاً له في ذلك فقال ادباً مع هذا الامام
ان اظهر خلافه بحضرته

وقال الفضيل بن عياض
وناهيلك به جلولة " كان
ابو حنيفة محروفاً بالفقه مشهوراً
بالودعة، ومن عظيم درعه
ما قال الامام عبد الله بن
مبارك انه اراد شراء امة
فمكث عشرين سنة يستخبر
يشاور من اى سبي يشتري و
قال النضر بن شميل كان الناس
نياماعن الفقه حتى ايقظهم
ابو حنيفة ودخل على ابي البراءين
المنصور وعنده عيسى بن موسى
العابد الزاهد فقال للمنصور
هذا عالم الدنيا فقال له
المنصور عمن اخذت العلم
قال عن اصحاب عمر عن عمر
وعن اصحاب علي عن عيسى
وعن اصحاب ابن مسعود عن

فضيل بن عياض نے فرمایا (ان کی
جلالت شان محتاج بیان نہیں) کہ
"فقہ اور تقویٰ میں مشہور تھے آپ کے
درع اور تقویٰ کا عالم یہ تھا کہ عبد اللہ
بن مبارک فرماتے ہیں کہ آپ
نے ایک باندی خریدنے کا ارادہ
فرمایا تو بیس سال مشورہ کرتے رہے
کہ کون سے قیدیوں میں سے خریدیں
نضر بن شميل فرماتے ہیں کہ لوگ فقہ
سے غافل تھے۔ ابو حنیفہؒ نے ان کو
بیدار کیا۔ آپ منصور کے دربار میں آئے
تو اس وقت اس کے پاس عیسیٰ بن
موسیٰ عابد و زاهد موجود تھے انھوں
نے اس سے کہا کہ یہ دنیا کے بڑے
عالم ہیں۔ تو منصور نے آپ سے دریافت
کی کہ آپ نے کس سے علم حاصل کیا؟
آپ نے فرمایا کہ میں نے عمرؓ
کے ساتھیوں سے۔ انھوں نے

ابن مسعود فقال المنصور
 لقد استوثقت ومع ذلك
 اراد هلاكه في رقائع جرت
 له معه واراد اعلیٰ ان یسلی
 القضاء فلم یقبل فضر بمائة
 سوط وحبس الی ان مات
 فی الحبس علی قول وضرب ایضا
 عشرين سوطا علی ان ینی امر
 بیت المال فابی ان یقبل وكان
 یقول اذا جاء الحدیث عن
 رسول الله صلی الله علیه وسلم
 فعلی الرأس والعین او عن
 اصحابه اخذنا ببعض اقوالهم
 فلم نخرج عنها او عن التابعین
 را حمتنا هم وكان یقوم کل
 اللیل بعد ان كان یحیی نصفه
 فاشار الیه انسان وهو یشی
 فقال هذا هو الذی یحیی کل
 النیل

فلم یزل بعد ۷۰ یحیی کل
 اللیل وقال انا أستحیی من الله

عمر شے، علیؑ کے ساتھیوں سے انھوں
 نے علیؑ سے۔ ابن مسعود کے ساتھیوں
 سے، انھوں نے ابن مسعود سے، تو
 منصور نے کہا کہ علم تو بہت پختہ
 حاصل کیا ہے۔ لیکن اس اعتراف
 فصل کے باوجود آپ کے ہلاک
 کرنے کے درپے رہا، عہدہ قضا قبول
 کرنے پر زور دیا مگر آپ نے قبول نہ کیا
 تو ایک قول کے مطابق اس نے آپ کے
 سو کوڑے لگوائے، اور پھر قید کر دیا۔
 حتیٰ کہ آپ وہیں راہی ملک عدم ہوئے
 نیز بیت المال کے عہدہ کے قبول نہ کرنے
 پر آپ کو بیس کوڑے مارے گئے آپ
 فرماتے تھے جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
 سے حدیث منقول ہوگی تو وہ ہمارے
 سر آنکھوں پر ہے اور جب صحابہ کا قول
 ہوگا تو اسے بھی لیں گے اور جب تابعین
 کا قول ہوگا تو ہم اس کا مقابلہ کریں گے
 پہلے آپ نصف شب تک عبادت
 کرتے تھے لیکن ایک مرتبہ کسی نے
 آپ کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ

تمام رات عبادت کرتے ہیں تو اس روز
سے آپ نے تمام رات عبادت شروع
کر دی۔

کیونکہ آپ فرماتے تھے کہ مجھے اللہ
سے شرم آتی ہے کہ لوگ مجھ کو ایسی
عبادت سے متصف کریں جو مجھ میں نہیں
بعض علماء فرماتے ہیں کہ میں نے طواف
فتویٰ اور نماز پر صابر مکہ میں ابو حنیفہؒ
جیسانہ دیکھا۔ غرض کہ شب روز طلب
آخرت میں رہتے۔ آپ کعبہ میں تھے کہ
آپ نے نداء غیبی سنی کہ اے ابو حنیفہؒ
تو نے میری خدمت اخلاص سے کی اور
میری معرفت اچھی طرح حاصل کی،
یعنی اس لئے کہ تم نے خلوص کا مظاہرہ
کیا۔ تمام رات نماز میں گزاری اور اکثر و
بیشتر روزہ سے رہے اور علم کی نشر و
اشاعت میں کوشش کی ان علوم ظاہر
و باطنی میں مکمل عبور حاصل کیا جن سے
میری معرفت تک رسائی ہوئی دنیا
ترک کی اور آخرت کی طلب میں مقدر بھر
کوشش کی، اور جس شخص میں یہ صفات

ان اوصاف بعبادة ليس في وقال
بعضهم ما رأيت اصبر على الطوا
والصلوة والفتيا بمكة من ابى
حنيفة انما كان كل الليلى
والنهار في طلب الآخرة، وسمع
ها تفانى المنام وهو في الكعبة
يقول ان يا ابا حنيفة اخلصت
خدمتي واحسنت معرفتي فقد
غفرت لك اى لما كنت عليه
من اخلاص الخدمة باحباء
كل الليلى وصيام اكثر الدهر
وبذل الجهد في نشر العلم
على وجه الاكمل، واحسان
المعرفة باقتان العلوم الظاهرة
والباطنة، واخلاص فيهما و
رفض الدنيا واعراض عنها
راسدا لاقبال على الآخرة
وبذل الوسع في تحصيل اسبابها
ومن هذه صفاته اقرب الى
رجاء المخبرة له على وجه مخصوص
لا يبقى له ذرة تقصير ولمن

اتبعك ببركة اخلاصك
واحسانك المذکورین الی
قیام الساعة

وفی هذا من البشری
له ولا تباعه ما یحمل الموفق
منهم علی بذل طاقته فی اقتفاء
اثار امامه فیما کان علیہ من
تلك الاخلاق العلیة، والصفات
الطاهرة انزکیہ الی قل ان
تجتمع الی للعارفین والآئمہ
المجتہدین وتلمذ له کبار
من المشائخ الآئمۃ المجتہدین
والعلماء الراسخین کا امام
الجلیل المجمع علی جلالہ
وبراعتہ وتقدمہ وترہذہ
عبد اللہ بن المبارک و
کا امام اللیث بن سعد و
کا امام مالک بن انس،
وناہیک بہو آء الآئمۃ و
کا امام مسعر بن کدام و
زفر و ابی یوسف و محمد

پائی جائیں اس کی مغفرت کا ہونا
شک و شبہ سے بالاتر ہے اور تمھارے
مشہور زمانہ خلوص و احسان کے باعث
تمھارے متبعین کے لئے بھی مغفرت ہوگی
یہ انکے اور ان کے متبعین کے لئے
بہت بڑی بشارت ہے جو اس امر کا تقاضا
کرتی ہے کہ ان کے متبعین انکے بلند
اخلاق، اور پاک صفات (جو عارفین
والئمہ مجتہدین کا ہی نصیب ہیں) کو حاصل
کرنے کے لئے ان کے نقش قدم پر چلیں۔
بہت سے علماء راسخین اور ائمہ مجتہدین
آپ کے شاگرد ہوئے مثلاً امام جلیل
(جسکی زہد و تقویٰ پر اجماع ہے) عبد اللہ
بن مبارک، امام لیث بن سعد، امام
مالک بن انس، ان علماء ہی کا تذکرہ
کافی ہے۔ اور ان کے علاوہ مسعر بن کدام
زفر، ابویوسف اور محمد وغیرہم، عہدہ قضا
اور بیت اسام کے کلید بردار کے
عہدوں کو ٹھکرا کر آپ نے شدید زبانی
برداشت کیں۔

اور یہ شخص اس لئے تھا کہ دنیا کے

وغيرهم ومثمل لتقبل
القضاء ای لاجل ان يتولاه
وكذا مفااتيح خزائن بيت المال
ما تحمل من العقوبة والضرر
الشديد لما ابى عن ذلك
اشار العذاب الدنيا على عذاب
الآخرة ومن ثم لما ذكر عند
عبد الله بن المبارك قال
اتذكرون رجلا عرضت عليه
الدنيا بحدافيرها ففر منها، وما
خالط الظلمة مع سؤالهم له
في ذلك والحد هم عليه
تهديدة ان لم يفعل، وما
قبل منهم شيئا قط، وان قل،
ومن ثمة لما ارسل عليه
ابو جعفر المنصور بعشرة آلاف
درهم على يد الحسين بن
القحطبة ولم يمكنه ردّها
ارصى ابنه حتاد انه اذا مات
ودفن يرود لحسين ففعل
فقال له رحمة الله على ابيك

عذاب کو آخرت کے عذاب پر ترجیح دی
اس لئے جب عبد اللہ ابن مبارک کے
سامنے آپ کا تذکرہ آیا تو آپ نے فرمایا
کہ کیا تم ایسے شخص کا ذکر کرتے ہو کہ
جس پر تمام دنیا پیش کی گئی مگر وہ اس
سے بھاگا، اور باوجود شدید مطالبہ کے
وہ ظالموں کے ساتھ شریک نہ ہوا
اور ان سے ادنیٰ سی چیز بھی کبھی ہدیہ
قبول نہ کی۔ چنانچہ ابو جعفر منصور نے
جب حسین بن قحطبة کے ہاتھ آپ کو
دس ہزار درہم بھجوائے اور آپ ان کو
واپس نہ کر سکے تو آپ نے اپنے بیٹے حمار
کو نصیحت کر دی کہ جب میں مر جاؤں
اور دفن ہو جاؤں تو وہ حسین کو واپس
کر دینا چنانچہ انھوں نے یہ وصیت پوری
کر دی تو انھوں نے کہا کہ خدا تمہارے
باپ پر رحم کرے وہ اپنے دس کے
معاملہ میں بہت محتاط تھے۔ اور انھوں
نے لوگوں کو اپنے مذہب کی طرف اسی
وقت بلانا شروع کیا جبکہ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کی طرف سے اشارہ ہوا۔ حالانکہ

لقد كان شجيا على دينه وما
اشتغل بالدعوة اى بدعوة
الناس الى مذهب الا بالالا
شارة النبويه فى المنابر اليه
ليدعوهم الى مذهب بعد ما
قصد الازواء والادستخلفه عنهم
تواضعا واحتقار النفس عن ان
يجعل لها حظا او يروى منها
او لها فعلا حسنا يستحق ان
يجعل دعايته الناس الى الاقتداء
والعمل به فلما جاء الازن ممن
فوضت اليه قسمة خراش الله
تعالى على مستحقها علم ان
ذلك امر حتم لا بد منه فدعا
الناس اليه حتى ظهر مذهب
وانتشر وكثرت اتباعه وخذلت
حسادا ونفع الله به شرقا وغربا
وعجما ورزق حظا وافرا فى اتباعه
فقاموا بتحرير اصول مذهب
وفروعه وامنوا النظر فى منقوله
ومحقوله حتى صار بحمد الله

پہلے آپ کا پکا ارادہ تھا کہ اس امر کو
لوگوں سے پوشیدہ رکھیں، اور یہ محض آپ
کی تواضع تھی کیونکہ آپ نہ چاہتے تھے کہ
نفس کو کوئی حظ حاصل ہو یا آپ ایسے
افعال کریں جن کی بنا پر آپ عامۃ الناس
کے مقتداء اور پیشوا بن سکیں۔ لیکن
جب خدا کی رحمت کے خزانے بانٹنے والے
حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی طرف سے اجازت آگئی تو آپ سمجھ گئے کہ یہ
معاملہ قطعی اور یقینی ہے تو آپ نے لوگوں کو
دعوت نہ رب دی اور آپ کا مذہب پھیل گیا
اور متبعین کی کثرت ہوئی اور اللہ نے مشرق
مغرب، عرب و عجم کو آپ کے فیض سے مستفیض
کیا۔ پھر آپ کے متبعین آپ کے اصول کی
توضیح و تشریح میں مصروف ہوئے حتیٰ کہ
بحمد اللہ وہ محکم و مفید ہو گیا۔ اس کی
تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے کہ
آپ کے والد ثابیت کو بچپن میں حضرت
علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں دعاء
کے لئے لایا گیا تو انھوں نے ان کے
اور ان کی اولاد کے لئے برکت کی دعاء

محکم القواعد معدن الفوائد
 ویوتید ذالک ما حکا به بعض
 اصحاب المناقب ان ثابتاً والدہ
 اقی بہ وهو صغیر لعلی کریم اللہ
 وجہہ الکریم فدعاه بالبرکۃ
 ولذریۃ فکان ما اؤتیه ابو حنیفۃ
 من برکۃ تلک الدعویۃ وما استظل
 بحائط المدینون حین اماء متقاضیا
 تورعاصنہ عن ان یرتفع بشیء
 من اثارہ دنیۃ واعلام المدین
 انه لا یرغب فی رفق منہ فان
 قبولہ منہ وان قل بطریق الشرع
 ینافی کمال المرؤۃ والورع و
 محاسن الاخلاق وکان لہ رحمہ
 اللہ من ذلک، ومن تجنب
 الشبہۃ ما امکنہ الحظ الوافر
 من ثمر تصدق بجمع ما انی
 بہ وکیلہ الیہ لہا خلط بہ شمن
 ثوب معیب بیع حال کونہ
 مخفیاً عیبہ من بائعہ فہو
 وان لم یکن علیہ اثر لجهلہ

کی۔ چنانچہ یہ سب کچھ اسی دعاء کا فیضان
 تھا۔ جب آپ کسی مقروض سے قرض
 وصول کرنے آتے تو اس کی دیوار کے سایہ
 میں بھی نہ بیٹھتے۔ کیونکہ آپ اس کے کسی
 ہدیہ کو اس صلے میں قبول کرنا پسند نہ
 فرماتے تھے۔ کیونکہ ایسا کرنا شرعاً کمال
 مروت اور تقویٰ اور حسن اخلاق کے
 منافی ہے۔ آپ حرام اور شبہ حرام سے پوری
 احتیاط کرتے۔ اس لئے جب آپ کا ایک
 وکیل کپڑے کے اس محبوب تھان کو خریدنے
 والے کے قطع کئے بغیر بیچ کر قیمت لایا تو
 آپ نے اس کے اور اس کے ساتھ بیچے ہوئے
 تمام کپڑے کی قیمت صدقہ کر دی۔ اب اگرچہ
 ان پر اس کا کچھ وبال نہ تھا کیونکہ یہ لاعلمی
 کی صورت میں ہوا۔ مگر چونکہ یہ مال مشتبہ
 تھا اس لئے اس سے احتراز ضروری ہوا
 کہ مزید خریدنے والے سے لیکر آپ نے اس لئے
 واپس نہ کئے گئے کہ خریدنے والے کا پتہ
 نہ چل سکا۔ باب التوبہ میں تفصیل ہے اس
 کا ذکر کرتے گا۔ کہتے ہیں کہ یہ مال میں ہزار
 کا تھا۔ اس قسم کے اور بھی بہت سے

لكن فيه شبهة ما وانما المريد
 تمنه لمشتريه ويستردة كانه
 للجهل بالمشتري مع ابياس من العلم به فتصدق به لما
 يأتي مبسوطا في باب التوبة قيل وكان المال ثلاثين الفا ووقع
 له نظائر ذلك متعددة كما في كتب المناقب

ومن عظيم ورعه وزهده
 ما من قصة الجارية التي اراد
 ان يشتريها -
 اس باندي خريدنے کا واقعہ ہے جو
 گزر چکا۔

ومن ذلك ايضا انه ترك
 لحم الغنم، لما فقدت شاة في
 الكوفة الى ان علم موتها لانه
 سال عن اكثر ما تعيش فقيل
 له سبع سنين فترك اكل لحمها
 سبع سنين تورعاً منه لاحتمال
 ان تبقى تلك الشاة الحرام
 فيصادف اكل شي منها فيظلم
 قلبه اذ هذا هو شان اكل الحرام
 وان انتفى الاثم للجهل بعين
 الحرام ولا جمل ذلك فاذا اهل
 الورع بما سبقوا به غيرهم من
 نور القلوب وتأهلهم لشهود
 آپ کے زہد کی ایک مثال یہ ہے کہ
 ایک مرتبہ کوفہ میں ایک بکری گم ہو گئی
 تو آپ نے معلوم کیا کہ ایک بکری زائد
 سے زائد کتنا عرصہ زندہ رہ سکتی ہے
 تو پتہ چلا کہ سات سال چنانچہ آپ نے
 اس مدت میں بکری کا گوشت کھانا ترک
 کر دیا کہ مبادا اسی حرام بکری کا گوشت
 ہو اور اس کو کھا کر دل پر سیاہی آئے
 کیونکہ اکل حرام کا یہی نتیجہ ہے۔ اگرچہ
 لاعلمی کی صورت میں کوئی گناہ نہیں
 یہی وجہ ہے کہ متقی اور پرہیزگار حضرات
 نورانی میں سب سے آگے آگے ہیں
 پھر وہ حضرات محبوب میں حاضر باش

ہیں اور اس حضور می میں مخل چیزوں
سے مقدور بھر بچتے ہیں۔ امام صاحب
کے جو مناقب ذکر کئے گئے ان سے
مراد آپ کے مناقب کا احصر کرنا نہیں
بلکہ یہ تو بحرنا پیدا کنارنا ایک قطرہ
ہے۔

آپ کے فضائل مشہورہ سے یہ بھی
ہے کہ آپ نے چالیس سال تک عشاء کے
وضو سے فجر کی نماز ادا کی۔ آپ سے
دریافت کیا گیا کہ آپ کو اس کی کیونکر
توفیق ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ میں نے
خدا کو اس کے ناموں سے حروف معجم کے
مطابق پکارا اور وہ اسماء ان دو آیتوں
میں جمع ہیں پہلی تو محمد رسول اللہ سے
آخر سورۃ فتح تک دوسری ثم انزل علیکم
من بعد النعم امنہ نعاسا۔ سورۃ آل عمران
کی مکمل آیت۔ آپ رمضان میں ساٹھ
قرآن ختم کرتے۔ تیس دن تیس اور تیس
رات میں۔ ان کے علاوہ آپ کے بہت
مناقب ہیں جن کا شمار کرنا دشوار ہے

المحبوب وقیا مهم فی خدمتہ
بحسب طاقتہم واعراضہم
عن القراطع عنہ طوق مقد وحقم
ولیس ماذکر من مناقب ہذا
الامام میراد بہ حصہ مناقب فیہ
بل ہو قطرۃ من بحر اداساحل
لہ

ومن غرہا انہ صلی الفجر
بوضو العشاء اربعین سنۃ،
فقیل لہ ما الذی قوال علی
ہذا قال انی دعوت اللہ باسمائہ
علی حروف المعجم وہی
مجموعۃ فی کل من ایتین الود
محمد رسول اللہ الی آخر
سورۃ الفتح، والثانیۃ شم
انزل علیکم من بعد الغم
امنہ نعاسا الآیۃ فی سورۃ
آل عمران وافہ کان یتختم
فی رمضان ستین ختمۃ،
ختمۃ باللیل وختمۃ بالنهار
الی غیر ذلک من مناقب آخر

له یسمی تعدا دھا فرجہ
 اللہ درضی اللہ عنہ وارضاه و
 جعل جنات الفردوس متقلبه
 ومشواہ انتھی کلام مختص
 الایاء مع شرجی له وبہ
 یعلم براءۃ الیہم الغزالی حجة
 الاسلام مناسب الیہم من
 التعصب حاشاہ اللہ منہ
 الشہان پر رحم کرے اور ان سے راضی ہو
 اور ان کو راضی کرے اور جنات فردوس
 میں ان کا ٹھکانا کرے۔ مختصر الایاء
 کا کلام میری شرح کے ساتھ ختم ہوا
 اور اس سے پتہ چلتا ہے کہ امام غزالی
 حجتہ الاسلام پر تعصب کا جو الزام
 لگایا گیا ہے اس سے آپ بری ہیں خدا
 آپ کو اس الزام سے دور رکھے۔

دوسرا مقدمہ

اس میں ایسے امور کا بیان ہے جن کا نفع عام ہے اور طالب علم کی ان سے ناواقفیت بری ہے کیونکہ اس ناواقفگی کے باعث انسان عظیم غلطی اور گج روی میں مبتلا ہو جاتا ہے تو ضروری ہوا کہ ہم اسے اجمال اور پھر تفصیل سے بیان کریں تاکہ اسے صاحب توفیق تیری نجات آخری کا سامان ہو۔ اور تو خدا کے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے وارث اولیاء اللہ کی شان میں فرو گذا کرنے سے محفوظ رہے۔ اور تمام ائمہ مجتہدین علماء و عاملین کے بارے میں اعتقاد رکھے کہ وہ سب ہدایت اور رضائے الہی پر ہیں اور وہ سب بہ اتفاق ائمہ تمام حالات میں مابجور ہیں۔

مأجورون فی سائر الاحالات باتفاق ائمة النقل والبرهان
بیہقی نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب

المقدمة الثانية

فی بیان امور یم نفعها،
یتبع بالطالب جہلہا اذ بہ
یقہ فی ورطۃ عظیمۃ ومہوۃ
قبیحة غیر مستقیمۃ فتعین
ایرادھا اولاً وایضاح مالہ بما
تعلق مجملہ ومفصلہ منها
علیک ایہا الموفق ان أردت
النجاۃ فی الآخرة والسلامۃ من
خطر الوقیعة فی احد من اولیاء
اللہ تعالی وارث نبیہ محمد
صلی اللہ علیہ وسلم وشرف
وکرمان تعتقد ان کل
واحد من الائمة المجتہدین و
العلماء العاملين علی ہدی من
اللہ ورضوان، وانہم کلہم

مأجورون فی سائر الاحالات باتفاق ائمة النقل والبرهان
وقد روی البہیقی انہ
صلی اللہ علیہ وسلم قال مہما

أَوَّلَيْتُمْ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ، فَالْعَلَّ
 بِهِ فَلَاعْذَرٌ لِحَدِّثٍ فِي تَرْكِهِ، فَإِنْ
 لَمْ يَكُنْ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَسُنَّةُ
 مَاضِيَةٍ مَنِ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ سُنَّةُ
 مَنِ، فَمَا قَالَ أَصْحَابِي أَنْ أَصْحَابِي
 بِمَنْزِلَةِ الْغُورِ فِي السَّمَاءِ، فَإِنَّهَا
 اخْتَلَفَتْ، تَعْرِيبُهُ أَهْدَى يَتِمُّوَاخْتِلَافُ
 أَصْحَابِي لَكُمْ رَحْمَةً، فَفِيهِ إِخْبَارٌ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاخْتِلَافِ
 الْمَذَاهِبِ بَعْدَهُ فِي الْفُرُوعِ
 مِنْ مَنَازِلِ مَنْ أَصْحَابِهِ الَّذِي
 هُوَ زَمَانُ الْهَدْيِ وَالْإِشَادِ
 الْمَشْهُودِ لَهُ مِنْ مَشْرِفِهِمْ
 بِأَنَّهُ خَيْرُ الْقُرُونِ عَلَى الْإِطْلَاقِ
 وَيُزَمُّ مِنْ اخْتِلَافِهِمْ اخْتِلَافُ
 مَنْ بَعْدَ هَمَلَانِ كُلِّ صَحَابِي
 مَشْهُورٌ بِالْفَقْهِ وَالرَّوَايَةِ
 اخْتَلَفَ بِقَوْلِهِ وَمِنْ هَبِهِ جَمَاعَةٌ
 وَمَعَ ذَلِكَ رَضِيَ بِهِ مَنِ اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَقْرَهُمْ عَلَيْهِمْ
 مَدَحُهُمْ حَتَّى جَعَلَ نَفْسَ

تمہارے پاس اللہ کی کتاب آئے تو
 اس پر عمل کرنا ضروری ہے اس کے
 چھوڑنے میں کسی کو گنجائش عند نہیں
 اگر کتاب اللہ میں نہ ہو تو میری سنت
 نافذ ہے۔ ورنہ میرے اصحاب کا فرمان
 میرے اصحاب آسمان کے ستاروں کی
 مانند ہیں تو جس کا دامن تھام لو گے
 ہدایت پاؤں گے۔ میرے صحابہ کا اختلاف
 تمہارے لئے باعث رحمت ہے۔ اس
 حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
 یہ خبر دی ہے کہ میرے بعد مذاہب میں
 فرعی اختلافات ہوں گے اور یہ اختلافات
 صحابہ ہی کے زمانے سے ہوں گے اور
 یہ زمانہ رشد و ہدایت کا زمانہ تھا جس
 کے لئے خیر القرون ہونے کی گواہی دی گئی
 اور جب صحابہ میں اختلاف ہو گا تو ان کے
 بعد والوں میں اختلاف کا ہونا لازمی
 ہے۔ کیونکہ ہر وہ صحابی جو فقہ و روایت
 میں مشہور ہے اس کا قول ایک جماعت
 نے قبول کیا۔ ان تمام چیزوں کے باوجود
 حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف

ذلك الاختلاف رحمة للامة
 وخيرهم في اخذ لقول من
 شاء ومن اصحابه اللازم له
 اخذ بقول من اراد ومن
 المجتهدين يعد هم المجارين
 على منوالهم والسالكين
 لسالكهم في اقوالهم وافعالهم
 وقد اقر صلي الله عليه وسلم
 اختلاف اصحابه في وقائع جرت
 لهم في زمنه ولم يعترض
 احد فيها قاله وراعه مخالفاً
 لما قاله نظيره وراعه كما يشهد
 بذلك وقائع كثيرة شهيرة
 من ذلك قصة اختلافهم
 في اسرى بدر فابو بكر ومن تبعه
 اشاروا باخذ القداء منهم و
 عمرو ومن اتبعه اشاروا بقتلهم
 فحكم صلى الله عليه وسلم بالاول ونزل
 القرآن بتفضيل الرأي الثاني
 مع تقرير الرأي الاول ففيه
 اوضح دليل على تصويب الراييين

اختلاف رضا مندی کا اظہار کیا بلکہ صحابہ
 کی اس پر تعریف کی اور اس اختلاف کو
 امت کے لئے باعث رحمت قرار دیا۔
 اور امت کو اختیار دیا کہ صحابہ میں سے
 جس کے قول پر چاہیں عمل کریں اسکا لازمی
 نتیجہ یہ ہوا کہ صحابہ کے بعد مجتہدین امت
 میں سے کسی ایک کے قول کو اختیار کر لینا
 جائز رہا کیونکہ یہ حضرات صحابہ ہی کے
 نقش قدم پر ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ
 وسلم نے اپنے زمانہ میں واقع ہونے والے
 واقعات میں صحابہ کو ان کے اختلافات پر
 باقی رکھا اور کسی کی نہ مخالفت فرمائی اور
 نہ ہی اعتراض کیا چنانچہ اس سلسلے میں
 بہت سے مشہور واقعات شاہد ہیں۔
 اسی سلسلے کی ایک کردی صحابہ کا بدر
 کے قیدیوں میں اختلاف ہے۔ ابو بکر اور ان
 کے ساتھیوں نے فدیہ لے کر چھوڑ دینے کا
 مشورہ دیا۔ جبکہ عمر اور ان کے ساتھیوں
 نے قتل کر ڈالنے کا حکم دیا تو حضورؐ نے
 پہلے قول پر فیصلہ دیا اور قرآن نے دوسری
 رائے کو صحیح قرار دیتے ہوئے دوسری

رائے کو افضل قرار دیا۔ دونوں آراء کے صحیح ہونے کے سلسلہ میں یہ بہت واضح دلیل ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ دونوں مجتہد صحیح ہیں۔ اگر پہلی رائے غلط ہوتی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے مطابق فیصلہ نہ فرماتے خود اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ یہ فیصلہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے ارشاد فرمایا کہ لولا کتاب من اللہ سبق الخ اور فدیہ کو حلال فرمایا اور فرمایا کہ جو مال غنیمت ہاتھ لگا ہے اسے کھاؤ اور تمہارے واسطے حلال وطیب ہے اور عتاب غیر افضل کو اختیار کرنے پر ہوا اس لئے مذہب میں اکثر و بیشتر ترجیح انصافیت کے لحاظ سے واقع ہوتی ہے جو قوت دلائل، قرب احتیاط، اور دفع کے اعتبار سے ہوتی ہے۔ یہ معدودے چند مسائل میں ہے مجموعی طور پر تو سب ہی صحیح ہیں

اسی وجہ سے صوفیاء گرام کا راستہ اعدائے ترین طریقہ اذنیٰ افضل ترین طریقہ ہے۔ صوفیاء کا طریقہ یہ ہے کہ ہر مسئلہ

وان کلام من المجتہدین مصیب ولو کان الرأی الاول خطائکم یحکم بہ صلی اللہ علیہ وسلم وقد اخبر تعالیٰ بانہ عین حکمہ بقولہ لو لا کتاب من اللہ سبق وطیب الفداء بقولہ تعالیٰ فکلوا مما غنمتم حلالاً طیباً وانما رقع العتب علی اختیار غیر الـ افضل

ومن ثم کان اکثر ما یقع الترجیح فی المذاهب بالنظر الی الـ افضل من حیث قوۃ الدلۃ والقرب من الاحتیاط والورع وذلك فی مسائل معدودۃ۔ لا من حیث مجموع المذہب واما بالنظر الی التصویب فکلہ صواب وحق لا شبہۃ فیہ

ومن ہذا کانت طریقۃ الصوفیۃ اعدل الطرق وافضل وہی الاخذ بالزہد والاحتوط

فی کل مسئلہ بحیث یخرجون
من جمیع القادریل ویأتون
بعبادة مجمع علی صحتہا دیوانق
ذلک قول أئمتنا بحسن الخرج
من کل خلاف لم یضف
مدارکہ ولہ یخالف سنتہ
صحیحة ای مخالفة صریحة
لا یمکن تأویلہا وقد صرحوا بانہ
یسن الوضوء من کل ما قبل فیہ
انہ ناقض، وکان ابن سیرین یضل
اذینہ مع وجہہ ویمسی ہما مع
رأسہ ویمسی ہما منفرد تبین
احتیاطا فی الکل وخروجاً من
الخلافاً

ومن ذلک ایضاً قصة اختلافهم
فی قوله صلی اللہ علیہ وسلم حین
اراد غزو بنی قریظہ لا یصلین
احد الظہر الا فی بنی قریظہ
فانہم لما خرجوا من المدینہ
الیہم وقد ضاق وقت الظہر
اختلفوا فصلی جماعة منهم

میں اشد اور احوط کو اختیار کیا جائے
وہ چاہتے ہیں کہ تمام اقوال سے ہٹ کر
ایسی عبادت کریں جس کی صحت پر سب
کا اتفاق ہو۔ یہ بات ہمارے آئمہ
کے اس ارشاد کے مطابق ہے کہ ہر
ایسے اختلاف سے پرہیز اچھا ہے کہ
جس کا بانی ضعیف نہ ہو اور وہ قول
سنت، صریحہ کے ایسا مخالف نہ ہو
کہ قابل تاویل ہی نہ ہو اس لئے تصریح
کی گئی ہے کہ ہر وہ چیز جس کو ناقص وضو
بتایا گیا ہے اس کی وجہ سے وضو کر لینا
مسنون ہے ابن سیرین اپنے کاچہرے کے
ساتھ دھوتے تھے اور سر کے ساتھ ان کا
سج بھی کرتے تھے۔ اسی سے صحابہؓ کے
اختلاف کا وہ واقعہ ہے جو اس وقت
پیش آیا جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام
نے بنو قریظہ سے جنگ کا ارادہ فرمایا آپ نے
فرمایا کہ تم سے کوئی شخص بھی نماز ظہر پڑھے
مگر بنو قریظہ میں پہنچ کر اب جب صحابہؓ مدینہ
سے نکلے تو نماز ظہر کا وقت تنگ ہو گیا اب
ایک جماعت نے تو نماز ظہر راستہ ہی میں

الظہر خشية خروج وقتها
 واحتجوا بانہ صلی اللہ علیہ وسلم
 انما قال ذلك مخربا علی
 الاستعجال ولم يرد اخراج
 الصلوة عن وقتها فاستنبطوا
 من النص معنى بينوا به ان
 الحصر فی قوله الا فی بنی قریظہ
 اضافی لا حقیقی ومتنم اخرون
 عن صلاة الظهر الى ان وصلوا
 بنی قریظہ بعد دخول وقت العصر
 واحتجوا بانہ صلی اللہ علیہ
 وسلم اطلق الحصر ولم يبينه
 وكان المراد به حقيقة ثم
 بلغه اختلا فہم وفعلا فہم فلم
 ينكر علی احد من الفريقین و
 اقر كلا علی ما فہمہ اشارة
 الى ان الكل مجتهدون
 مأجورون علی ہدی من اللہ
 تعالی فلا لوم علی احد منهم
 ولا ینسب الیہ خلل ولا تقصیر
 لا سیما مع استحضارک لقوله

ادا کر لی کہ وقت نہ نکل جائے اور دلیل
 یہ قائم کی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
 کا یہ فرمان محض اس لئے تھا کہ تم تیز چل کر
 جلد پہنچنے کی کوشش کریں۔ اب انہوں
 نے نص سے یہ استنباط کیا کہ حضور علیہ
 السلام کے قول الا فی بنی قریظہ میں حصر
 اضافی ہے حقیقی نہیں۔ دوسری جماعت
 نے نماز ادا نہ کی اور بنو قریظہ میں پہنچ کر
 ادا کی حتیٰ کہ عصر کا وقت داخل ہو چکا تھا
 انہوں نے یہ استنباط کیا کہ آپ نے حصر
 مطلق رکھا اور اس میں کچھ توضیح نہ فرمائی۔
 پھر جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو
 اس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے کسی پر ناراضگی
 نہ فرمائی اور ہر ایک کے فعل کو صحیح قرار دیا
 اس میں اشارہ تھا کہ ہر دو فریق مجتہد ہیں
 اور اپنے اجتہاد میں ماجور عند اللہ ہیں۔
 سب ہدایت یافتہ ہیں ان میں سے کسی پر
 نہ تو طامت ہے اور نہ کسی پر الزام و تقصیر
 ہی ہے بالخصوص جبکہ حضور اکرم صلی اللہ
 علیہ وسلم کے اس قول کو پیش نظر رکھا جائے
 کہ تم جس کو بھی اپنا مقتدا بنا لو گے ہدایت

یافتم ہو جاؤ گے آپ نے سب کو ہدایت
یافتم فرمایا تو اب کسی کو کیونکر خطا وار
تصور وار ٹھہرایا جاسکتا ہے۔ ابن سعد
اور بیہقی نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے
روایت کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے
اصحاب کا اختلاف لوگوں کے لئے
رحمت تھا، ابن سعد نے عمر بن العزیز
سے روایت کی وہ فرماتے ہیں کہ اصحاب
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اختلاف میرے
نزدیک سرخ اونٹوں سے زیادہ بہتر
اور بیہقی نے روایت کی کہ آپؐ فرمایا
کہ اگر اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اختلاف
نہ کرتے تو مجھے خوشی نہ ہوتی کیونکہ اگر
اختلاف نہ ہوتا تو لوگوں کے لئے
رخصت نہ ہوتی۔

جب ہارون رشید نے ارادہ کیا کہ
امام مالک کی موطا کو کعبہ میں آویزاں
کرائے اور لوگوں کو اس کی تعلیم پر
ابھارے تو امام مالک نے منع کیا اور
کہا کہ اے امیر المؤمنین ایسا نہ کیجئے کیونکہ

صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا اخذتم
بہ اہتدیتہ فجعل الكل
مہتدین فكيف مع ذلك ينب
لاحد منهم خطأ او تقصير و
اخرج ابن سعد والبيهقي عن
ابی بکر رضی اللہ عنہ انه قال
كان اختلاف اصحاب محمد صلی
اللہ علیہ وسلم رحمة للناس
واخرج ابن سعد عن عمر بن
عبد العزیز رضی اللہ عنہ انه
قال ما یسرنی باختلاف اصحاب
محمد صلی اللہ علیہ وسلم
حسرو النعم رواه البیہقی بلفظ
ما یسونی ان اصحاب محمد صلی
اللہ علیہ وسلم لم یختلفوا لانهم
لو لم یختلفوا لم یکن رخصة۔

ولما اراد هرون الرشيد
ان يعلق موطا مالك في الكعبة
ويحمل الناس على ما فيه قال
له مالك لا تفعل يا امير المؤمنين
فان اصحاب رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم

عليه وسلم اختلفوا في الفرد ۶ و
تفرقوا في البلدان وان اختلف
العلماء رحمة من الله تعالى على
هذه الامة كل تتبع ماصح
عنده وكل مصيب وكل على
هدى فقال له هرون وفلك
الله يا ابا عبد الله رقع له
ذلك مع المنصور ايضا لما
اراد ان يرسل الى كل مصر نسخة
من كتب مالك وياصرهم ان
يعملوا بها فيها ولا يتعدوا
الى غيره فقال له مالك لا تغفل
هذا فان الناس قد سبقتم
اليهم اقاويل وسمعوا احاديث
وروا روايات واخذ كل قوم
بما سبق اليهم وداوا بها من
اختلاف الناس فدعا الناس
وما اختار اهل كل بلد منهم
لانفسهم ولما تفرق لفظهم التجاه القول
بان كل مجتهد مصيب
وان حكم الله تعالى

رسول الله صلى الله عليه وسلم کے صحابہ
فروع میں مختلف تھے اور علماء کا اختلاف
اس امت کے لئے باعث رحمت ہے
جس کے نزدیک جوبات صحیح ہے وہ اسکی
اتباع کرتے ہیں اور سب حق و ہدایت پر ہیں
تو ماریون نے کہا کہ اے ابو عبد اللہ خدا
تمہیں توفیق دے یہی واقعہ آپ کو
منصور کے ساتھ پیش آیا جب منصور
نے ارادہ کیا کہ ہر شہر میں مولانا کا ایک نسخہ
بھیج دے اور حکم دے کہ اس پر عمل کیا
جائے اور کسی کتاب پر عمل نہ کیا جائے تو انما
مالک نے فرمایا کہ آپ ایسا نہ کریں کیونکہ
لوگ بہت سے اقوال سن چکے ہیں اور ان
کے بہت سی احادیث پہنچ چکی ہیں اور
وہ مختلف روایات کرچکے ہیں اور ہر قوم
نے اس قول پر عمل کیا جو اس تک پہنچا۔
تو جس شہر کے لوگوں نے جو مذہب اختیار
کیا ہے ان کو اس پر چھوڑ دیجئے۔ اس
تقریر سے اس قول کی وجہ معلوم ہوگئی کہ
کہ ہر مجتہد حق پر ہے۔
اللہ کا ہر حکم ہر واقعہ میں ظن مجتہد

فی کل واقعة تابع لظن
المجتهد وهو احد القولین
للازمة الاربعة ونسب ترجیحه
لاكثر الشافعية والحنفية
والباقلانی ولا ینافیہ الخبر
الصحیح المصرح بان للمصیب
اجرین" ولم یخطئ اجر لانه
محمول كما قال الحافظ
المجلد السیوطی علی ان المخطئ
من المجتهدین انما اخطأ فی
عدم ادراکہ الا فضل
والاولی كما عتب علی الصحابة

کے تابع ہے اور یہ آئمہ اربعہ کے دو
قولوں میں سے ایک قول ہے اس کی
ترجیح اکثر شافعیہ اور حنفیہ اور باقلانی
کی طرف منسوب ہے اس کے مخالف
یہ حدیث صحیح نہیں کہ مصیب کو دو ثواب
ملیں گے اور مخطی کو ایک کیونکہ یہ بقول
حافظ جلال الدین سیوطی اس پر محمول
ہے کہ خطا کرنے والے مجتہد نے افضل
والاولیٰ کے پہچاننے میں خطا کھائی
جیسے کہ صحابہ کو نہ یہ اختیار کرنے پر
ہوا۔ کیونکہ وہ افضل نہ تھا۔ اگرچہ
صحیح تھا۔

فی اختیار الفداء لانه غیر الافضل مع انه حکم صواب"

فقہانے فرمایا کہ جس شخص نے چار
رکعت والی نماز اجتہاد سے چار مختلف
سمتوں میں اس طرح پڑھی کہ ہر سمت
میں ایک رکعت تو اس پر قضاء نہیں
حالانکہ یہ قطعی بات ہے کہ تین رکعات
قبلہ کی طرف نہ ہوئیں۔

وقد قال الفقهاء فیمین صلی
رباعیۃ الی اربع جهات کل
رکعة الی جهة بالاجتہاد لا
نضاع علیہ مع القطع بان ثلاث
رکعات منها الی غیر القبلة"

حضرت شمس کا اجتہاد حد کے
بارے میں مختلف ہوا جس میں آپ نے

واختلف اجتہاد عمر رضی
لہ عنہ فی الحد یقضی فیہ

بقضایا مختلفه وكان يقول
ذلك على ما قضينا وهذا على
ما نقضى»

واخرج البهيقي مرسل
ان رسول الله صلى الله عليه
وسلم كان يقضى القضاء وينزل
القرآن بغير ما قضى فيستقبل
حكم القرآن ولا يرد قضاء
القول انتهى»

وفيما قاله واستدل به
نظروا ضم لا سيما ما ذكره
آخر اذ اجتهدا صلى الله
عليه وسلم معصوم من الخطاء
على الصواب بخلاف اجتهد
غيره»

ونقل الكردري عن الشافعي
رحمه الله ان المجتهدين
القائلين بحكمين متباينين
بمنزلة رسولين جاء بشرعيتين
مختلفتين وكلهما حق و
صدق»

مختلف فیصلے دیئے آپ فرماتے تھے
کہ یہ فیصلہ ہم دے چکے ہیں اور اب یہ
فیصلہ دیتے ہیں۔

بیہقی نے مرسل روایت کی کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیصلہ فرما
دیتے تھے اور قرآن میں اس کے خلاف
فیصلہ صادر ہوتا تو آپ قرآن کا فیصلہ
قبول فرماتے لیکن آپ اپنے فیصلہ کو بھی
والس لیتے بیہقی کے اس قول پر اعتراض
ہے کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا
اجتہاد خطا سے بچا ہوا ہے اور اس میں
صواب ہی متعین ہے، ہاں دوسرے
کے اجتہاد میں یہ بات نہیں۔

کردری نے امام شافعی سے روایت
کی دو مجتہد جو مختلف قول کرتے ہیں ان
کی مثال ایسی ہے جیسے دو رسول دو مختلف
شرعیتیں لے کر آئے وہ دونوں حق اور
صحیح ہیں۔ امام مازری کہتے ہیں کہ یہ کہنا
کہ حق دونوں طرف ہے اکثر اہل تحقیق

علماء اور متکلمین کا مذہب ہے اور یہی
آئمہ اربعہ سے منقول ہے ان کی دلیل یہ
ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے
خطا کار کو مابور قرار دیا اور اگر وہ
فی الواقع حق پر نہ ہوتا تو مابور کیوں
ہوتا اب رہی یہ بات کہ حدیث میں
اس کو خطا کیوں کہا گیا۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اس
شخص کے بارے میں ہے جو نص کی
طرف سے غیر متوجہ رہا اور ایسی اشیا
میں اجتہاد کیا جس میں اجتہاد جائز
نہ تھا مثلاً قطعیات، جن میں اجماع کی
مخالفت ہو کیونکہ ان جیسے مسائل میں
اجتہاد کیا جس میں نہ تو نص قطعی ہے
اور نہ اجماع تو اس پر خطا کا اطلاق
نہیں کیا جاسکتا۔ امام مازنی نے اس
کی مفصل تقریر کی۔

وقال الامام المازنی
القول بان الحق في طرفين
هو ما عليه اكثر اهل التحقيق
من العلماء والمتكلمين وهو
مروي عن الآئمة الاربعة
واحتجوا بانه صلى الله عليه
وسلم جعل له اجرا ولو لم
يصب لم يؤجر۔

واجابوا عن اطلاق الخطا
في الخبر بانه محمول على من
ذهل عن النص واجتهد فيما
لا يبرع الاجتهاد فيه من
القطعيات مما خالف الاجماع
فان مثل هذا اذا اتفق الخطاء
فيه هو الذي يصح اطلاق
الخطاء فيه۔

واما من اجتهد في مسألة

ليس فيه نص اى قاطع ولا اجماع فلا يطلق عليه الخطاء
واطال الامام المازنی فی تقریر ذلت =

شفاء تاضی عیاض میں ہے کہ
مجتہدین ثواب پر ہیں ہمارے نزدیک

وفي الشفاء عیاض القول
بتصویب المجتہدین هو الحق

والصواب عندنا = وقد قال
صاحب جمع الجوامع والمتکلمون
علیه ونعتقد ان اباحنیفہ
وما لکا والشافعی واحمد و
السفیانیین والاوزاعی وابن
جریر وسائر ائمة المسلمین
علی ہدی من اللہ تعالیٰ . ولا
التفات الی من تکلم فیہم
بما ہم برئیون منه ، فقد
أو تو امن العلوم اللدنیہ و
المواہب الالہیہ والاستنباط
الدقیقة والمعارف المزیرة
والدین ، والورع والعبادة ، و
الزہادة ، والجلالة بالمحل
الذی لا یساعی انتہی ۔

ورأی بعض الرثمة النبی
صلی اللہ علیہ وسلم وسادہ عن
اختلاف المجتہدین ، فقال
کل فی اجتہادہ مصیب فذکرہ
الرأی قول ابی حنیفہ المجتہد ۲
مصیبان ولاحق فی واحد وقول

بھی حق و صواب یہی ہے صاحب جمع
الجوامع نے کہا اور متکلمین کا بھی یہی
قول ہے کہ ہم یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ
ابو حنیفہ ، مالک ، شافعی ، احمد
دوئوں سفیان ، اوزاعی اور ابن جریر
اور باقی تمام ائمہ مسلمین ہدایت پر
ہیں جن لوگوں نے ان پر اعتراضات
کئے ہیں وہ اعتراضات قابل التفات
نہیں اور یہ حضرات ان سے بری ہیں
کیونکہ یہ حضرات علوم الدنیہ مواہب الہیہ
دقیق استنباط قیمتی معارف ، دین
دروع ، عبادہ ، زہاد اور جلالت شان
میں وہ مقام رکھتے ہیں جس کا کوئی
مقابلہ نہیں کر سکتا۔

کسی امام نے حضور علیہ الصلوۃ
السلام کو خواب میں دیکھا تو دریافت
کیا کہ مجتہدین کے اختلاف کی کیا حیثیت
ہے تو آپ نے فرمایا کہ ہر ایک اپنے
اجتہاد میں حق پر ہے تو اس شخص نے
عرض کی کہ ابو حنیفہ فرماتے ہیں دوئوں

الشافعی المجتہد ان مصیب
ومخطی معفوعہ " فقال صلی
اللہ علیہ وسلم ہما قریبان
فی المعنی وان کا نام مختلفان
فی اللفظ فقلت ایہما اولی با
الخذ من الفریقین فقال صلی
اللہ علیہ وسلم کلا ہما علی
الحق "

ومنها علیک ایضا ان
تعتقد ان اختلاف آئمۃ المسلمین
من اهل السنة والجماعة فی
الفروع نعمة کبیرة ورحمة
واسعة وفضیلة واضحة وله
سرٌ لطیف اذ رآکہ العلماء العالمون
وعنی عنہ المجاہلون، حتی قال
بعضہم ان النبی صلی اللہ علیہ
وسلم جاء بشرع واحد فمن
این مذاہب اربعة " ووجہ
ذلک ان اللہ تعالیٰ خص ہذا
الشریعة بمفعہ عن اہلہا
إلصاراً، والذہقال التی کانت

مجتہد صواب پر ہوتے ہیں مگر حق ایک کے
ساتھ ہوتا ہے اور امام شافعی کا قول
ہے کہ دونوں مجتہد صواب پر ہیں اور خطا کا
کو معاف کیا جائے گا تو آپ نے فرمایا
کہ یہ دونوں قول معنی میں قریب ہیں
اگرچہ الفاظ میں مختلف ہیں تو اس نے
دریافت کیا کہ کس فریق کے قول پر
عمل کرنا چاہیے تو آپ نے فرمایا کہ "دونوں
حق پر ہیں۔"

آپ کو یہ اعتقاد رکھنا چاہئے کہ
آئمہ مسلمین اہل سنت و جماعت کا
فروعی اختلاف بڑی نعمت ہے اور
عظیم رحمت ہے اور اس میں لطیف بھید
ہے جس کو علماء عالمین نے پایا اور
جاہل اس سے اندھے رہے۔

حتیٰ کہ بعض کہنے لگے کہ نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی شریعت لیکر
آئے تو یہ مذاہب اربعہ کہاں سے آگئے
اس کی وجہ یہ ہے کہ اس شریعت کی
خصوصیت یہ ہے کہ وہ بوجہ جو دوسری

على الامر قبلها كتحتم القصاص
 في شريعة موسى عليه السلام
 ارسل بالجلال الصوف وتحت
 الدية في شريعة عيسى عليه السلام
 والتخيير بينهما في شريعتنا
 وكقروض محل النجاسة من
 البدن في شرعهم وغسلها بالماء
 في شريعتنا ومن ثمة استعظموا
 نسف القبلة. وككتبهم فانها
 (تقرأ) الا على حرف واحد
 وكتابنا يقرأ على حرف سبعة
 بل عشرة كل ذلك لقوله تعالى
 يريد الله بكم اليسر ولا يريد
 بكم العسر وقوله عز قائل
 وما جعل عليكم في الدين
 من حرج

وقال صلى الله عليه وسلم

شریعت کے ماننے والوں پر تھے اس امت
 سے اٹھائے گئے ہیں۔ جیسا قصاص کا
 متعین ہونا موسیٰ علیہ السلام کی شریعت
 میں کیونکہ آپ محض شان جلال کے ساتھ
 مبعوث کئے گئے۔ اور عیسیٰ کی شریعت میں
 دیت متعین تھی اور ہماری شریعت میں
 دونوں چیزوں کا اختیار ہے یا موسیٰ
 علیہ السلام کی شریعت میں مقام نجاست
 کا کاٹ ڈالنا اور ہماری شریعت میں اس
 کا پانی سے دھو ڈالنا اسی لئے قبلہ کی تبدیلی
 ان پر گراں گذری یا انکی کتابیں کہ وہ ایک
 ہی قرأت پر پڑھی جاتی ہیں اور ہماری
 کتاب سات پر بلکہ دس قرأتوں پر پڑھی
 جاتی ہے۔ یہ صرف اسلئے کہ خدا کا فرمان
 ہے کہ اللہ تمہارے ساتھ آسانی چاہتا
 ہے تنگی نہیں۔ نیز فرمایا اللہ نے تم پر
 دین میں کچھ حرج اور تنگی نہیں رکھی۔
 اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

طريقا متناهيا في شريعة اليهود وجازة في شرعنا ومن ثمة استعظموا

لأنه ادرى يهودي شريعت میں تلخ کا نہ ہونا اور ہماری شریعت میں ہونا۔

بعثت بالحنيفة السدحة
 فمن ساحتها ويسرها ورفح
 الا صار عنها وقوع اختلاف
 ائمتنا في الفروع لكون المذاهب
 على اختلافها كثر ائمتنا متعددة
 حتى لا يضيقت الامر عليهم
 بالتزام شيء واحد وحتى يثاب
 كل عامل بمذهب صحيح و
 يمدح عليه وحتى ان من
 راي له نسحة في غير مذهب جازله
 بشرطه الانتقال اليه والعمل
 به ويكمل هذه النعمة عظيمة
 الموقعة واسعة الرفق لا سيما وهي
 مودنه بغاية رفعة صلى الله عليه
 وسلم وتمييزه على بقية الانبياء
 يا توسعة لاجله على امته
 بتخييرهم في الامور الواحد
 بالعمل بكل ما فيه سهولة لهم
 لتصويب كل مجتهد منهم
 ومدحه وان فرض خطوه وقد قور
 السبكي ان جميع الشرائع السابقة

کہ میں آسان شریعت خفیہ دیکر بھیجا گیا
 ہوں اور اس کی آسانی کی شکل یہی ہے
 کہ ہمارے آئنے نے فروع میں اختلاف کیا۔
 کیونکہ مذاہب کا اختلاف متعدد شریعتوں
 کے مانند ہے اور یہ اس لئے کہ ایک ہی چیز کے
 لازم کر دینے سے دشواری اور تنگی ہو جاتی ہے
 پھر اس کا فائدہ یہ بھی ہے کہ ہر مذہب پر
 عمل کرنے والے کو اجر دیا جائے مگر اس
 کی ستائش کی جائے گی حتیٰ کہ اگر کوئی شخص
 دوسرے امام کے مذہب میں آسانی پائے
 تو اس کی شرائط کے ساتھ وہ اس کی طرف
 منتقل ہو سکتا ہے اور اس پر عمل پیرا
 ہو سکتا ہے اور یہ سب عظیم نعمتیں ہیں،
 بالخصوص یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی
 رفعت شان اور آپ کی امتیازی حیثیت
 کے ہم پلہ ہے کہ آپ کی خاطر است پر فراخی
 کی گئی ہے کہ ان کو اختیار دیا گیا ہے کہ ایک
 ہی چیز پر وہ جس طریقہ میں سہولت پائیں
 عمل کریں، کیونکہ ان میں سے ہر مجتہد مصیب
 ہے اور اس کی تعریف کی گئی ہے اگر اس کی
 خطا کا امکان بھی ہے۔ سبکی نے ثابت کیا

ہے کہ تمام پچھلی شریعتیں حضور اکرم صلی اللہ
 علیہ وسلم کی شریعت میں موجود ہیں اور
 دیگر انبیاء اکرام علیہ السلام آپ کے ناسین کے
 مانند تھے کیونکہ آپ اس وقت نبی ہو چکے تھے
 جبکہ ابھی آدم آب و گل ہی کے درمیان تھے
 اور یہی آپ کے اس فرمان کا مقصد ہے
 کہ میں تمام لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا
 ہوں گویا آپ تمام مخلوق کی طرف مہول
 ہیں از آدم تا قیام قیامت جب ثبوت
 ہو گیا کہ تمام شرائع آپ کی شریعت میں
 ہیں آپ کی عظمت کی زیادتی کے لئے تو
 وہ شرائع جو آپ کے صحابہ و تابعین نے
 آپ کے اقوال سے مستنبط کی ہیں وہ باوجود
 اختلاف کے آپ ہی کی شریعت ہیں آپ نے
 ان شرائع کے پیدا ہونے کی خبر دی
 اور ان پر عامل ہونے والوں سے ہدایت کا
 وعدہ فرمایا۔ اور اس پر راضی ہوئے اور
 ہماری تعریف کی اور اس کو عظیم حمت
 اور احسان قرار دیا جیسا کہ اس کا بیان
 گذرا اور چونکہ اس امت کے اختلاف
 کے رحمت ہونے کی خبر دی اس لئے

شرائعہ لہ صلی اللہ علیہ وسلم
 الانبیاء صلوات اللہ علیہم
 : النواب عندہ نہ نبی و آدم
 بین الروح والجسد، فهو اذ ذلک
 بنی الانبیاء وهذا امر معنی
 قوله صلی اللہ علیہ وسلم بعثت
 الی الناس كافة فهو مبعوث
 الی الخلق کلہم من لدن آدم
 الی قیام الساعة انتہی واذا تقر
 ان شرائع الانبیاء شرائع لہ
 زیادة فی تعظیمہ، فالشرائع
 التی استنبطھا اصحابہ و تابعوہم
 باحسان من اقوالہ و افعالہ علی
 تنوعھا شرائع متعددة لہ من
 باب ادلی خصوصاً وقد اخبر برؤعہا
 و وعدہا لہدایۃ علی
 الرخذن بہا و رضی بہا و مدحنا علیہا
 وجعل ذلک رحمۃ ائی رحمۃ و
 منۃ ائی منۃ حکما مر بیان ذلک
 و من ثمة لہا جعل اختلاف ہذہ
 الامۃ رحمۃ اخبر بان اختلاف

سابقہ امتوں کے اختلاف کو باعث
بلاکت ہونے کو بتایا کیونکہ ان کے لئے
یہ وسعت اور گنجائش نہ رکھی گئی تھی تو
ان کا اختلاف محض جھوٹ اور انبیاء
پر بہتان تراشی تھا جس سے وہ قطعاً
بری تھے۔

اس سے یہ بات بخوبی واضح
ہو جاتی ہے کہ آپ کسی ایک مذہب کے
دوسرے پر اس انداز سے ترجیح نہ دیں
جس سے مذہب مرجوح کی توہین و تنقیص
ہوتی ہو کیونکہ یہ دنیا و آخرت دونوں کی
رسوائی کا باعث ہے عنقریب اس
حدیث قدسی کا بیان آئے گا جس میں
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نے میرے ولی
کو ایذا پہنچائی تو میں نے اس سے اعلان
جنگ کر دیا۔ اور مسلمانوں کے علما بلاشبہ
اولیاء اللہ ہیں، کبھی ایک کو دوسرے
پر ترجیح دینے کے سلسلے میں ابے وقوف
بے نصیب، خدا نافرست لوگوں میں سخت
جھگڑا ہو جاتا ہے جس کے نتیجہ وہ جاہلانہ
حمیت و عصبیت کے مظاہرے کرتے ہیں

الامر السابقه هلاك وعذاب
ای لا فہم لم یوسم لہم کما
وسم لہذا الامۃ فکان اختلافہم
محض کذب، و تقول علی انبیائہم
بما ہم بریئون منہ ومنہایا کد
علیک غایۃ التکد الذی لا رخصۃ
فیہ ان لا تفضل بعض المذاہب
علی بعض یودی الی تنقیص
المفضل علیہ فان ذلک یودی
الی المقت والخزی فی الدنیا و
الآخرۃ ویاتی عن اللہ تعالیٰ
افۃ مأل من اذی لی ولیا فقد
اذنتہ بالحرب و علماء المسلمین
العاملون کلہم اولیاء اللہ تعالیٰ
من غیر شک ولا ریب و کثیرا
ما یودی التفضیل الی الخصام
القییم بین السفہاء ومن لا
خلاف ہم ولا دین ولا تقویٰ
الی ان یتظہر من بعضہم قبیح
العصبیۃ وحمیۃ الجاہلیۃ
ویفضی ذلک بہم الی ترجیح

مذهب امامیہ واضع لسانہ
 فی غیرہ بعدہ ادب و عقلیت
 مآثر عمیقہ بسبب ذلت
 ان المقت والسنی والی ان
 بتصرف مقلدی مخفیہ
 یمنہ فی ردنی الاول وطق
 نہ فیہ وبتعدی الی امامہ
 یطلق لسانہ فیہ زاعمان
 من باب مقابله الفسد
 بالفسد و یعرض کلام کل
 منہما علی امامہ لوجہ عنہ
 یتبرأ منہ وھجرۃ رجحہ و یو
 نعه بقتبہ ما ارتکبہ فی
 شرک المقت و لردی اذا لا
 یس من مرقہ علی الھدی و
 قد اخبر ابن عبد بن رضی اللہ
 عنہما بن سبب ہلاک و ہم
 السیقة مرأؤھم وخصوہ تمہ
 فی دین اللہ مفضلاً اللہ من
 و یبرھذہ الی اللہ و یخبرہ
 فی زمرۃ ارباب اللہ و نفا

اپنے ہم کہ سبب کی ترقی کے ساتھ ہی
 یہ لوگ دوست نہ کئے گئے اپنی زبان کو
 بے گام کر دیتے ہیں چہرہ ہر ایک تک
 پہنچ جاتی ہے ہر ایک اپنے امام کی
 تائید کرتا اور دوسرے کی تردید
 کرتا ہے اور حق سے کما مقابلہ فساد
 کے کے حصول پر عمل متروک ہو جاتا ہے
 لیکن گروا کی باتوں پر ان کے نہ مطلع
 ہوں تو ٹھیکہ تخت جھڑکیں اور برات
 نہ ہر گز کی روئے سنتا گوشت و ہلاکت
 میں پڑ جاتے ہیں اور بس اوقات ان کے
 ان کے سو دغا تمہ کا خطرہ دل حق ہو جاتا ہے
 پڑا چہ بن عبد بن رضی اللہ عنہما سے تیری
 کہ پہلی امتوں کے ہلاک و برباد ہونے
 کی وجہ یہی تھی کہ اللہ خدا کے دین میں لڑتے
 جھگڑتے تھے۔ حالانکہ ان کو ان دشوار گزار
 راہوں سے محفوظ رکھے اور ہم کو ان کے
 زمرہ میں ٹھہرائے کیونکہ ہم ان سے محبت
 کرتے ہیں ان کی عزت کرتے ہیں تاکہ ہمارا
 حشر ان سے ساتھ ہو کیونکہ حضور اکرم
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کسی سے

نَجَّهْمُ وَنَعِظُهُمْ بِمَا نُرْجِيهِ
 اِنْ نَحْشُرْهُمْ عَلَيْهِمْ عَلَى الْاَرَائِكِ
 اِنْ مِنْ اَحَبٍّ تَوْ مَا حَشُرْهُمْ عَلَيْهِمْ
 كَمَا اخْبَرْتَهُمْ مَوْرَثُهُمْ
 مَشْرُفُهُمْ وَكُفَى مِنْ اَنْتَقَصَ
 اَحَدًا مِنْهُمْ اِنْ يَحْرُمُ
 هَذِهِ الْمَرْافِقَةُ فِي ذَلِكِ
 الْمَجْمَعِ الْاَكْبَرِ وَانْ يَنْادِي
 عَلَيْهِ فِيهِ هَذَا عِدَّةُ اَوْلِيَاءِ
 اللّٰهِ فَلَيْسَ لَهُ اِلَّا الْخِزْيُ وَ
 الْعَذَابُ فِي الْحَشْرِ

محبت رکھے گا اس کا حشر اسی کے سوا
 ہوگا، جو شخص اِن ائمہ میں سے کسی کی تو
 کرتا ہے تو اس کے لئے سزا کے طور پر یہ
 کافی ہے کہ وہ اس عظیم اجتماعِ قیامت
 میں انکی محبت سے محروم کیا جائے گا
 اور خدا کے دوستوں کا دشمن کہہ کر پکارا
 جائے گا تو اس کے حصے میں رسوائی اور
 عذاب کے سوا کیا آئے گا۔

المقدمة الثالثة

فيها ورد من

تبشير النبي صلى الله عليه

وسلم بالامام ابی حنیفة

رحمة الله

اعلم ان اعظم ذلك واجله

وافضل واكمل ما اخرجنا البخاري

ومسلم عن ابی هريرة وابو نعیم

عنه والشيرازي والطبراني عن

قيس بن سعد بن عبادۃ والطبراني

عن ابن مسعود رضي الله عنه

ان النبي صلى الله عليه وسلم

قال لو كان العلم عند الثريا

لتناوله رجال من ابناء فارس و

لفظ الشيرازي وابی يعقوب لو كان

العلم معلقا عند الثريا ولفظ

الطبراني عن قيس ولتأله العرب

لتأله رجال من ابناء فارس و

لفظ مسلم لو كان الايمان

عند الثريا لتناوله رجال من

تيسر مقدمه ان روايات میں

کہ جن میں نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم نے ابو حنیفہؒ کی

بشارت دی۔

ان سب سے زائد واضح اور کامل

وہ روایت ہے جو، بخاری، مسلم نے

ابو ہریرہؓ سے اور ابو نعیمؓ سے ابو

نعیمؓ نے، اور شیرازی اور طبرانی نے

قیس بن سعد بن عبادہؓ سے اور طبرانی نے

ابن مسعودؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علم اگر ثریا

کے پاس بھی ہوتا تو اس کو اولاد فارس

میں سے کچھ لوگ حاصل کرتے۔ شیرازی

اور ابو نعیمؓ نے الفاظ یہ ہیں کہ "اگر علم

ثریا سے لٹکا ہوتا، اور طبرانی کے الفاظ

یہ ہیں کہ عرب اگرچہ اس کو حاصل نہ کر سکتے

لیکن اولاد فارس کے کچھ لوگ حاصل

کر لیتے، حافظ محقق جلال الدین سیوطی

ابناء فارس قال الحافظ المحقق
الجلال السيوطي هذا أصل
صحيح يعتمد عليه في البشارة بآبي
حزيفة رحمه الله وفي الفضيلة
التامة له نظير الحديث الذي
في مالك رحمه الله وهو قوله
صلى الله عليه وسلم يوشك ان
يفرود الناس اكباد الابل يطلبون
العدو يمجدون اعلم من عالم
المدينة والحديث الذي في
الشافعي رحمه الله وهو قوله
صلى الله عليه وسلم لا تسبوا
قريشا فان عالمها يملأ الارض
علما وهو حديث حسن له
طرق كثيرة وزعم بعضهم
وضعه وزيفوه وشنعوا على
زاعمه ومخترعه قال العلماء
عالم المدينة في الحديث
الاول مالك وعالم قریش
في الحديث الثاني الشافعي قال
بعض تلامذة الجلال وواجزا

نے کہا کہ یہ حدیث ابو حنیفہ کی بشارت
میں اصل صحیح ہے۔ جیسے کہ ایک حدیث
امام مالک کی فضیلت میں وارد ہوئی
اور وہ یہ ہے کہ قریب ہے کہ لوگ
اڑتوں پر سوار ہو کر تلاش علم میں نکلیں
گے تو مدینہ کے عالم سے بڑا کوئی عالم
نہ پائیں گے۔ یا جیسے کہ ایک حدیث امام
شافعی کی فضیلت میں وارد ہوئی کہ
قریش کو گالی نہ دو کیونکہ ان کا عالم دین
کو علم سے بھر دے گا۔ یہ حدیث حسن ہے
اور کثیر سندوں سے مروی ہے بعض
لوگوں کا گمان ہے کہ یہ حدیث ضعیف
ہے چنانچہ انھوں نے اس کے واضح کو
بڑا بھلا کہا ہے، علما فرماتے ہیں پہلی
حدیث میں عالم مدینہ امام مالک ہیں۔
اور دوسری میں عالم قریش امام شافعی
ہیں۔ جلال الدین سیوطی کے بعض
شاگردوں کا کہنا ہے کہ ہمارے شیخ
نے اس بات کا یقین کیا کہ اس
حدیث سے مراد ابو حنیفہ ہی ہیں کیونکہ
ان کے زمانے میں انبائے فارس سے

به شيخ من ان الامام ابى حنيفة
هو المراد من هذا الحديث ظاهر
لا شك فيه لانه لم يبين احد اى
فى زمته من ابناء فارس فى العلم
مبلغه ولا مبلغ اصحابه وفيه
معجزة ظاهرة للنبي صلى الله
عليه وسلم حيث اخبر بما سبق
وليس المراد بفارس البلد المعروف
بل جنس من العجم وهم
الفرس وسياتي ان جد الامام
ابى حنيفة منهم على ما عليه
الاكثر من 'وفى خبر عن
الدليمى خيرا العجم فارس
قال الجلال وبهذا الخبر اى
المتفق على صحة يستغنى عن
الخبر الموضوع المروى فى حق
ابى حنيفة رحمه الله تعالى
تلميذه المذكور اشار شيخنا
بهذا الى رد ما ذكره بعض
اصحاب المناقب ممن ليس
له دراية بعلم الحديث فان

کوئی شخص ان کا سا مبلغ علم نہ رکھتا تھا
بلکہ ان کے شاگردوں کے مبلغ کا بھی
مد مقابل نہ تھا۔ اور یہ حضور اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم کا ظاہری معجزہ ہے کہ آپ نے
آئندہ ہونے والی بات کی خبر دیدی اور
فارس سے مراد خاص شہر نہیں ہے
بلکہ عجمی قوم ہے جن کو فارسی کہتے ہیں۔
ابھی ہم بتائیں گے کہ ابو حنیفہؒ کے دادا
فارسی ہی تھے اور یہی اکثر کا قول ہے۔

دلیلی کی ایک حدیث میں ہے کہ
نجیوں میں بہتر فارسی میں جلال الدین
فرماتے ہیں کہ اس متفق علیہ صحیح حدیث
کے ہوتے ہوئے گھڑنت احادیث کی ابو
حنیفہؒ کے فضائل میں ضرورت نہیں رہتی
جلال الدین کے شاگرد کا کہنا ہے کہ ہمارے
شیخ کا ارشاد اصحاب مناقب کی
بیان کردہ اس روایت کی جانب ہے
جس کے سلسلہ رواۃ میں کذاب اور ضعیف
راوی ہیں۔ اس روایت کے لفظ
یہ ہیں کہ میری امت میں ایک شخص
ابو حنیفہ نامی ہوگا وہ قیامت تک

فی سند لا کذا بین وضاعین و
لفظ خبرهما یكون فی امتی
رجل یقال له ابو حنیفة
النعمان هو سراج امتی الی
یوم القيامة و فی لفظ یكون فی
امتی رجل اسمه النعمان و کنية
ابو حنیفة هو سراج امتی هو
سراج امتی، و فی لفظ سیاق
من بعدی رجل یقال له نعمان
بن ثابت و یکنی ابا حنیفة یحیی
دین اللہ تعالیٰ و سنتی علی یدیہ
و فی لفظ فی کل قرن من امتی
سابقون و ابو حنیفة سابق
هذا الامة

و فی لفظ عن ابن عباس
رضی اللہ عنہما یطعم بعد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بدر علی جمیع خراسان یکنی
بابی حنیفة

و فی لفظ اخر عنہ ان الراي
لحسن و انہ یكون یعد نارای

میری امت کا سورج ہے اور ایک روایت
میں ہے کہ میری امت میں ایک شخص
ہوگا جس کا نام نعمان اور کنیت ابو حنیفہ
ہے وہ میری امت کا سورج ہے۔
اور ایک روایت میں ہے کہ میرے
بعد عنقریب ایک شخص آئے گا جس کا
نام نعمان بن ثابت اور کنیت ابو حنیفہ
ہوگی وہ اللہ کے دین اور میری سنت کو
زندہ کرے گا۔ اور ایک روایت میں
ہے کہ ہر صدی میں سابقین ہوں گے
اور ابو حنیفہ تمام امت کے سابق
ہیں۔

اور ابن عباس سے مروی ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام
خراسان پر ایک چاند طلوع کرے گا۔
جس کی کنیت ابو حنیفہ ہے اور انہی
روایت ہے کہ رائے اچھی ہے اور بیشک
ہمارے بعد رائے حنیف ہوگی جس
سے تابعائے اسلام احکام جاری ہوں

حنيفة يجري به الاحكام ما بقى
 الاسلام وان كرايتنا واحكامنا
 يقوم به رجل يقال له نعمان
 بن ثابت الكوفي ويكنى بابي
 حنيفة وهو من اهل الكوفة
 جهيد في العلم والفقه يصرف
 الاحكام على وجهها حنيفة
 الدين والراي الحسن وفي
 لفظ عن ابن سيرين انه لما
 قص عليه من امر الادي قال له
 اكشف عن ظهرك ويسارك
 فكشف فرأى بين كتفيه
 او عضدا يسارا خالدا فقال
 صدقت انت ابو حنيفة الذي
 قال رسول الله صلى الله عليه
 وسلم في حقه يخرج من امتي
 رجل يقال له ابو حنيفة بين
 كتفيه خال،
 وفي رواية على يساره
 خال يحيى دين الله تعالى
 وسنتي على يديه وهذه كلها

گئے اور بے شک وہ ہماری رائے اور
 احکام کی طرح ہوں گے اس کا بانی
 ایک شخص ہوگا جس کو نعمان بن ثابت
 کوئی کہا جائے گا اور اس کی کنیت ابو حنیفہ
 ہوگی وہ اہل کوفہ سے ہوگا علم وفقہ
 میں پوری کوشش کرنے والا ہوگا
 احکام کو ان کے صحیح طریق کے موافق
 چلائے گا دین حنیفی اور رائے رکھے
 گا اور ابن سیرین کے الفاظ یہ ہیں۔
 جب انھوں نے اپنا خواب
 بیان کیا تو ابن سیرین نے کہا کہ آپ اپنی
 پیٹھ اور بائیں بازو کھولئے آپ نے
 کھولا تو آپ کے دونوں شالوں یا بائیں
 بازو کے قریب تل تھا تو بول اٹھے
 کہ آپ نے سچ کہا آپ ہی ابو حنیفہ
 ہیں جس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میری امت
 میں ایک شخص ابو حنیفہ نامی ہوگا جس
 کے شالوں کے درمیان تل ہوگا اور
 ایک روایت میں ہے کہ بائیں بازو
 پر تل ہوگا۔ وہ اللہ کے دین اور

موضوعات لا تروج علی من
 له ادنی المام بنقد الحدیث
 وقد اوردھا ابن جوزی فی
 الموضوعات واقره الذہبی
 وشيخنا الحافظ الجلال السيوطی
 فی مختصریہما والحافظ ابو الفضل
 شیخ الاسلام ابن حجر فی لسان
 المیزان وتبعہم الامام الحافظ
 الذی انتہت الیہ ریاستہ
 مذہب ابی حنیفہ فی زمنہ
 الشیخ قاسم الحنفی ومن ثمتہ
 لم یورد شیئا منها ائمتہ الحدیث
 الذین صنفوا فی مناقبہ کالطحاوی
 وصاحب طبقات الحنفیہ
 محی الدین القرشی وآخرین
 کلہم خفیون ثقات اثبات
 نقاد لہم اطراۃ کثیرا انتہی
 حاصل کلام تلمیذ الجلال
 رحمہما اللہ تعالیٰ ومن
 اطلم علی ما یأتی فی هذا الکتاب
 من احوال الامام ابی حنیفہ

میری سنت کو زندہ کرے گا یہ سب
 حدیثیں موضوع ہیں جس کو تھوڑا سا
 بھی فن تنقید حدیث سے لگاؤ ہے
 اس کے سامنے یہ نہیں چل سکتیں
 ابن جوزی نے ان کو موضوعات کی
 فہرست میں رکھا ہے۔ ذہبی اور ہمارے
 شیخ حافظ جلال الدین نے اپنی اپنی
 مختصر میں اس کی تائید کی اور حافظ
 ابو الفضل شیخ الاسلام ابن حجر نے
 لسان المیزان میں بھی تائید کی اور ان
 کی اتباع کرتے ہوئے امام حافظ ذہب
 ابو حنیفہؒ کے رئیس اعظم شیخ قاسم حنفیؒ
 نے بھی تائید کی۔ اس لئے ائمہ حدیث
 جنہوں نے آپ کے مناقب لکھے انہوں
 نے اس قسم کی کوئی حدیث نہ لکھی مثلاً
 طحاوی، اور صاحب طبقات حنفیہ
 محی الدین قرشی وغیرہم اور یہ سب حقیقی
 پختہ علم والے نقاد ہیں ان کی معلومات
 وسیع ہیں، یہ تھا حاصل جلال الدینؒ
 کے کلام کا خلاصہ جس شخص کو امام ابو حنیفہؒ
 کے اخلاق و کرامات، سیرت و کردار کے

وكرامة واخلاقه وسيرة علم .
 انه غني عن ان يستشهد على
 فضله بخير موضوع او لفظ موضوع
 لا سيما مع ما تقرر من حديث
 البخاري ومسلم وغيرهما المحول
 على ابي حنيفة كقوله من
 العجم ومن هو اعلى منه
 واجل كسلمان فارسي رحمه الله
 ومما يصلح للاستدلال
 به على عظم شان ابي حنيفة
 رحمه الله ما روى عنه صلى
 الله عليه وسلم انه قال ترفع
 نريفة الدنيا سنة خمسين
 ومائة ومن ثمة قال شمس
 الزئمة الكر دري بفتح الكاف
 ان هذا الحديث محمول
 على ابي حنيفة لانه مات
 تلك السنة رحمة الله
 عليه .

متعلق اس كتاب سے معلوم ہو گا وہ
 سمجھ لے گا کہ آپ کی شان گھڑنت اور
 موضوع روایت کی محتاج نہیں،
 بالخصوص اس حدیث کی موجودگی
 میں جو بخاری و مسلم نے روایت کی
 جس کا مصداق ابو حنیفہؒ اور ان کے
 امثال ہیں یا وہ جوان سے اعلیٰ اور
 بزرگ تر ہیں جیسے سلمان فارسی
 رحمۃ اللہ۔

ابو حنیفہؒ کی شان میں حضور
 علیہ السلام کے اس ارشاد سے بھی
 استدلال ہو سکتا ہے کہ دنیا کی
 رونق سنہ ایک سو پچاس میں اٹھ
 جائے گی اسی لئے شمس الزئمة کر دري
 (کاف کے زیر سے) نے فرمایا کہ یہ حدیث
 ابو حنیفہؒ پر صادق آتی ہے کیونکہ آپ
 ہی کا اس سنہ میں انتقال ہوا۔
 رحمۃ اللہ علیہ۔

به على عظم شان ابي حنيفة
 رحمه الله ما روى عنه صلى
 الله عليه وسلم انه قال ترفع
 نريفة الدنيا سنة خمسين
 ومائة ومن ثمة قال شمس
 الزئمة الكر دري بفتح الكاف
 ان هذا الحديث محمول
 على ابي حنيفة لانه مات
 تلك السنة رحمة الله
 عليه .

”الفصل الاول في

بيان الاسباب الحاملة

على تاليف هذا الكتاب

الاول ما جاء عن عائشة
رضي الله عنها عن النبي صلى
الله عليه وسلم بسند حسن
بل ذكره مسلم في مقدمة
صحيحه وابن خزيمة في
صحيحه قالت امرنا رسول الله
صلى الله عليه وسلم ان ننزل
الناس منازلهم وفي رواية
للخراطي انزل الناس منازلهم
في الخير والشر وفي اخرى انزلوا
الناس منازلهم وراؤوا الناس
بعقولكم وجاء عن علي كرم
الله وجهه من انزل الناس
منازلهم رفع المؤنة عن
نفسه

الثاني انه وقع في
تاريخ الخطيب ومنتظم

پہلی فصل ان اسباب کے بیان میں

جن کی وجہ سے یہ کتاب

تالیف ہوئی

پہلے تو وہ روایت ہے جس کی راوی
حضرت عائشہؓ ہیں اور جس کی سند حسن
ہے بلکہ مسلم نے اس کو اپنی صحیح کے
مقدمہ میں اور ابن خزيمة نے اپنی صحیح
میں ذکر کیا کہ حضور علیہ السلام نے
فرمایا کہ ہم لوگوں کو ان کے مقام پر
رکھیں اور خراطی کی ایک روایت میں ہے
کہ لوگوں کو ان کے مقام پر رکھ، بھلائی
میں بھی اور برائی میں بھی اور ایک روایت
میں ہے کہ ہم لوگوں کو ان کے مقام پر
رکھیں اور لوگوں کو اپنی عقلوں سے
دیکھیں حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ
جس نے لوگوں کو ان کے مقام پر رکھا
وہ بری الذمہ ہے دوسرے یہ کہ خطیب نے
اپنی تاریخ اور ابوالفرج ابن جوزی نے
اپنی منتظم میں چند ایسی چیزوں کا ذکر
کیا ہے جو ابو حنیفہؒ کی شایان شان

ابی الفرج بن الجوزی ذکر
اشیاء تنافی کمال ابی حنیفة
رحمہ اللہ علی ان الخطیب
ذکر من فضائلہ بعد ذلت
یاسانید البشجورة ما یبہر
العقل ذکرة بل کل من جاء
بعده انما یستمد فی ترجمۃ
الامام منہ " وکذلک وقع
فی المنحول المنسوب ملاحم
الغزالی حجة الاسلام ذکر
اشیاء من ذلک " وانما قلنا
المنسوب نہ لم یعم نسبتہ
جمیم ما فی هذا الكتاب الیہ
فیحتمل ان تكون تلك الالفاظ
الشیعیة اختلفت علیہ بدلیل
انہ مدحہ فی کتاب احیاء علوم
الدین المتواتر عنہ بما یلیق
بکمال ابی حنیفة رحمہ اللہ
واجاب بعض المحققین من
الحنفیة کہا مریانہ بتقدیر
صدورہذا من الغزالی

نہیں لیکن اس کے بعد خطیب آپ کے
کمالات میں چند چیزیں مشہور یاسانید سے
ذکر کی ہیں، یہ چیزیں میرا عقول میں
بلکہ ان کے بعد والے علماء امام صاحب
کے حالات بیان کرنے میں اس سے
مدد دیتے ہیں اسی طرح منحول (جو امام
غزالی طرف منسوب ہے) میں چند
چیزیں مذکور ہیں۔ منسوب اس لئے
کہا گیا ہے کہ اس کی تمام باتیں امام
کی نہیں، اس لئے یہ عین ممکن ہے کہ
یہ ناموں الفاظ امام غزالی کے نہیں
بلکہ کسی نے ان کے سرکھوپ دیئے
ہیں۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ وہ تو اپنی
کتاب احیاء علوم الدین جس کی نسبت
ان کی طرف تواتر سے ثابت ہے) میں
ان کے حسب شان ان کی تعریف کرتے
نظر آتے ہیں احاف کے محققین علماء
نے جواب دیا ہے کہ اگر یا الفرض یہ
کتاب غزالی ہی کی ہے تو یہ ان کے
ابتدائی حالات کی تصنیف ہے آپ
ابتداء میں متعصب فقہا کی تردید میں

فہر فی حال ابتداء امرہ حین
 کان شان الفقہاء المتعصبین
 فلما توفی عن ذلك وظہر اخلاقہ
 ووصل الی ما وصل الیہ من
 الکمالات رجع عن ذلك وذكر
 الحق فی کتاب الاحیاء کما
 یدل لذلك قوله فیما حدث
 من الخلافات والمجادلات
 فیہا والتحریرات والتصنیفات
 فایاک وان تحرم حولہا فاجتنبہا
 اجتناب السمر القاتل فانہ الداء
 العضال وهو الذی ردة الفقہاء
 کلہم لطلب المنافسة والمباہاة
 علی ما یمتدیک تفصیل غوائلہا
 واقاتہا وهذا الکلام رجا یمیم
 من قائلہ فیقال الناس اعداء
 ما جہلوا ولا تظنن ذلك فعلی
 الخبیر سقطت واقبل هذه
 النصیحة ممن ضییم عمرہ فیہ
 زمانا و زاد فیہ علی الاولین
 تمسینفا وتحقیقا وجد لا وبیان

مشغول تھے لیکن جب اخلاق کے
 اعلیٰ مراتب پر فائز ہو گئے اور معراج
 کمالات پر پہنچ گئے تو ان باتوں سے
 رجوع فرما کر جو حق بات تھی اپنی کتاب
 احیاء دین میں لکھ دی چنانچہ آپ نے
 پیدا شدہ اختلافات اور اختلافاتی
 تصنیفات کے بارے میں فرمایا کہ ان
 سے اس طرح پرہیز کرو جیسے زہر قاتل
 سے پرہیز کیا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ لاعلاج
 مرض ہے اور یہی چیز وہ ہے جس میں
 فقہائے بحث اور مباحثہ سے رد کا
 ہے چنانچہ اس کے مصائب نقصانات
 کا بیان ہم کریں گے۔ بسا اوقات
 یہ بات سننے والے کہہ دیتے ہیں کہ
 جو چیز لوگ نہیں جانتے اس کے دشمن
 بن جاتے ہیں "لیکن آپ یہ خیال نہ
 کریں کیونکہ یہ ایسے تجربہ کار شخص کی
 نصیحت ہے جس نے اس دشت کی
 سیاحتیں اپنی عمر کا ایک طویل حصہ
 گنوا دیا اور تصنیف و تالیف تحقیق
 و تحقیض میں اپنے اسلاف پر گروئے

ثم الله الله تعالى رشد و
اطلعه على عيبه فهجروه واشتغل
بنفسه انتهى وكن لك وقع
كما مر بسط الكلام فيه من
بعض المتعصبين ممن يسهى
بالغزالي حتى ظن انه الامام
حجة الاسلام وليس كذلك
وانما هو شخص آخر مجهول له
تأليف مستقل في الحط الشنيع
على ابي حنيفة رحمه الله مع
نزاهة وبراقه عما نسب اليه
فيه على انه غير بعيد ان بعض
الزنادقة والمحرورين من
الخير اختلق ذلك ونسبه الى
ذلك الامام الكبير والعلم
الشهير الذي هو حجة الاسلام
ليروج على الناس ما افتراه
فكان بسبب ذلك ممن اضله
الله واعماه فحيزني تعين على
كل من قدر على تزيف ما
في الكتب وتسفيحه ان يبطل

سبقت لے گیا پھر اللہ نے اس کی
رہبری فرمائی اور اس کو اس کے عیوب
دکھائے تو اس نے اس مشغلہ کو چھوڑ
دیا اور اپنے نفس کی طرف متوجہ ہوا۔
اور یہ کام کسی متعصب کا ہے جس کا
نام غزالی ہے اور جس کو حجة الاسلام
سمجھ لیا گیا۔ حالانکہ امر واقعہ یہ نہیں
یہ تو ایک مجہول شخص ہے جس نے ایک
مستقل کتاب لکھی ہے جس میں امام
صاحب کی توہین کی ہے۔ اور امام
صاحب ان تمام اعتراضات سے
بری ہیں جو اس کتاب میں آپ پر
لگائے گئے ہیں اور یہ بھی ممکن ہے
کہ بعض بے دینوں نے یہ الزام
حجة الاسلام امام غزالی کے سر قہوہ
دیا ہو تاکہ لوگ اس کے دھوکے میں
آجائیں تو ایسا شخص اپنی اس حرکت
سے گمراہ اور ہدایت الہی سے اندھا
ہو گیا۔ اس کام کے بعد اب اس
کتاب کو اور اس میں لکھی باتوں کو
غلط سمجھنا چاہئے اور اس کے گھڑنے

جميع ما فيها وان يكذب واضيعها
ومختلفيها بما اطبق عليه العلماء
المعتبرون والائمة المجتهدون
من تعظيم ذلك الامام الاعظم
والخبر المقدم امتثالا لاحاديث
السابقة واللاحقة

الثالث تبين خطأ المتعصبين
في قولهم ما تكلمنا في ابى حنيفة
وغيره الا لان ذلك متعين علمه
عليه لتباين احوال الرجال
وتمايز اوصافهم التي عليها
مدار الرواية والنقد والكمال
وكلامهم هذا من منوال كلام
الخوارج الذي قال فيه على كرم
الله وجهه الكريم لما احتجوا
عليه به كلمة حتى اريد بها باطل
فكذلك كلام اولئك كلام حق
في نفسه لكن اريد به باطل
واي باطل ان لم يعتمد وافي
ذلك الاعلى كلمات صدرت
من بعض معاصريه في حق

والول کی تکذیب و تردید کرنی چاہئے
کیونکہ علماء مجتہدین اور ائمہ کرام سب
سی امام اعظم کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں۔
تاکہ آپ کے بارے میں وارد شدہ
سابق و لاحق احادیث کے ماننے والے
قرار پائیں۔ تیسرے یہ کہ جب ان
متعصب لوگوں کو بتایا جاتا ہے کہ
ابو حنیفہؒ اور ان جیسے دیگر حضرات
کی شان میں آپؐ جو کہا ہے وہ غلط
ہے اور آپؐ خطا پر ہیں تو وہ کہتے ہیں
کہ صاحب ہمیں تو ان کے بارے میں
ہی معلومات بہم پہنچ چکی ہیں۔ کیونکہ
اس کا دار و مدار راویوں پر ہے جن کی
روایات مختلف ہوتی ہیں ان کی یہ
بات خوارج کے اس قول کی طرح بر
جس کے جواب میں حضرت علیؑ نے
کہا تھا کہ بات تو حق ہے مگر ارادہ اس
سے باطل کا ہے اسی طرح ان لوگوں کی
بات تو ٹھیک ہے مگر اس سے مقصود
غلط ہے۔ اور باطل و غلط کیوں نہ ہو
کیونکہ انھوں نے محض ان باتوں پر بھروسہ

حسد الہ علی ما اتاہ اللہ من
 فضلہ ام یحسدون الناس علی
 ما اتاہم اللہ من فضلہ وکذا
 صدر من بعض من جاء بعدہ
 کلمات نسبوا الیہ لا تصدر
 ممن لہ ادنی کمال بل دین
 ولیس قصد ہمراہا لا شینہ
 واخمال ذکرہ ویابی اللہ اکا
 ان یتم نوره ولو کرہ المشرکون
 وکفاهم فی زجرہم وذلہم
 ماجاء عن النبی صلی اللہ علیہ
 وسلم بسند جید ایہا رجل
 اشاع علی رجل بکلمۃ وہو منہا
 بری یشینہ بہ فی الدنیا کان
 حقا علی اللہ تعالیٰ ان یحبسہ
 فی جہنم حتی یأتی بنفاذ ما قال
 فی روایۃ صحیحۃ من قال
 فی مومن بہا لیس فیہ اسکنہ
 اللہ تعالیٰ روغۃ الخبال حتی
 یخرج مما قال ولیس بخارج
 وردغۃ الخبال لفتہ فسکون

کر لیا جو امام صاحب کے بعض معاصرین
 نے ان کی شان میں کی تھیں اور یہ ان کا
 حسد ہی تھا کہ عطاے الہی پر کیونکر حسد
 کیا جاسکتا ہے اسی طرح ان کے بعد میں
 آنے والے بعض حضرات نے کچھ ناگفتی
 کلمات ان کی طرف منسوب کر دیتے ہیں
 جو ایک صاحب کمال تو کیا بلکہ ایک
 متدین انسان سے بھی متصور نہیں اور
 اس سے مقصد صرف یہ ہے کہ امام صاحب پر
 عیب لگایا جائے اور انکی شہرت پر زور
 آئے۔ لیکن خدا اپنے نور کو پورا ہی کر کے
 بے گناہ چلے مشرک گناہی برائیوں نہ
 منائیں، ان لوگوں کی تردید کو یہ حدیث
 ہی کافی ہے جو سند صحیح سے مروی ہے کہ
 جس شخص کسی شخص کی جانب سے ایسی
 بات مشہور کر دی جس سے وہ فی الواقع
 بری ہو تو اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں اس وقت
 تک قید رکھے گا جب تک وہ شخص اپنی
 کبھی ہوئی بات کو سچ نہ کر دکھائے۔ اور
 ایک روایت صحیحہ میں ہے کہ جس نے کسی
 مومن کے بارے میں ایسی بات کہی

جس سے وہ بری ہو اللہ اس شخص کو جہنم والوں کے پیپ میں رکھے گا حتیٰ کہ وہ اس سے نکلنے کی راہ پیدا کر لے اور وہ راہ پیدا نہیں کر سکے گا۔

چوتھے یہ کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ ان ائمہ اسلام میں ہیں جو خدا کے اس فرمان کا مصداق ہیں کہ ”آگاہ ہو جاؤ بلاشبہ اللہ کے اولیاء کو نہ ڈر ہے اور نہ غمگیں ہوں گے جو ایمان لائے اور تقویٰ کرتے تھے ان کے لئے بشارت ہے دنیا اور آخرت کی زندگی میں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ان ائمہ مجتہدین علماء و عاملین میں سے ہر ایک غیر العقول کمالات رکھتا تھا۔ اور ان سے ایسے احوال و کرامات کا صدر ہوتا تھا جن کا سوائے جاہل معاند کے کوئی انکار نہیں کر سکتا تھا تو یہ حضرات دراصل شریعت و حقیقت کے جامع تھے۔

اس تقریر و تہمید سے واضح ہوا کہ جو بھی ان میں سے کسی کی توہین کرے گا رائدہ بارگاہ اندی ہوگا اور غضب

الذال البہلۃ معجۃ فحاء
معجۃ مفتوحۃ فموحدة
عصارة اهل النار کما فی
حدیث مرفوعہ

الرابع تبین انہ رحمة
اللہ کسائر ائمة الاسلام من
صدق علیہم قوله تعالى الا
ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم
ولا هم یحزنون الذین امنوا
وکانوا یتقون لهم البشری
فی الحیوة الدنیا و فی الآخرة
ووجه ذلك الصدق ان کلا
من اولئک الائمة المجتہدین
والعلماء العاملين صحت عنہ
کمالات باهرة للعقول و احوال
و کرامات لا ینکرها الا المعاند
الجهول فہم الاولیاء علی
الحقیقة و الجامعون بین
الحقیقة و الشریعة و اذ قد
تہدد ذلك فمنتقص احدہم
من حق علیہ کلمۃ

الطرد والمقت كيف وهو قد
دخل نفسه فيما لا طاقة له
به من محاربة الله تعالى
ورسوله ومن حارب الله هلك
هلاكا ابديا نفوذيا الله من
ذلك

والدليل على هذا ما رواه
الائمة البخاري وغيره من طرق
كثيرة تزيد على خمسة عشر
طريقا عن جماعة من الصحابة
رضوان الله عليهم اجمعين
عن النبي صلى الله عليه وسلم
انه قال ان الله تعالى قال من
عادى اذلا او اذى او اهان
روايات في ويا وفي رواية في
المؤمنين فقد اذ انت اى
اعلمته بالحرب وفي رواية
فقد استحل محاربتى وفي
اخرى فقد بارزنى بالمحاربة
وقوله في ظرف لغو يجوز ان
يكون مستقرا كما انه حال

الہی کا مستحق بنے گا۔ کیونکہ ایسے شخص
نے خدا سے جنگ مول لی ہے اور جو
اللہ سے جنگ کرے گا وہ ابدی ہلاکت
میں پڑے گا۔ ہم اس سے خدا کی پناہ
مانگتے ہیں۔

اس کی دلیل وہ روایت ہے جسکو
بخاری و دیگر ائمہ حدیث نے پندرہ سے
زائد سندوں سے روایت کیا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ
نے فرمایا کہ جس نے میرے ولی کی تذلیل
کی یا ایذا دی، یا اہانت کی (مختلف روایات
ہیں) اور ایک روایت میں ہے کہ مؤمنین
کے ولی کی تو میں اس سے اعلان جنگ
کر دوں گا، ایک روایت میں ہے کہ وہ
میرے جنگ کا مستحق ہوگا، اور ایک
روایت میں ہے کہ اس نے مجھ سے
اعلان جنگ کر دیا، اللہ تعالیٰ کا قول
فی ظرف لغو ہے اور مستقر بھی ہو
سکتا ہے، کیونکہ وہ حال ہے اور نکرہ
ہونے کی بنا پر ذوالحال سے مقدم کر دیا

قدمت علی صاحبها التنکیرۃ
 والمحاربة فیہ من باب یخادعون
 اللہ وعاقبت اللص وحکمة
 ابثارة المخاطبة بما ینفعهم
 اذ الحرب ینشأ من العداوة
 الناشئة عن المخالفة وغایتها
 اللازمة لہا الهلاک ای من
 کرة من احبته عادانی وعاندنی
 ومن عاندنی فقد تعرض لاهلاکی
 ایاہ اشد الهلاک وافظہ ناطق
 الحرب واریدہ زمرہا واذ قد
 علمت هذا علمت ان فیہ
 من الوعید الشدید والزججالا
 کید والمنع البلیغ ما یحمل
 من لہ ادنی مسکة من عقل
 فضلا عن دین علی ان یتجنب
 الخوص فی شی مما ینتقص بہ
 احدا من ائمة الاسلام ومصابیح
 الظلام وان یبائع فی البعد عن
 ایذا کلہم بوجه من الوجہ فانہ
 یؤذی الاموات ما یؤذی الاحیاء

گیا ہے، اور اس حدیث میں محاربتہ
 اسی طرح ہے جس طرح یخادعون اللہ
 میں مخادعۃ اور عاقبت اللص معاقبہ
 ہے اور اس سے مراد ہلاکت ہے یعنی
 جس نے میرے پسندیدہ بندوں کو
 برا جانا اس نے مجھے دشمنی اور عناد کیا
 واس نے اپنے آپ کو ورطہ ہلاکت میں
 ڈال لیا تو جنگ کا لفظ بول کر اس کا
 لازمی نتیجہ مراد لیا گیا۔ جب اپنے اس
 حدیث میں وارد شدہ سخت وعید کو
 سن لیا تو آپ بخوبی سمجھ سکیں گے کہ
 جس میں تھوڑی بہت بھی عقل ہے تو
 وہ خاصان خدا کی شان میں توہین و تنقیص
 کے شائبہ سے بھی احتساب و احتراز
 کرے گا اور دیندار انسان کا تو کہنا
 ہی کیا؟ ایک صاحب عقل ان کی
 ایذا رسانی سے دور اور بہت دور
 رہے گا کیونکہ جس سے زندوں کو تکلیف
 ہوتی ہے اس سے مردوں کو بھی تکلیف
 ہوتی ہے اور یہ کیونکر ممکن ہے جبکہ اللہ
 تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے اولیاء کے

وكيف يسم احد ان يقدم على
 شي من ذلك والله تعالى يقول
 اني لا غضب لاوليائي كما
 يغضب الليث للجرو وفي
 رواية عند الامام احمد رحمه
 الله عن وهب بن منبه قال
 قال الله عز وجل لموسى عليه
 السلام حين كلمه ربه جل وعلا
 اعلم ان من اهان لي وليا فقد
 بارزني بالمحاربة وانا واني دعوت
 نفسه ورعاني اليها وانا اسرع
 شي الى نصرته اوليائي اذ فيظن
 الذي يحاربني ان يقاومني اذ ينظن
 الذي يبارزني ان يعجزني اذ يسبقني
 اذ يفوتني كيف وانا ثاثر لهم في
 الدنيا والآخرة فلا اكل نصرتهم
 الى غيري «

فما مل ثم تامل واحذر ان
 تخوض غمرة هذه اللجة المهلكة
 فان الله تعالى لا يبالي بك وفي واد
 هلك ومن ثمه قال الحافظ

لئے اس طرح ناراض ہوتا ہوں جیسے
 شیر اپنے بچے کے لئے، امام احمد نے
 وہب بن منہ سے روایت کی کہ جب
 اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو شرف کلام عطا
 فرمایا تو ارشاد کیا کہ اے موسیٰ یقین کرو
 کہ جس نے میرے کسی ولی کی توہین کی تو
 اس نے مجھے دعوت جنگ دی اور مقابلہ
 کے لئے تیار ہوا۔ میں اپنے اولیاء کی مدد
 بہت جلدی کرتا ہوں۔ کیا مجھ سے جنگ
 کا ارادہ رکھنے والا اس گھمنڈ میں ہے کہ
 کہ وہ مجھ سے تاب مقابلہ رکھتا ہے یا وہ
 میرے قبضہ و قدرت سے باہر آسکتا ہے
 میں اپنے اولیاء کا انتقام دنیا و آخرت
 میں لوں گا اور ان کی مدد میں خود ہی کروں
 گا۔ تو آپ کو بار بار غور کرنا چاہئے
 اور اس مہلک گہرائی میں داخل نہ ہونے
 سے ڈرنا چاہئے۔ کیونکہ خدا آپ کی
 پرواہ نہ کرے گا اور آپ ہلاکت
 کی وادی میں پڑ جائیں گے اسی لئے
 حافظ ابوالقاسم بن عساکر نے اپنی
 (کتاب الاشعری) میں فرمایا کہ

ابوالقاسم بن عساکر فی کتابہ
تبیین کتاب المفتی فیما نسب
للہام ابی الحسن الاشعری
لحوم العلماء مسمومۃ وھتک
استار منتقصیہم معلومۃ
وقال ایضاً لحوم العلماء
سمر من شہہا مرض ومن
ذا قرہامات قال وقد جمع العلماء
فضائلہم واعتنا بسیرہم
داخبارہم فمن قرء فضائل
ابی حنیفۃ ومالک والشافعی
رحمہم اللہ بعد فضائل
الصحابۃ والتابعین رضوان
اللہ علیہم اجمعین اعتنی
بہا ووقف علی کریم سیرہم
وہدیہم کان ذلک لہ عملاً
زاکیا نفحنا اللہ تعالیٰ بحب
جمیعہم ومن لم یحفظ من
اخبارہم الا ما ینکر من قول
بعضہم فی بعض علی الحسد
والافوات والعضب حرم

علماء کے گوشت زہر آلودہ ہیں اور
ان کی شان میں توہین کرنے والوں
کی پردہ درسی طے شدہ ہے۔ نیز
فرمایا کہ علماء کا گوشت زہر ہے۔
جو سونگھے گا بیمار پڑے گا اور جو
چکھے گا مرے گا۔ آپ نے فرمایا کہ
علمائے ان کے فضائل کو جمع کیا
اور ان کی سیرتوں اور واقعات کو
درخوہر اعتبار لائے جس شخص نے
صحابہ اور تابعین رضوان اللہ علیہم
اجمعین کے فضائل پڑھنے کے بعد
ابو حنیفہ، مالک اور امام شافعی رحمہم
اللہ کے فضائل کا مطالعہ کیا ہے اور
ان کے سیر و واقعات پر اطلاع حاصل
کی ان سے بہترین عمل کیا خدا ہم کو
ان سب کی محبت سے مستفید فرمائے
اور جس نے ان حضرات کے بارے
میں محض اتنا ہی جانا جتنا کہ بعض
لوگوں نے ان میں سے بعض سے
حسد کرتے ہوئے کہہ دیا اور اظہار
ناراضگی کر دیا تو وہ توفیق سے محروم

رہا اور غیبت کرنے والوں میں شامل ہوا
اور جادہ مستقیم سے منحرف ہوا۔ خدا ہمیں
اور آپ کو اچھی بات کے سننے اور اس کی
اتباع کرنے والوں میں کر دے۔

پانچویں یہ کہ آئمہ حفاظ نے ان امام
کے ساتھ اظہار مہربانی کیا اور قدیم و
جدید زبانوں میں ان کے حالات کو
تفصیل سے بیان کیا۔ تو میں نے بھی
ارادہ کیا کہ میں ان کی صف میں شامل
ہو جاؤں۔ تاکہ میں بھی اس امام کی
برکت حاصل کروں جس طرح کہ ان
حضرات نے حاصل کی۔ ابن جوزی
نے سفیان بن عیینہ سے روایت کی
کہ نیکوں کے تذکرے کے وقت
رحمت نازل ہوتی ہے اور میں ان
کے کلام کا خلاصہ مختصر عبارت میں
ذکر کروں اور سندوں کے ذکر کو چھوڑ دوں
کیونکہ سندیں ان حضرات نے اپنی کتب
میں اس تفصیل سے ذکر کر دی ہیں کہ
کسی کو مجال شک نہ ہے اور یہ اختصار
اس لئے ہے کہ طویل چیزوں کو پسند کرتے

التوفیق ودخل فی الغیبة وحادی
عن الطريق جعلنا الله وایاک
ممن یستمع القول فیتبہ احسن
امین

الخاص ان أئمة حفاظا
ترحموا هذا الامام واطالوا
فی ترجمة قدیما حدیثا
فقصدت ان انتظم فی
سلکهم لسعود علی برکت
هذا الامام کما عادت
علیهم وقد روی ابن الجوزی
عن سفیان بن عیینہ انه قال
عند ذکر الصالحین تنزل
الرحمة وان الخص جمیع
ما ذکره با وجز عبارة وابلغ
اشارة معرضا عن ذکر الاسانید
معولا علی ما بسطوه منہا فی
کتبہم مما یزیل الشک
والتردید لا عراض الناس
عن المطولات واکبا بہم
علی المختصرات لہان الہم

قد تقاصرت والاعراض الفاسدة
المنافية للذآب في العلوم
قد تكاثرت فلا تری الادلهانا
امسك اشعة القمر بحسبها
قضبان الذهب او غریقتا في
بحر شهواتنا التي اشغلتنا عن
التطلع الى ادنى كمال او ادب

ہیں۔ اب لوگوں کے اغراض اور ان کے مقاصد
علوم سے اچھے نہیں رہے اور ان کا حال اس
شخص کا سا ہو گیا ہے جو چاند کی کرنوں کو
سوئے کی سلاخیں سمجھ کر کپڑے لگے یا اس
شخص کا سا جو شہوتوں کے سمندر میں
غرق ہو گیا ہو اور کوئی کمال حاصل نہ
کر سکے۔ اور کوئی ادب، اس کو نہ مل سکے۔

”الفصل الثانی

فی ذکر نسبہ“

اختلفوا فيه فقال اكثرهم
وصحبه المحققون انه من
العجم وعليه ما اخرج الخطيب
عن عمر بن حماد ولد له انه
ابن ثابت بن زويجى اى بضم الزاى
كموسى وبفتحها كسلمى ابن
ماه من اهل كابل اى بضم
المرحمة بلدة من اقليم
نابحية الهند ملكه بنو تيمر
الله بن ثعلبة فاسلم فاعتقوا

دوسری فصل اُنکے نسب کے

بیان میں

اکثر کا قول ہے اور محققین کے
نزدیک صحیح بھی ہے کہ آپ عجمی تھے اس
کی تائید وہ روایت کرتی ہے جو خطیب نے
ان کے صاحبزادے حماد سے نقل کی
ہے وہ ثابت کے بیٹے ہیں اور وہ بیٹے
ہیں زویجی کے زامی کے پیش سے جیسے
موسى اندر زبر سے بھی پڑھ سکتے ہیں جیسے
سلمى بیٹے ماہ کے کابل کے رہنے والے
بلکہ شہر سے اقلیم ہند کا ایک شہر ہے
یہ بنو تيمر اللہ بن ثعلبہ کے غلام تھے،

اسلام لے آئے اور آزاد کر دیئے گئے
 اور ثابت بحالت اسلام پیدا ہوئے
 اور کہا گیا کہ آپ اہل انبار میں سے تھے
 ہمزہ کی فتح سے پھر نسا کی طرف منتقل
 ہوئے وزن اور سین کی فتح سے الف
 مقصورہ سے وہیں البوصیفہ پیدا ہوئے
 جب وہ جوان ہوئے تو ان کے والد
 ان کو لے کر منتقل ہو گئے۔ اور کہا
 گیا کہ آپ ترند کے رہنے والے تھے
 اور ان اقوال میں کچھ تضاد نہیں کیونکہ
 ہو سکتا ہے کہ آپ ان چاروں شہروں
 میں آئے ہیں اور ہر ایک نے اپنی یاد
 داشت کے مطابق بیان کر دیا ہو۔
 اور ترند کے پہلے لفظ پرتینوں میں
 ہو سکتی ہیں۔ میم کو مضموم اور مکسور
 دو وزن طرح پڑا سکتے ہیں اور ذال
 بمعجم کے ساتھ ہے۔ یہ ایک شہزجیوں
 کے کنارے پر ہے۔

اور اسماعیل بن حماد عمر مذکور
 کے بھائی سے بھی روایت کی کہ انھوں
 نے کہا کہ ثابت بن نعمان بن مرزبان

ولد ثابت علی الاسلام وقیل
 من اهل الانبار بفتح الهمزة
 ثم انتقل لنا بفتح اولیہ و
 بالقصر فولد له بها ابو حنیفة
 فلما ترعرع انتقل بہ

وقیل من اهل ترمذ ولا مانع
 انه نزل هذه البلاد الاربعة
 فنقل کل ما حفظہ

وترمذ بتثنیث اولہ وضم
 المیم وکسر ہا وبالذال المعجمة
 مدینة علی طرف جبجون،

واخرج ایضا عن اسمعیل
 بن حماد اخي عمر المذکور انه
 قال ان ثابت بن نعمان ابن
 المرزبان ای بفتح فسكون
 فصر الزای وقد یفتح معرب
 الرئيس من ابناء الفارس الا
 حرار وانشا ما وقع لنا رقی
 قط ذهب ثابت الی الامام علی
 بن ابی طالب کرم الله وجهہ
 صغیرا فداہ بالبرکة وفی

یعنی زہرا کے بعد سکون اور پھر زاء کا
ضمہ ہے اور کبھی فتح بھی پڑھا جاتا ہے
یہ لفظ معرب ہے رئیس کے معنی میں ہے
آزاد فارسی نژاد۔ اور بخدا ہم پر کبھی
غلامی طاری نہ ہوئی حضرت ثابت
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں گئے
تو آپ نے ان کی اولاد کے لئے برکت کی
دعا دی ہمارے حق میں قبول کر لی ہے
اور نعمان نے نیزوز کے دن فالودہ پڑھ
کیا نیزوز پہلے لفظ کی فتح سے ہے معرب
ہے ان کی عیدوں میں سے ایک نیا دن
ہے تو آپ نے فرمایا کہ ہمارا ہر دن نو
روز ہے۔ اور کہا گیا یہ واقعہ مہرگان
کے دن ہوا۔ (یہ لفظ جتہ الروح سے
معرب ہے یہ مرکب ہے ہر پہلے لفظ
کے کسر سے اور جان سے، تو حضرت علی
نے فرمایا کہ ہمارے لئے ہر دن مہر جان
ہے اور دوسروں کے اختلاف کہ ثابت
کے والد نعمان تھے یا زوطی اور ان کے
دادا مرزبان تھے یا ماہ تھے میں نے
یہ جواب دیا ہے کہ یہ احتمال ہے کہ

ذریعہ و نحن نرجو من اللہ
ان یسکون استجاب ذلک فیناد
اھدی النعمان الی علی کرم اللہ
وجہہ فالوذجایوم التیروزای
بفتح اولہ معرب یوم جدید
من اعیادھم فقال نوروزنا
کل یومہ

وقیل کان فی السہرحان
ای معرب محبتہ الروح ہکذا
مرکب من مہرب کسر اولہ
وجان فقال علی کرم اللہ وجہہ
مہرجونا کل یومہ

وتخالف الاخوین فی ان
والد ثابت النعمان اذ زوطی
وجد لا المرزبان او ما اجبت
عنه بانہ یحتمل ان یسکون
لکل اسمان ادا سم ولقب اذ معنی
زوطی النعمان والمرزبان ما
تخالفھما فی مس الرقی یجاب
عنه بان من اثبتہ امرای فی
الجذ ومن نفا لا ارادی الاب

الذی هو ثابت لکن قال ولد
 له سمعیل الذکور انهم موالی
 وان المسبی من کابل هو ثابت
 فاشترته امرأة من بنی یتیم الله
 فاعتمته وقیل ثابت بن طاووس
 بن هرمز ملک بن ساسان
 وقیل انه عربی فزوطی من
 بنی یحیی بن زید بن اسد "و
 فی نسخة ابن راشد الانصاری
 ورد وقد رجح جماعة من
 اصحاب المناقب ماموعین
 حفید یہ فانہما اعرف بنسب
 جد ہما"

ہر شخص کے دو نام ہوں یا ایک نام ہو
 اور ایک لقب یا زوطی کے معنی نعمان
 ہوں اور مرزبان کے معنی ماہ ہوں۔
 اور غلامی کے بارے میں ان دونوں
 بھائیوں کا اختلاف تو اس کا جواب یہ
 دیا گیا ہے کہ جس نے غلامی ثابت کی ہے
 تو اس نے داد میں غلامی کو ثابت کیا
 ہے اور جس نے اس کا انکار کیا ہے
 تو باپ میں انکار کیا ہے جن کا باپ
 ثابت ہے۔ لیکن اسمعیل مذکور کے
 بیٹے کا کہنا ہے کہ وہ لوگ غلام تھے
 اور یہ بھی کہا کہ ثابت کو کابل سے قید
 کیا گیا اور ان کو بنو تیمم اللہ میں سے
 ایک عورت نے خرید کر آزاد کر دیا اور ایک قول یہ ہے کہ ثابت بن طاووس
 بن هرمز بنو ساسان کے بادشاہ تھے اور ایک قول یہ ہے کہ وہ عربی تھے اور زوطی
 بنو یحییٰ بن زید بن اسد سے تھے۔ اور ابن راشد انصاری کے نسخہ میں ہے کہ
 اصحاب مناقب کی ایک جماعت نے اس چیز کو ترجیح دی جو ان کے پوتوں سے
 مروی ہے کیونکہ وہ اپنے دادا کے نسب کو زائد جاننے والے ہیں۔

تیسری فصل ان کی پیدائش کے بیان میں

اکثر علماء کے بیان کے مطابق
آپ عبد الملک بن مروان کے عہد خلافت
میں ششم میں بمقام کوفہ تولد ہوئے اور
علماء نے اس قول کی تردید کی ہے کہ
آپ ﷺ میں پیدا ہوئے۔

”الفصل الثالث فی مولده“

الاكثر من على انه ولد
سنة ثمانين بالكوفة في
خلافة عبد الملك بن مروان
وردوا ما شذبه بعضهم انه
ولد سنة احدى وستين“

چوتھی فصل ان کے نام کے بیان میں

تمام علماء کا اتفاق ہے کہ آپ کا نام
نعمان تھا اور اس میں ایک لطیف نکتہ ہے
وہ یہ کہ نعمان کے معنی لغت میں اس خون
کے ہیں جس سے بدن کا قوام ہوتا ہے
اور اسی وجہ سے بعض علماء نے کہا کہ اس
لفظ کے معنی روح کے ہیں تو معنی یہ ہوئے
کہ البوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے فقہ کا قوام

”الفصل الرابع فی اسمہ“

اتفقوا على انه النعمان وفيه
سر لطيف اذا اصل النعمان الدماء
الذي به قوام البدن ومن
ثمّة ذهب بعضهم الى انه
الروح فابو حنيفة رحمه الله
به قوام الفقه ومنه فتشاد ركه
وعويصاته، أو ثبت بحسب طيب

لے یا سرخ گھاس ہے خوشبودار جسے گل لالہ یا ارغوان کہتے ہیں۔ ۱۲۔

الريح الشقيق أو الراحون
بضم الهمزة فابو حنيفة رحمه
الله طابت خلالة وبلغ الغاية
كماله أو فعلان من النعمة
فابو حنيفة نعمة الله على
خلقه وتحذف ال عند التكثير
والنداء والاضافة وحذفها
لغير ذلك نادر

وقال ابن مالك حذفها
واثبتها سيان واعترض على
ان كنية ابو حنيفة مونت خيف
وهو الناسك أو المسلم لان
الحنف الهيل والمسلم مائ
الى الدين الحق قيل سبب
تكنيته بذلك ملازمة لدواة
السماة حنيفة بلغة العراق
وقيل كانت له بنت تسمى
بذلك وروى بان لا يعلم له
ولد ذكر ولا انثى غير حماد
واخرج الخطيب وغيره عنه
بسنده انقطاع لا يمكن

ہے اور اس کی معلومات و مشکلات کا
آپ سر حشمہ ہیں (ہمزہ کے پیش سے)
تو ابو حنیفہ کی خصلتیں عمدہ تھیں اور وہ
کمال میں انتہا کو پہنچے ہوئے تھے (یا یہ
لفظ نعمۃ سے مشتق ہے اور فعلان
کے وزن پر ہے) چنانچہ ابو حنیفہ اللہ
کی مخلوق پر اس کی نعمت ہیں اور
الف لام کو تین کمرہ نداء، اور اضافت
کے ساتھ حذف کر دیتے ہیں اور اس
کے سوا الف لام کا حذف کرنا نا قابل ہے
ابن مالک نے کہا کہ الف لام کا حذف
کرنا اور باقی رکھنا دونوں برابر ہیں ان
کی کنیت ابو حنیفہ ہے جو حنیف کا مؤنث
ہے جس کے معنی ہیں عبادت گزار یا
مسلمان کیونکہ حنیف کے معنی مائل ہونے
کے ہیں اور مسلمان دین حق کی جانب
مائل ہوتا ہے کہا جاتا ہے کہ آپ ہمیشہ
دواۃ ساتھ رکھتے تھے اور عراقی زبان
میں حنیفہ دواۃ کو کہتے ہیں۔ ایک قول
یہ ہے کہ حنیفہ نامی ایک لڑکی تھی۔
لیکن اس قول کو رد کیا گیا ہے کیونکہ

تکینتی بعدی الہا مجنون قالوا
فواینا عداۃ تکنوا بہا و کانت
عقولہم ضعیفۃ و عور ضرابانہ
کئی بھائلا تین و کانونا ائمۃ علماء
کالا یقانی والدینوری و سلم
یسبق بھذا الکنیۃ لغم و جدت
لتابعین مجہولین

آپ کے یہاں کسی لڑکے یا لڑکی کا پتہ
نہیں چلتا سواد کے خطیب اور انکے
علاوہ دیگر حضرات نے ابو حنیفہ سے سند
مقطوع سے روایت کی ہے کہ میرے
بعد میری کنیت وہی رکھے گا جو دیوانہ ہو
لوگوں کا کہنا ہے کہ ہم نے متعدد دشمنوں
دیکھے جنہوں نے یہ کنیت رکھی اور وہ
کمزور عقل والے تھے لیکن انکے خلاف
یہ دلیل پیش کی گئی ہے کہ میں اشخاص

نے یہ کنیت رکھی اور سب آئمہ اور علماء تھے۔ جیسے ایقانی اور دینوری امام حساب
سے پہلے یہ کنیت کسی کی نہ تھی ہاں کچھ غیر معروف تابعین کی یہ کنیت تھی۔

”الفصل الخامس فی صورتہ“

پانچویں فصل ان کی صورت کے بیان میں

قال ابو یوسف رحمہ اللہ
کان ربیعۃ من احسن الناس صورتۃ
وابغہم نطقا و اکملہم ایراد
واحدہم نغمۃ و ابینہم حجة
علی ما یرید و قال حماد ولده
کان طویلا یعلوہ سمرة جمیلہ

ابو یوسف نے کہا کہ ابو حنیفہ میاں قد
اور حسین ترین انسان تھے بے حد نصیحت
بلغ اور خوش آواز تھے اپنے مقصود پر
اچھی طرح واضح دل دل پیش کرتے تھے
آپ کے صاحبزادے حماد نے کہا کہ آپ
دراز قد تھے گندم گوں حسین و جمیل

حسن الوجه هیو باله تبکلم
 از جوابا ولا یخوض فیہ لا یعنیہ
 ولا تنافی بین کونہ ربتہ و بین
 کونہ طویلہ لا نہ قد یسکون مع
 کونہ ربتہ اقرب الی الطول کما
 حررتہ فی شرح شمائل الترمذی
 وقال ابن المبارک کان حسن
 الوجه حسن الثیاب

بارعب تھے جب گفتگو فرماتے تو کسی
 جواب دینے کے لئے ہی فرماتے بیکار بالوں
 میں غور نہ فرماتے۔ دراز قد اور درمیانہ
 قد ہونے میں کچھ منافاة نہیں۔ کیونکہ
 کبھی میانہ قد درازی کی طرف مائل ہوتا
 ہے جیسا کہ میں نے شمائل ترمذی میں اس
 کو وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا ہے
 اور ابن مبارک نے کہا کہ آپ خوبصورت
 اور خوش پوش تھے۔

چھٹی فصل ان صحابہ کے بیان میں جن سے آپ نے ملاقات کی

”الفصل لسادس فین ادركه من الصحابة رضی اللہ عنہم“

بروایت صحیحہ ذہبی سے منقول ہے
 کہ آپ نے انس بن مالک کو بچپن میں دیکھا
 تھا اور ایک روایت میں ہے کہ ابو صنیفہ
 نے کہا میں نے انس بن مالک کو کئی
 مرتبہ دیکھا۔ وہ سرخ خضاب لگاتے
 تھے اور اکثر محدثین کا اتفاق ہے کہ تابعی

صح كما قاله الذہبی انه
 رای انس بن مالک وهو صغير
 وفي رواية رايتہ مرارا وكان
 یخضب بالحمرة واكثر
 المحدثین علی ان التابعی
 من بقی الصحابی وان لم یصحبه

وہ ہے کہ جس نے صحابی سے ملاقات کی ہو اگرچہ اس کی صحبت نہ اٹھائی ہو۔ اس قول کو نووی اور ابن صلاح نے صحیح قرار دیا ہے اور متعدد طرق سے مروی ہے کہ آپ نے انسؓ سے تین احادیث روایت کیں لیکن ائمہ حدیث نے کہا کہ ان احادیث کا دارو مدار ان لوگوں پر ہے جن کو ائمہ حدیث نے حدیثیں گھرنے پر مہتمم کیا ہے۔

شیخ الاسلام ابن حجر کے فتاویٰ میں ہے کہ ابو حنیفہ نے صحابہ کی ایک جماعت سے ملاقات کی جو کوفہ میں مشہور تھے آپ کی پیدائش کے بعد موجود تھے ہذا وہ تابعین کے طبقہ میں داخل ہیں اور یہ فضیلت آپ کے ہم زمانہ شہری ائمہ میں سے کسی کے لئے ثابت نہیں جیسے شام کے اوزاعی اور مصر کے دونوں حماد اور کوفہ کے ثوری اور مدینہ شریفہ کے مالک اور مصر کے لیث بن سعد ہذا وہ اعلیٰ درجہ کے تابعین میں ہوئے جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اور وہ جنہوں نے احسان کے ساتھ صحابہ کی تابعداری کی اللہ ان سے راضی ہوئے

وصححه النووي كابن الصلاح
وجاء من طرق انه روى عن
انس احاديث ثلاثة لكن قال
آئمة الحديث مدارها على
من اتلمه الائمة بوضعه
الاحاديث

وفی فتاویٰ شیخ الاسلام
ابن حبانہ ادرك جماعة
من الصحابة كانوا بالكوفة
بعد مولده بهاسته ثمانين
فهو من طبقة التابعين ولم يثبت
ذلك لاحد من آئمة الامصار
المعاصرين له كالاوزاعي
بالشام والحماديين بالبصرة
والثوري بالكوفة ومالك
بالمدينة الشريفة والليث
بن سعد ببصرى انتهى وحينئذ
فهو من اعيان التابعين الذين
شملهم قوله تعالى والذين اتبعوهم
باحسان رضي الله عنهم ورضوا
عنه واعد لهم جنات تجرى من

تحتها إلا نهار خالدين فيها أبدا
ذلك الفوز العظيم

وذكر جماعة ممن صنف في
المناقب وغيرهم انه سمع ايضا
من جماعة من الصحابة غير
انس منهم عمرو بن حريث و
اعترض بان الصحيح انه مات
سنة خمس وثمانين والقول
بانه عاش الى سنة ثمان و
تسعين لم يثبت واجيب بان
الصواب الذي عليه جمهور
المحدثين واستقر عليه العمل
ان الصغير اذا مئزعة سماعه
وان كان ابن خمس سنين،
ومنهم عبد الله بن انيس
الجهني واعترض بانه مات
سنة اربع وخمسين واجيب
بان هذا اسم خمسة من الصحابة
فلعل من روى عنه ابو حنيفة
واحد غير الجهني المشهور
ورد بان غير هذا المين خل

اور اللہ نے ان کے لئے جنتیں تیار کیں جن
کے نیچے نہریں جاری ہیں وہ ان میں ہمیشہ
رہیں گے اور یہ بڑی کامیابی ہے۔

مناقب کی کتابیں لکھنے والوں نے اور
ان کے علاوہ دیگر علمائے بھی ذکر کیا ہے کہ
ابو حنیفہؒ نے حضرت انسؓ کے علاوہ صحابہ کی
ایک جماعت سے حدیث سنی ان میں سے
ایک عمرو بن حریث ہیں لیکن اس پر یہ
اعتراض ہے کہ ان کا (عمرو بن حریث) کا
انتقال صحیح قول کے بموجب ۸۵ھ میں
ہوا اور ۸۵ھ تک ان کا زندہ بنانا ثابت
نہیں اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ قول
صحیح جس پر جمهور محدثین میں اور معمول
یہ ہے کہ کچھ جب تمیز کرنے کے قابل ہو
جائے۔ تو اس کا سمع صحیح ہوتا ہے خواہ
وہ پانچ سال ہی کا کیوں نہ ہو اور انھیں
میں سے عبد اللہ بن انیسؓ جہنی ہیں اور اس
پر یہ اعتراض ہے کہ ان کا انتقال تو
۸۵ھ میں ہو چکا تھا اور اس کا جواب
یہ ہے کہ پانچ صحابہ کا نام ہے شاید وہ
صحابی جن سے ابو حنیفہؒ نے روایت کی ہے

الکوفة واخرج بعضهم
بسندہ الی ابی حنیفة قال
ولدت سنة ثمانین وقدم
عبد اللہ بن انیس صاحب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الکوفة
سنة اربع وتسعين وراثة
وسمعت منه عن رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم حبك
الشی یحیی ویصم واعترض
بان هذا السند مجهول وبان
الذی دخل الکوفة ابن انیس
الجهنی وقد تقررانہ مات قبل
ولادة ابی حنیفة بدھرومہم
عبد اللہ بن الحارث بن جزء الز
بیدی بفتح الجیم وسكون
الزای وبالهمزة والزبیدی
بضم الزای مصغرا واعترض
بانہ مات سنة ست وثمانین
بمصرای بسقط ابی تراب قریة
من الغریبہ قریب سمند و
المحلة وكان مقيما بها واما

جھنی مشہور کے سوا کوئی اور ہوں لیکن
اس بات کو یوں رد کیا گیا ہے کہ ان کے
علاوہ کوئی اس نام کا صحابی کوفہ میں داخل
اسی نہیں ہوا۔ بعض علما نے اپنی اس
سند سے روایت کی جو ابو حنیفہ تک پہنچتی
ہے کہ میں ششم میں پیدا ہوا اور عبد اللہ
بن انیس صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سلمہ میں کوفہ میں داخل ہوئے
اور میں نے ان کی زیارت بھی کی اور ان کے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث
سنی کہ تیرا کسی چیز سے محبت کرنا تجھ کو اندھا
اور بہرہ گردیتا ہے۔ اس پر یہ اعتراض ہے
کہ یہ سند مجهول ہے اور یہ کہ کوفہ میں داخل
ہونے والے انیس جھنی کے بھائی تھے اور
یہ امر ثابت شدہ ہے کہ وہ ابو حنیفہ کی
ولادت سے قبل ہی وفات پا چکے تھے،
اور ان میں سے عبد اللہ بن حارث بن جزء
زبیدی ہیں (جیم کے فتح اور زاج کے سکون
اور ہمزہ سے) اور زبیدی (زار کے ضم سے
بصیغہ تصغیر ہے) اس پر یہ اعتراض ہے
کہ وہ مصر میں ششم میں وفات پا چکے تھے

ما جاء عن ابی حنیفة من انه حج مع ابيه سنة ست وتسعين وانه راى عبد الله هذا يدرس بالمسجد الحرام وسمع منه حديثا فردة جماعة منهم الشيخ قاسم الحنفى من مشايخ مشائخنا بان سند ذلك فيه قلب وتحريف وفيه كذاب اتفاقا وبان ابن جزء ما مبصر ولا بى حنیفة ست سنين وبان عبد الله بن جزء لم يداخل الكوفة فى تلك المدة ومنهم جابر بن عبد الله واعترض بانه مات سنة تسع وسبعين قبل ولادة ابی حنیفة بسنة ومن ثمة قالوا فى الحديث المروى عن ابی حنیفة عن جابر انه صلى الله عليه وسلم امر من لم يرزق ولدا بكثرۃ الاستغفار وان صدقة تفعل فولد له تسعة فذكر انه حديث موقوف ومنهم

یعنی سقط البوترا بى یا ایک ہستی ہے سمود اور محلہ کے قریب۔ آپ یہاں آقا پذیر تھے اور یہ روایت کہ ابو حنیفہ نے فرمایا کہ میں نے اپنے والد کے ہمراہ ۹۹ حج کیا اور عبد اللہ مذکور کو مسجد حرام میں درس دیتے سنا اور ان سے حدیث سنی تو اس روایت کو علماء کی ایک جماعت نے رد کیا جن میں شیخ قاسم حنفی ہیں جو ہمارے مشائخ کے مشائخ ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اس سند میں قلب ہے اور تحریف ہے اور اتفاقاً اس میں کذاب ہے نیز ابن جزء مصر میں وفات پا چکے تھے اور ابو حنیفہ ابھی چھ سال ہی کے تھے اور ابن جزء اس عرصہ میں کوفہ میں سرے سے داخل ہی نہ ہوئے۔ اور ان میں سے جابر بن عبد اللہ ہیں اور اس پر اعتراض ہے کہ ان کا انتقال ابو حنیفہ کی ولادت سے ایک سال قبل سہ میں ہو گیا تھا اس لئے محدثین نے اس حدیث کے بارے میں فرمایا جو ابو حنیفہ سے روایت ہے اور وہ جابر سے روایت کرتے ہیں اور رسول اللہ

عبد اللہ بن ابی ادنیٰ و تعقب بانه
 مات سنة خمس او سبعم وثمانین
 و اجیب بما مر فی عمرو بن حرث
 و من ثمة جلعون ابی حنیفة
 انه روی عن عبد اللہ هذا
 الحدیث المتواتر من بنی اللہ
 مسجداً اولو کمفحص قطاة
 ای بفتح الهمیم بنی اللہ له بیتا
 فی الجنة قال بعضهم لعل
 ابا حنیفة سمعه منه و عمره
 خمس او سبعم

و منهم واثلة بکسر المثلثة
 ابن الاسقع یا القاف روی عنه
 حدیثین لا تظهر الشامة باخیک
 فی عافیہ اللہ و یتلیک رع ما
 یریبک الی مالہ یریبک الاول
 رواه الترمذی من وجه آخر
 حسنه و الثانی جاء من روایة
 جمع من الصحابة و صحقه
 الائمة و اعترض بانه مات
 سنة ثلاث او خمس و ثمانین

صلی اللہ علیہ وسلم نے بے اولاد کو بکثرت
 استغفار اور صدقہ کا حکم دیا چنانچہ آپ نے
 اس عمل کو کیا اور تو آپ کے نوادے پیدا
 ہوئے یہ من گھڑت ہے اور ان میں سے
 عبد اللہ بن ابی ادنیٰ ہیں لیکن اس پر یہ
 اعتراض ہے کہ ان کا انتقال پچاسی یا
 ستاسی ہجری میں ہوا اس کا جواب
 وہی ہے جو عمرو بن حرث کے سلسلے میں
 گزرا اور اسی لئے ابو حنیفہ سے مروی ہے
 کہ انھوں نے عبد اللہ سے اس حدیث
 متواتر کو روایت کیا ہے کہ جس نے اللہ
 کے لئے مسجد بنائی اگرچہ بھٹتی ترتر کے
 گھونسلے کے برابر (مفحص میم کے فتح سے)
 تو اللہ اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا
 بعض علماء نے کہا کہ شاید ابو حنیفہ نے
 ان سے یہ حدیث بعمر پانچ یا سات سال
 میں سنی ہوگی۔ اور ان میں سے واثلہ (ثاء
 کے کسر سے) ابن الاسقع (قاف سے)
 میں آپ نے ان سے دو حدیثیں روایت
 کیں ایک تو یہ کہ اپنے بھائی کی مصیبت
 پر غوشی کا اظہار نہ کرتا کہ اللہ اس کو نجات

رجوابہ ما مزارنا ومنہم
معقل بن یسار واعرز بانہ
مات فی امارۃ معاویہ رضی
اللہ عنہ و معاویہ مات سنۃ
ستین، ومنہم ابوالطفیل عامر
بن اثلثہ و وفاتہ سنۃ ثلثین
ومائۃ بمکۃ و هو آخر النبیۃ
موتاء

ومنہم عائشۃ بنت
عجر در اعترض بان حاصل
کلام الذہبی و شیخ الاسلام
ابن حجر ان ہذا لا صحبۃ
لہا و انہا لا تکاد تعرف و بذلک
رد ماروی ان اباحنیفۃ روی
عنها ہذا الحدیث الصحیح
اکثر جند اللہ تعالیٰ فی الارض
الجراد لا اکلہ ولا احرمہ
ومنہم سہل بن سعد و
وفاتہ سنۃ ثمان و ثمانین و قیل
بعد ہا۔ ومنہم السائب بن
خلاد بن سوید و وفاتہ سنۃ

دے اور تجھ کو مبتلا کر دے“ اور دوسری
یہ کہ جو چیز تم کو شک میں ڈالے اس کو
چھوڑ کر ایسی چیز اختیار کرو جو شک میں نہ
ڈالے۔ پہلی حدیث کو ترمذی نے دوسرے
طریق سے روایت کیا ہے اور اس کو حسن
کہا اور دوسری صحابہ کی ایک جماعت سے
مروی ہے اور اس کو ائمہ حدیث نے صحیح
کہا۔ اس پر اعتراض کہ ان کا انتقال تراکی
یا پچاسی میں ہوا اس کا جواب ابھی گزر چکا
اور انہی میں معقل بن یسار ہیں اور اس پر
یہ اعتراض ہے کہ ان کا انتقال تو حضرت
معاویہؓ کے دور حکومت میں ہوا جبکہ
معاویہؓ کی وفات سنۃ میں ہوئی اور
انہی میں ابوالطفیل عامر بن واثلہ ہیں اور
انکی وفات سنۃ میں بمقام مکہ میں تمام
صحابہؓ سے آخر میں ہوئی اور انہی میں
عائشہ بنت عجر وہیں اور اس پر یہ اعتراض
ہے کہ ذہبی اور شیخ الاسلام ابن حجر
کے کلام سے ثابت ہوتا ہے کہ اس عورت
کو شرف صحابیت حاصل نہیں۔ نیز یہ
ایک غیر معروف عورت ہے یہیں سے یہ

احمدی وتسعين ومنهم السائب
بن يزيد بن سعيد ووفاته سنة
احدى او اثنتين او اربعة و
تسعين،

ومنهم عبد الله بن بسرة
وفاته سنة ست وتسعين
ومنهم محمود بن الربيع
وفاته سنة تسع وتسعين،

ومنهم عبد الله بن جعفر
واعترض بانه مات سنة ثمانين
بارض حمص ومنهم ابوامامة
واعترض بانه مات سنة احدى
وثمانين بارض حمص

بھی معلوم ہوا کہ یہ کہنا غلط ہے کہ ابو حنیفہؒ
نے انہی عالیشان سے یہ حدیث صحیح روایت
کی ہے۔ زمین میں اللہ کا سب سے زائد شکر
ٹڈیوں کا ہے میں نہ تو انہیں کھاتا ہوں اور
نہ ہی حرام کرتا ہوں! انہی میں سہل بن سعد
میں اور ان کی وفات ۱۱۷ھ میں اور ایک
قول کے مطابق اس کے بھی بعد ہوئی اور
انہی میں سائب بن خلاد بن سوید ہیں۔
جن کی وفات ۱۱۷ھ میں ہوئی اور انہی
میں سے سائب بن یزید بن سعید ہیں
جن کی وفات ۹۱ھ یا ۹۲ھ یا ۹۴ھ
میں ہوئی اور انہی میں سے عبد اللہ بن
لسرہ تھے جن کی وفات ۱۱۷ھ میں ہوئی
اور انہی میں سے محمود بن ربیع تھے جنکی
وفات ۱۱۷ھ میں ہوئی اور انہی میں سے

عبد اللہ بن جعفر تھے لیکن اس پر یہ اعتراض ہے کہ ان کی وفات ۱۱۷ھ میں سرزمین
حمص میں ہوئی اور انہی سے ابوامامہ تھے۔ لیکن اس پر یہ اعتراض ہے کہ انکی وفات
۱۱۷ھ میں سرزمین حمص میں ہوئی۔

”تنبیہ“

قال بعض متأخري الحديثين
 ممن صنف في مناقب الالهام
 ابی حنیفۃ کتابا حافلًا ما
 حاصلہ جزم خلائی من أئمة
 الحدیث بانہ لم یسمع من احد
 من الصحابة شیئا واحتجوا
 بأشیاء منها ان أئمة اصحابہ
 الذکاب رکابی یوسف ومحمد و
 ابن المبارک وعبد الرزاق و
 غیرہم لم یقلوا عنه شیئا
 من ذلک ولو کان لنقلوا فانہ
 مما یتنافس فیہ المحدثون
 ویعظم افتخارہم بہ فان کل
 سند فیہ انہ سمع من صحابی لا
 یخلوا من کذاب وبأشیاء اخر
 قالوا واما رؤیتہ لانس وادراکہ
 لجماعة من الصحابة بالسن
 فصیح جان لا شک فیہما وما

تنبیہ

متاخرین محدثین میں سے بعض نے ایک
 جامع کتاب ابو حنیفہؒ کے فضائل میں تصنیف
 کی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ امر یقینی ہے
 کہ ابو حنیفہؒ نے کسی صحابی سے حدیث نہیں
 سنی اور اس پر چند چیزوں کے استدلال
 کیا ان میں سے ایک چیز تو یہ ہے کہ اصحاب
 ابو حنیفہؒ میں سے ابو یوسف، محمد، ابن
 مبارک اور عبد الرزاق جیسے ائمہ نے
 امام صاحبؒ اس قسم کی کوئی چیز نقل
 نہیں کی اور اگر اس قسم کی کوئی چیز
 ہوتی تو یہ حضرات اس کو ضرور نقل
 کرتے پھر یہ چیز محدثین کے لئے باعث
 رغبت و افتخار ہے۔ کیونکہ ہر ایسی سند
 جس میں یہ بات مذکور ہو کہ اس راوی
 نے صحابی سے سنا کہ ایسے خالی نہیں ہوتی
 اور اسی طرح دوسری خرابیوں سے بھی
 پاک نہیں ہوتی۔ علمائے فرمایا ابو حنیفہؒ
 کا حضرت انسؓ کی زیارت کرنا اور صحابہ

وقع لعینی انه اثبت سماعه
 من الصحابة ردة عليه صاحبہ
 الشيخ الحافظ قاسم الحنفی و
 الظاهر ان سبب عدم سماعه
 ممن ادركه من الصحابة انه
 اول امره اشتغل بالادكتساب
 حتى ارشده الشعبي لہارای
 من باہر نجابتہ الی الاشتغال
 بالعلم ولا یسع من لہ ادنے
 المام بعلم الحديث ان یذکر
 خلاف ما ذکرہ انتہی“
 حاصل کلام ذلك المحدث
 وقاعدة المحدثین ان راوی
 الاتصال مقدم علی راوی
 الارسال والافقطاع لان معہ
 زیادة علم توید ما قالہ لعینی
 فاحفظ ذلك فانہ مهم

کی ایک جماعت کو پانایہ دونوں باتیں
 صحیح ہیں اور شک و شبہ سے بالاتر ہیں
 اور عینی نے ابو حنیفہ کا صحابہ سے سماع
 جو ثابت کیا ہے اس کو انہی کے ساتھ
 شیخ حافظ قاسم حنفی نے رد کیا ہے۔
 ابو حنیفہ نے جن صحابہ کو پایا ان سے
 حدیث نہ سننے کا ظاہری سبب یہ
 معلوم ہوتا ہے کہ آپ ابتدائی دور
 میں کسب و نیا میں مشغول رہے بعد
 میں شعبی نے جب ان کا علم سے شغف
 دیکھا تو انکی رہنمائی کی جس شخص کو فن
 حدیث سے ذرا بھی تعلق ہوگا اس کو
 اس چیز سے مجال انکار نہ ہوگی جو میں نے
 ذکر کی۔ اس محدث کے کلام کا خلاصہ یہاں
 ختم ہو۔ اور محدثین کا یہ قاعدہ کہ
 اتصال کا راوی ارسال و انقطاع کے
 راوی پر مقدم ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کا علم
 زائد ہوتا ہے یعنی کے قول کی تائید کرتا
 ہے اسے یاد رکھو کیونکہ یہ سب سے اہم
 چیز ہے۔

ساتویں فصل ابو حنیفہ کے شیوخ کے بیان میں

آپ کے شیوخ بہت زائد ہیں ان کی تفصیل اس مختصر رسالہ میں نہیں آسکتی امام ابو حفص کبیر نے ان میں سے چار ہزار شیخ ذکر کئے ہیں۔

اور بعض نے کہا کہ چار ہزار شیوخ تو تابعین سے تھے۔ اب آپ خود سوچئے کہ ان کے سوا اور کتنے ہوں گے ان میں سے یث بن سعد ہیں اور امام دارالجمہ انس بن مالک جیسا کہ دارقطنی اور ایک جماعت نے جس کے آخر میں ابو محمد عینی ہیں ذکر کیا بلکہ بعض علماء کا بیان ہے کہ انھوں نے مسند ابو حنیفہ میں دیکھا کہ وہ مالک سے حدیث روایت کرتے ہیں اور یہ دونوں امام ابو حنیفہ کے خوش چینیوں میں ہیں بعض مترجمین نے ان کے مشائخ کی تعداد بھی بیان کی جس کا ذکر طوالت سے خالی نہ ہوگا اس لئے میں نے اس کو حذف کر دیا۔

”الفصل السابع فی ذکر شیوخہ“

ہم کثیروں لا یسع هذا المختصر ذکر ہم وقد ذکر منهم الامام ابو حفص الکبیر اربعة الاف شیخ وقال غیرہ اربعة الاف شیخ من التابعین فما بالک بغیر ہم منهم الیث بن سعد وکذا مالک بن انس امام دارالہجرة علی ما ذکرہ الدارقطنی وجمعا اخرہم ابو محمد العینی بل قال بعضہم انه رای فی مسند الامام ابی حنیفۃ التحدیث عن مالک وھذا ان امامان من جملة الراخذین عنہ وعدد بعض المتوجمین مشائخہ بما یطول ذکرہ فلذا حذفہ

آٹھویں فصل آپ سے علم حدیث
اور فقہ حاصل کرنے والوں
کے بیان میں

”الفصل الثامن
فی ذکر الٰخذین
عند الحدیث والفقہ“

کہا جاتا ہے کہ ان حضرات کا شمار نامک
ہے اس لئے بعض ائمہ کا قول ہے کہ
مشاہیر ائمہ اسلام میں کسی کے اتنے
اصحاب اور شاگرد نہ ہوئے جتنے کہ ابو حنیفہ
کے اور علماء و عوام کو کسی سے اس قدر
فیض نہ پہنچا جتنا کہ ابو حنیفہ اور ان کے
اصحاب کے مشتبہ احادیث کی تفاسیر
مسائل مستخرجہ جدید پیش آمدہ مسائل
قضاء اور احکام میں خدا ان حضرات
کو جزائے خیر دے بعض متاخرین
محدثین نے ابو حنیفہ کے تذکرہ میں ان
کے شاگردوں کی تعداد تقریباً آٹھ سو
لکھی ہے۔ مع ان کے ناموں اور انساب
کے بخلاف طوالت ہم اسے حذف
کرتے ہیں۔

قیل استیعابہ متعذرا
یہ کن ضبطہ ومن ثمة قال
بعض الائمة لمریظہم لاحد
من ائمة الاسلام المشہورین
مثل ما ظہر لابی حنیفۃ من
الاصحاب والتلامیذ ولہم
ینتفع العلماء و جمیع الناس بمثل
ما انتفعوا بہ وباصحابہ فی تفسیر
الاحادیث المشتبہ والمسائل
المستنبطۃ والنوازل والقضاء
والاحکام جزاہم اللہ خیرا
وقد ذکر منہم بعض متاخری
المحدثین فی ترجمۃ نحو الثمان مائۃ
مع ضبط اسماءہم ونسبہم
بما یطول ذکرہ

نویں فصل آپ کے ابتدائی حال
اور علم سے شغف پیدا ہونے
کے بیان میں

یہ پہلے بیان ہو چکا کہ صحیح قول کے
مطابق آپ کو نہ میں پیدا ہوئے اور وہیں
پلے بڑھے اور یہ کہ بچپن میں آپ کو کوئی شخص
ایسا نہ مل سکا جو آپ کو آپ کے زمانے میں
صحابہ سے علم حاصل کرنے کی رہنمائی کرتا
لہذا آپ نے نجابت کا کاروبار شروع کر دیا
حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے امام شعبی کو
مقرر کر دیا جنہوں نے آپ کو علم کے حاصل
کرنے اور علماء کی صحبت اختیار کرنے پر
براہِ گنجتہ کیا آپ میں ہوشمندی اور نجابت
کے آثار ظاہر تھے ابو حنیفہ کے دل پر آپ
کی بات اثر کر گئی چنانچہ بازار چھوڑ کر علم
کے حاصل کرنے میں مشغول ہو گئے آپ نے
علم کلام کا گہرا مطالعہ کر کے اس میں
کمال حاصل کیا چنانچہ ایک زمانے
تک آپ مسلسل اس علم کے ذریعہ بحث و
مناظرہ میں مشغول رہے حتیٰ کہ بصرہ میں

الفصل التاسع
فی مبداء امره ونشأته
وسبب اشتغاله بالعلم

سبق ان الصحیح وولد
بالکوفۃ ونشأ بہادانہ لم یجد
فی حال صغره من یزیدۃ الی
الخذ عن ادرکہ من الصحابة
فاشتغل بالبیع والشرای ان
قبض اللہ له الامام الشعبی
فایقظہ الی النظر فی العلم و
مجالسۃ العلماء لہا رای فیہ
من الیقظۃ والنجابتۃ فوقع
فی قلبہ قولہ فتوت السوق واخذ
فی العلم فنظر فی علم الکلام
وبلغ فیہ مبلغا یشار الیہ فیہ
بالاصابع واعطی فیہ جدر وفضی
علیہ زمن بہ یجاصم وعمنہ
یناضل حتی دخل البصرۃ لان

اکثر الفرق کان بھائیمنار
 عشرین مرتۃ یقیم فی بعض المرات
 ستۃ او اکثر نیازع اولئک الفرق
 لانه کان یعد الکلام ارفع
 العلوم وافضلها لکونہ فی اصول
 الدین ثم الھمان الصحابة
 والتابعین لھم یمکونوا کذلک مع
 الھم علیہ اقد روبہ اعرف
 بل نہوا عنہ اشد النھی ولھم یحیو
 ضوا الا فی الشرائع وابواب الفقه
 وتعلیم الناس فکولہ طرائق الجدل
 واکذلک عندہ ان کان یجلس
 باالقرب من حلقة حماد فنجاءتہ
 امرأۃ فالتت عن رجل یرید
 ان یطلق امرأۃ للسنة کیف
 یقول فلم یجد جوابا فامرھا ان
 تسئل حماد اثم تعلیمہ بمجوابہ
 فتروک الکلام وجلس
 فی حلقة حماد فکان یحفظ جمیع
 ما یقولہ ویخطی فیہ اصحابہ فا
 جلسہ یحذ ائمہ فی صدر الحلقة

وارد ہوئے کیونکہ اسلام کے اکثر فرقے یہاں
 آباد تھے۔ آپ بصرہ میں بیس سال سے زائد مرتبہ
 داخل ہوئے کبھی کبھی تو آپ یہاں ایک
 ایک سال سے زائد قیام فرماتے تھے
 کیونکہ آپ کے نزدیک علم کلام تمام علوم
 میں افضل تھا۔ کیونکہ یہ دین کے اصول
 سے بے پھر انہیں الہام ہوا کہ صحابہ اور
 تابعین ایسا کرتے تھے۔ حالانکہ وہ اس
 علم کو نسبتاً زائد آسانی سے استعمال کر
 سکتے تھے اور وہ اس کو زائد جاننے والے
 تھے بلکہ اس کے برعکس اس کی سختی سے
 ممانعت کی۔ بلکہ صحابہ کا مشغلہ علم شرائع
 حاصل کرنا اور ابواب فقہ حاصل کرنا اور
 لوگوں کو تعلیم دینا تھا چنانچہ آپ نے
 مناظرہ کے طریقہ کو ناپسندیدہ قرار دیا آپ
 کے اس خیال کو مزید تقویت یوں ہوئی
 کہ آپ حماد کے حلقہ درس کے قریب بیٹھتے
 تھے کہ آپ کے پاس ایک عورت آئی اور اس
 نے ایک ایسے شخص کے بارے میں سوال
 کیا جو اپنی عورت کو طلاق سنت دینا چاہتا
 تھا تو کس طرح دے تو آپ کو اس کا جواب

عشر سنين فازعته نفسه
 ان ينفرد عنه ويستقل بحلقة
 لنفسه فجلس اليه ليلة عزمه على
 فعل ذلك في صبيحتها فجاءه
 حينئذ نعي قريب له لا وارث
 له غيره فاجتاح للسفر لاخذ
 ماله فاستقلت في حلقة وغاب
 شهرين ثم قدم وقد سئل عن
 ستين مسألة لم يكن معها
 منه فلجاب فيها ثم عرضها عليه
 فوافقه في اربعين وخالفه في
 عشرين فالي على نفسه ان لا
 يفارق حتى يموت واخرج الخطيب
 وغيره عنه انه لما اراد الاشتغال
 بالعلم تصور غايات العلوم
 وان غاية الكلام قليلة وصلحه
 اذا كمل واجتمه اليه لا يقدر
 يتكلم جها راويري بكل
 سوء، وغاية علم ادب والنحو
 والقراءة المجلس الى الاحداث
 لتعليمهم اياها

نہایا تو آپ نے اس کو حکم دیا کہ حماد سے
 پوچھ کر آؤ اور پھر مجھ کو اطلاع دو عورت
 بھول گئی۔ چنانچہ آپ نے علم کلام چھوڑ دیا
 اور حماد کے حلقہ درس میں شریک ہو گئے
 آپ حماد کے تمام اقوال کو یاد کر لیتے تھے
 اور اپنے ساتھوں کی غلطیاں نکالتے
 تھے۔ چنانچہ حماد نے آپ کو حلقہ کے درمیان
 اپنے سامنے بٹھالیا اور دس سال تک
 یہ سلسلہ جاری رہا پھر آپ کے خیال میں
 آیا کہ اپنا حلقہ درس علیحدہ قائم کریں۔
 جس دن آپ نے حلقہ قائم کرنے کا ارادہ کیا
 اسکی رات کو آپ حماد کے پاس بیٹھے تھے
 کہ اچانک ان کو اطلاع ملی کہ ان کے
 قریبی رشتہ دار کا انتقال ہو گیا ہے اور
 آپ کے سوا اس کا کوئی وارث نہیں چنانچہ حماد
 تو اپنا مال لینے کے لئے سفر پر روانہ ہوئے
 اور ابو حنیفہ کو اپنا حلیفہ بنا دیا۔ حماد دو
 ماہ کے بعد آئے اس اثنا میں ابو حنیفہ کے
 ساٹھ ایسے مسائل دریافت کئے گئے جو
 آپ نے حماد سے نہ سنے تھے لیکن از خود ان کا
 جواب دیا اور حماد کو دکھایا۔ حماد نے چالیس

وغایتہ الشعر الممدوح، والهجو
والکذب، والحديث یحتاج
الی العمر الطویل ولعل صاحبه
یرقی بالکذب وسرع الحفظ
فیصیر ذلك وصمة فیہ الی
یوم القیامة قال ثم فکرت فی
الفقه فکلما قلبت وادرت
لمیزد الاحلاوة ولم اجد فیہ
عیبا ورایت امرا لا یتقیر
طلب الدنیا والاخرة الا بسرع
فاشتغلت به

”تنبیہ“

احذر ان تتوهم من ذلك
ان ابا حنیفة لم یکن له خیرة
قائمة بغير الفقه حاشا لله
کان فی العلوم الشرعیة من
التفسیر والحديث والآلة
من العلوم الادبیة والمقالیس
الحکمیة مجرالا یجاری واما ما
لا یماری وقول بعض اعدائہ
فیہ خلاف ذلك منشؤه الحسد

میں موافقت کی اور میں میں مخالفت کی
اس دن سے آپ نے قسم کھائی کہ تا مرگ ان کا
ساتھ نہ چھوڑیں گے خطیب وغیرہ نے
ابو حنیفہ سے روایت کی کہ جب آپ نے علم
میں مشغول ہونے کا ارادہ تو علوم کے فوائد
پر غور کیا تو معلوم ہوا کہ علم کلام کا فائدہ کم
ہے اور جب کبھی علم کلام جلنے والے کی
ضرورت پڑتی ہے تو وہ کلم کلام بھی
نہیں کر سکتا اور اس کی طرف ہر بُرائی منسوب
کی جاتی ہے۔ اور علم ادب نحو اور قرأت کی
غایت یہ ہے کہ بچوں میں بیٹھ کر ان کو تعلیم
دی جائے۔ اور شعر کی غایت کسی کی تعریف
اور کسی کی بُرائی اور جھوٹ بولنا ہے اور علم
حدیث والے کو لمبی عمر چاہئے اور شاید کہ
اس کو جھوٹ اور حافظہ کی خرابی کی طرف
منسوب کیا جائے تو یہ قیامت تک اس
میں عیب ہو جائے گا۔ پھر میں نے فقہ میں
غور کی تو اس میں جتنی غور کی اتنی ہی مٹھاس
پائی اور اس میں کوئی عیب نہ پایا اور دنیا
و آخرت کے کسی کام کو اس کے بغیر درست
نہ پایا چنانچہ میں اس میں مشغول ہو گیا۔

تنبیہ

یہ خیال نہ ہونا چاہیے کہ اس سے تو معلوم ہوا کہ ابو حنیفہ کو فقہ کے علاوہ دیگر علوم پر اطلاع تام حاصل نہ تھی۔ حاشا للہ آپ علوم شرعیہ، تفسیر، حدیث، اور علوم ادبیہ و حکمیہ میں سمندرِ ناپید آگیا کرتے اور ان میں سے ہر فن کے امام تھے اور بعض دشمنوں کا انکے بارے میں اس کے خلاف کہنا حسد کی وجہ سے ہے اور اسکی وجہ محض ہم عصروں پر تفوق حاصل کرنا اور ان پر کذب بہتان باندھنا ہے لیکن خدا چاہتا ہے کہ اس کا نور پورا ہو اور اس قول کی تکذیب اس چیز سے ہوتی ہے کہ آپ کے کچھ نقیبی مسائل ہیں اگر کوئی غور کرے تو اسے معلوم ہوگا کہ آپ کو اس علم پر حیرت انگیز کمال حاصل تھا آپ کی ایک فصیح و بلیغ نظم ہے جس سے انکے ہم عصر عاجز ہیں اس کی تالیف زرخشری وغیرہ نے کی ہے جس کا ذکر آئے گا اور بہ روایت صحیحہ اس کے بارے میں معلوم ہے کہ وہ رمضان میں ساٹھ قرآنِ خم کرتے تھے اور وہ ایک رکعت میں

وحجۃ الترفع علی القرآن و
رمیہم بالزور والبعثان ویا بی
اللہ الا ان یتم نودہ و ممایکذب
ذلک ان لہ مسائل فقیہۃ نبی
اقوالہ فیہا علی علم العربیۃ بہا
ان وقف علیہ من تاملہ لقضی
بتمکنہ من ہذا العلم بما یبہر
العقل وان لہ من النظم البلیغ
ما یعجز عنہ کثیر من نظرائہ و
قد انضرد بہا بالتالیف الزمخشری
وغیرہ علی مایاتی و سیاقی انہ ص
عنہ انہ کان یمتحن فی شہر رمضان
ستین ختمۃ وانہ کان یقرأ القرآن
کلہ فی رکعۃ فزعم بعض حاسد
انہ کان لا یحفظ القرآن بہت
منہ وکذب شنیع ، و قال
ابو یوسف ما رایت اعلم بتفسیر
الحدیث من ابی حنیفۃ وکان
ابصر بالحدیث الصحیح منی
وفی جامع الترمذی عنہ ما رایت
اکذب من جابر الجعفی ولا فضل

من عطاء بن ابی رباح وروی البیہقی
 عنہ انہ سئل عن الخذ عن
 سفیان الثوری فقال اکتب عنہ
 فانہ ثقہ ما عدا احادیث ابی
 اسحق عن جابر الجعفی وروی
 الخطیب عن سفیان بن عیینہ
 انہ قال اول من اتعد فی الحدیث
 یا الکوفۃ ابو حنیفۃ قال لہم
 هذا اعلم الناس بحدیث عمرہ
 بن دینار و بہذا یعلم جلالۃ
 مرتبۃ فی الاحادیث ایضا کیف
 دہویستہ امر فی الثوری و
 یجلس "ابن عیینہ"

پورا قرآن ختم کرتے تھے تو بعض حاسدین کا
 یہ کہنا کہ ان کو قرآن یاد نہ تھا بہتان صریح
 اور کذب شیع ہے اور ابو یوسف نے فرمایا
 کہ میں نے ابو حنیفہ سے زائد علم تفسیر کا
 عالم نہیں دیکھا اور وہ حدیث صحیح کو مجھ
 سے زائد جاننے والے تھے جامع ترمذی
 میں ابو حنیفہ سے روایت ہے کہ میں نے
 جابر جعفی سے زائد جھوٹا نہ دیکھا اور عطاء
 بن رباح سے افضل نہ دیکھا اور یہ سبھی
 نے ان سے روایت کی کہ ان سے سفیان
 ثوری سے علم حاصل کرنے کے بارے
 میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ قابل
 اعتماد ہیں ان سے احادیث لکھو سوائے

ان احادیث کے جو جابر جعفی نے ابو اسحاق سے روایت کی ہیں اور خطیب نے سفیان بن
 عیینہ سے روایت کی کہ سب پہلا شخص جس نے مجھ کو حدیث کے لئے کوفہ میں بٹھایا۔
 ابو حنیفہ ہیں جنہوں نے لوگوں سے کہا کہ یہ تمام لوگوں میں سب سے زائد عمر و بن دینار احادیث
 کو جاننے والے ہیں اس سے ابو حنیفہ کی جلالت فی الحدیث معلوم ہوتی ہے اور کیوں نہ
 ہو جبکہ سفیان ثوری کے بارے میں ان سے مشورہ لیا جائے اور ابن عیینہ کو وہ کوفہ
 میں بٹھائیں۔

الفصل العاشر

فی ابتدا جلوسہ لافقاء والتدریس

لمامات شیخہ حماد بن سلیمان
وكانت انتھت الیہ ریاستہ
لكوفتہ والناس بہ اغنیاء احتاج
الناس لمن یجلس لهم مجلس
ابنہ واختلف الیہ اصحاب
بہ فلم یجدوا عندہ ما یغنیهم
عن الغالب علیہ النخو والکلام
نجلس موسیٰ بن کثیر فاحتمله
الناس للمقیۃ الکابروان لم یکن
فالتقانی الفقہ فخرج حاجا فاجمع
رایهم علی ابی حنیفۃ فاطاعهم
وقال ما احب ان یموت العلم
فاختلفوا الیہ فوجدوا عندہ من
العلم العزیز فی کل باب وحسن
المواساة وانصبر علیهم ما لم
یمجدوا عند غیرہ فلزموا و
قرکوا غیرہ ثم تخرجوا بہ طبقۃ

دسویں فصل آپ کے فتویٰ اور تدریس کیلئے بیٹھنے کی ابتدا کے بیان میں

جب آپ کے شیخ حماد بن سلیمان کا انتقال
ہوا تو چونکہ علم میں کونہ کی امارت آپ کے
ہاتھ تھی اور لوگ آپ کے مستفید ہوتے
تھے اس لئے اب فکر ہوئی کہ ان کے بیٹے
کی مجلس جمائی جائے لہذا ان کے باپ کے
مصاحب ان کے پاس آئے لیکن ان کے
پاس ایسا علم نہ تھا جو ان کی سیرانی باعث
ہوتا کیونکہ ان پر خواہ علم کلام کا رنگ
غالب تھا۔ پھر موسیٰ بن کثیر بیٹھے تو لوگوں
نے ان کو قبول کیا کیونکہ وہ بڑے بڑے
مشائخ سے مل چکے تھے۔ اگرچہ فقہ میں وہ ماہر
نہ تھے۔ ورجح کے لئے روانہ ہوئے ادھر
لوگ ابو حنیفہ پر متفق ہو گئے آپ نے ان کی یہ
پیش کش قبول کر لی اور فرمایا کہ میں پسند
نہیں کرتا کہ علم مجھے چنانچہ لوگ آپ کے
پاس آنے جانے لگے اور انھوں نے آپ کے
پاس ہر فن کا کثیر علم پایا نیز ہمدردی اور

بعد طبقۃ

حتى صاروا ائمة في العلم
والدين ومن الطبقة الثانية
ابو يوسف وزفر و آخرون ثم
لحميزول امرا يزداد علوا و يكثر
اصحابه حتى صارت حلقة
اعظم حلقة في المسجد و
انصرفت وجوه الناس اليه و
اكرموا الا مرأ و ذكره الخلفاء
و حمدوا الكل و عمل اشياء
اعجزت غيره و مع ذلك كثر
حساده و معاديه لان ذلك
سنة الله في خلقه و لن تجد
لسنة الله تبديلا و مما زاد
في اقباله على القاء و التدريس
بعد انقباضه عنهما انه راى
كانه ينبش قبر النبي صلى الله
عليه و سلم و جمع عظامه
فوضعها على صدره بعد ان
استخرجها و في رواية انه لما
استخرجها صار يولف بعضها

غم خواری کے ایسے اوصاف پائے جو دوسروں
میں نہ ملے چنانچہ لوگ سب کو چھوڑ کر آپ
کے حلقہ بگوش ہوئے اور آپ کے کسب علم
کیا جی کہ وہ علم اور دین کے امام ہو گئے
دوسرے طبقہ میں ابو یوسف اور زفر وغیرہ
ہیں پھر آپ کی شان دن بدن بڑھتی رہی
اور اصحاب زائد ہوتے رہے حتیٰ کہ آپ کا
حلقہ مسجد میں سب بڑا حلقہ ہو گیا بڑے
بڑے شرفاء اور امراء آپ کی خدمت میں
حاضر ہوئے اور خلفا آپ کی تعریف میں
رطب لسان ہوئے اور ہر شخص آپ کا
مداح ہوا اپنے ایسے کارنامے انجام دیئے
جن سے دوسرے لوگ عاجز رہے لیکن اس
کے باوجود آپ کے دشمن بھی بہت لوگ ہوئے
اور یہ الشک سنت ہے اسکی مخلوق میں
اور الشک سنت میں تم کبھی تبدیلی نہ
پاؤ گے۔ آپ فتویٰ اور تدریس سے رک
گئے تھے لیکن ایک روز آپ نے دیکھا کہ
آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف
کھول کر آپ کی ہڈیوں کو اپنے سینے پر
رکھ رہے ہیں اور ایک روایت میں ہے

علی بعض فافزع ذلك فزعاً
 شديداً اقلقه الى ان عادة اخوانه
 فارسل الى ابن سيرين فاولها
 بان صاحبها يفتّم للناس من
 سنن النبي صلى الله عليه وسلم
 وتاويلها ما لم يسبقه احد اليه
 فعند ذلك انبسط في المسائل
 واتي فيها بما يبهر العقل
 وفي رواية ان بعض اصحابه
 لهما راه متوجعا ولم يری به
 مرضا سالا عن حاله فاخبره
 برؤیاه فقال هنا صاحب لابی
 سيرین تدعوه لك فقال لا انا
 اتیه فاناة فقصها عليه فقال ان
 كان ما تقول حقا لتعلمن في اقامة
 السنة علماء لم يسبقك اليه احد
 ولتدخلن في العلم مدخلا
 بعيدا وهذا لا ينال في ما قبله
 لانه لا مانع انه قصت علي
 ابن سيرين وعلي تلمیذه
 فتوافقا على ما ذكره والله اعلم

کہ بعض کو بعض سے جوڑ رہے ہیں یہ حال
 دیکھ کر آپ پر سخت گھبراہٹ طاری ہوئی
 حتیٰ کہ آپ کے دوست آپ کی عیادت
 کو آئے۔ آپ نے اپنا خواب ابن سیرین کی
 طرف بھجوا دیا۔ آپ نے اس کی یہ تاویل
 بتائی کہ اس خواب کا دیکھنے والا حضور
 اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں سے
 اور ان کی تاویل سے وہ پردے
 اٹھائے گا جن کی طرف کسی کا ذہن منتقل
 نہیں ہوا۔ اس واقعہ کے بعد آپ پر
 کیفیت انبساط طاری ہوئی اور ایسے
 مسائل بیان کئے جن سے عقل حیران ہوئی
 ایک اور روایت میں ہے کہ آپ کے
 کسی شاگرد نے آپ کو بلامرض کے دردمند
 دیکھا تو حال دریافت کیا تو آپ نے اپنا
 خواب بیان کیا تو اس شاگرد نے کہا کہ یہاں
 ابن سیرین کے ایک شاگرد ہیں ہم ان کو
 آپ کے لئے بلائے دیتے ہیں تو آپ نے فرمایا
 نہیں بلکہ میں خود ان کے پاس جاتا ہوں
 چنانچہ آپ خود ان کے پاس تشریف
 لے گئے اور اپنا خواب بیان کیا تو ان

کہا کہ اگر آپ کی بات صحیح ہے تو آپ سنت کی ترویج میں ایسا علم حاصل کریں گے جس کی نظر کہیں نہ ملے گی اور آپ علم میں خوب اچھی طرح داخل ہوں گے۔ یہ واقعہ پچھلے واقعہ سے کچھ زیادہ مخالف نہیں کیونکہ اس میں کیا تعارض ہے کہ وہ خواب ابن سیرین اور ان کے شاگردوں پر بیان کیا گیا ہو اور دونوں نے ایک ہی جیسا جواب دیا ہو۔ واللہ اعلم۔

گیارھویں فصل ان کے مذہب کی بنیاد کے بیان میں

یہ خوب اچھی طرح جان لینا چاہیے کہ علما نے ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کے بارے میں جو کہا ہے کہ وہ اصحاب ائمہ تھے اس سے ان کی مراد انکی نہ تو ہیں ہے اور نہ ہی یہ کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب کے اقوال پر اپنی رائے کو مقدم کرتے ہیں کیونکہ وہ اس سے بری ہیں۔

اس لئے کہ ابو حنیفہ سے متعدد طریق سے معلوم ہوتا ہے کہ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ سب پہلے قرآن سے اخذ کرتے ہیں اور اگر قرآن میں نہ پاتے تو سنت کا

”الفصل الحادی عشر فیما بنی علیہ مذہبہ“

اعلم انه يتعين عليك ان لا تفهم من اقوال العلماء عن ابی حنیفہ واصحابہ انهم اصحاب الراى ان مرادهم بذلت تنقيصهم ولا نسبتهم الى انهم يقدمون رايهم على سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا على قول اصحابه لانهم يراءون ذلك

فقد جاء عن ابی حنیفہ من طرق كثيرة ما ملخصه انما اول ما يخذ من القرآن فان

طرف رجوع کرتے در نہ قول صحابہ کی طرف اور اگر ان میں بھی اختلاف پاتے تو جس کے قول کو قرآن و سنت کے زائد مطابق پاتے اسے قبول فرماتے اور ان کے قول سے پہلو تہی نہ فرماتے اور کسی صحابی کا قول نہ پاتے تو کسی تابعی کے قول کو نہ لیتے بلکہ خود اجتہاد فرماتے جیسے کہ انہوں نے اجتہاد کیا اور فضیل بن عیاض نے کہا کہ اگر مسئلہ میں کوئی حدیث صحیح ہوتی تو اس کی اتباع کرتے اور اگر صحابہ اور تابعین کا قول ہوتا تب بھی یہی کرتے اور اگر ایسا نہ ہوتا تو قیاس فرماتے اور بہترین قیاس کرتے۔

اور ابن مبارک نے ابو حنیفہ سے روایت کی کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہو تو میرے سر آنکھوں پر ہے اور اگر صحابہ سے ہو تو ہم اسے پسند کریں گے اور اس سے عدول نہ کریں گے اور جب تابعین سے کوئی قول منقول ہوگا تو ہم اس کا مقابلہ کریں گے۔ امام ابو حنیفہ سے منقول ہے کہ لوگوں پر تعجب ہے

لم یجد فیما السنة فان لم یجد فبقول الصحابة فان اختلفوا اخذ بما كان اقرب الى القرآن او السنة من اقوالهم ولم یخرج عنهم فان لم یجد لاحد منهم قولاً لم یخذ بقول احد من التابعین بس یجتهد كما اجتهدوا وقال الفضیل بن عیاض ان كان فی المسئلة حدیث صحیح تبعه وان كان عن الصحابة او التابعین فكذلك والاقاس فاحسن القیاس

وقال ابن المبارک روايت عنه اذا جاء الحدیث عن رسول الله صلی الله علیه وسلم فعلى الناس والعین

واذا جاء عن الصحابة اختلفنا ولم نخرج عن اقوالهم واذا جاء عن التابعین نراحمناهم

وعنه ايضا عجبا للناس
يقولون افنى بالراى مما افنى
الابا لا ترو عنه ايضا ليس احد
ان يقول برأيه مع كتاب
الله تعالى ولا مع سنة رسول
الله صلى الله عليه وسلم ولا
مع ما اجمع عليه اصحابه
واما ما اختلفوا فيه فنتخير
من اقاويلهم اقرب الى كتاب
الله تعالى والى السنة ونجتهد
وما جاوز ذلك فالاجتهاد
بالراى لمن عرف الاختلاف
وقاس وعلى هذا كانوا وعن
المزنى سمعت الشافعى يقول
الناس عيال على ابى حنيفة فى
القياس انتهى ولداقة قياسنا
مذ هب كان المزنى يكثر
من النظر فى كلامهم حتى حمل
ذلك ابن اخيه الامام الطحاوى
على انراستقل من مذ هب
الشافعى الى مذ هب ابى حنيفة

کہ وہ کہتے ہیں کہ میں رائے سے فتویٰ دیتا ہوں
حالانکہ میں تو حدیث ہی سے فتویٰ دیتا ہوں
اور آپ ہی سے منقول ہے کہ کسی شخص کو حق
حاصل نہیں کہ اللہ کی کتاب اور اس کے
رسول کی سنت اور صحابہ کے اجماع کے
ہوتے ہوئے اپنی رائے دے۔ ہاں جس مسئلہ
میں صحابہ کا اختلاف ہو گا تو ہم اس میں سے
وہ قول اختیار کریں گے جو اللہ کی کتاب سے
زائد قریب ہو گا۔ اور جو اس سے متجاوز ہو گا
اس میں اجتہاد کیا جائے گا اپنی عقل سے
اور یہ اس شخص کیلئے ہے جو اختلاف کو جانتے
والا ہو اور قیاس کرے اور اس پر فقہا عیال
رہے۔ مزنی سے مروی ہے کہ امام شافعی فرمایا
تھے کہ قیاس کے معاملہ میں لوگ ابو حنیفہ
کے محتاج ہیں اور ان کے مذہب کے قیاسات
کی تاریکی کی بنا پر مزنی بکثرت ان کے کلام میں
غور و فکر کرتے تھے حتیٰ کہ ان کے بھانجے
طحاوی اس وجہ سے شافعی کے مذہب سے
منتقل ہو کر حنفی مذہب کے پیروں بن گئے
ہیں، جیسے کہ خود طحاوی نے اسکی تصریح کر دی
حسن بن صالح سے مروی ہے کہ ابو حنیفہ

کما صرح بذلك الطحاوی
بنفسه

وعن الحسن بن صالح ان
ابا حنیفة کان شدید الفحص
عن الناس والمنسوخ عارفاً
بحدیث اهل الكوفة شدید
الاتباع لما کان الناس علیه حافظاً
لما وصل الی اهل بلدة وسمعه
رجل یقال یس آخر فی مسئلة فضا
دعوا هذه المقالة من ذل
من قاس ابلیس ف قبل علیه
ابو حنیفة فقال یا هذا وضعت
الکلام فی غیر موضع ابلیس رد
بقیاسه علی الله تعالی امره کما
اخبیر تعالی عنه فی کتابه فکفر
بذلك و قیاسنا اتباع الامور
الله تعالی لا تنازعه الی کتابه
وسنة رسوله و اقوال الائمة
من الصحابة والتابعین فخن
تدبر حول الاتباع فكیف
فسادی ابلیس لعنه الله فقال

ناسخ و منسوخ کی بکثرت تلاش کرتے تھے۔
اور اہل کوفہ کی احادیث کو جاننے والے تھے
اور لوگوں کا جس امر پر اتفاق تھا اسکی سختی
سے پیروی کرتے تھے اور وہ احادیث جو انکے
شہر والوں کو پہنچی تھیں ان کے حافظ تھے۔
ایک شخص نے آپ کو دیکھا کہ آپ کسی مسئلے
پر قیاس میں بحث کر رہے تھے تو اس شخص
نے چیخ کر کہا کہ جناب اس قیاس کو چھوڑیے
کیونکہ سب پہلے قیاس کرنے والا ابلیس
تھا۔ تو ابو حنیفہ نے اس شخص سے کہا جانا
آپ نے بات بر محل نہیں کہی۔ ابلیس نے
اپنے قیاس سے اللہ کے حکم کو رد کیا اور
کافر ہوا اور ہمارا قیاس تو امر الہی کی اتباع
کے لئے ہے کیونکہ ہم اس کو اللہ کی کتاب
اور اس کے رسول کی سنت اور ائمہ صحابہ و
ائمہ تابعین کے اقوال سے کسی طرف
لوٹاتے ہیں تم ہم اتباع کے گردا گرد ہی
رہتے ہیں تو ہم ابلیس لعنت اللہ علیہ کے
ہم پلہ کیوں ہونے لگے؟ تو اس شخص نے
کہا کہ مجھ سے غلطی ہوئی اور اب میں توبہ کرتا
ہوں خدا آپ کے دل کو بھی اسی طرح منور کرے

لہ الرجل غلطت وتبت فنور
 اللہ قلبک کما نور قلبی وعنه
 انه کان يقول هذا الذی نحن
 علیه رأی لا یخبر علیہ لحداد ولا
 نقول یجب علی احد قبولہ
 فمن کان عندہ احسن منه
 قلباً بہ نقبلہ

وقال ابن حزم جمیع اصحاب
 ابی حنیفۃ مجمعون علی ان
 مذہبہ ان ضعیف الحدیث
 اولی عندہ من القیاس

جس طرح آپؐ میرے دل کو منور کیا۔ البوصیفہ
 سے مروی ہے کہ آپؐ فرماتے تھے کہ جس پر ہم
 ہیں وہ رائے ہے حدیث نہیں ہے ہم اس پر
 کسی کو مجبور نہیں کرتے اور نہ ہی یہ کہتے کہ اس
 پر عمل واجب ہے تو اگر کسی کے پاس اس کے
 بہتر رائے ہو تو لائے ہم اس کو قبول کرنے
 کو تیار ہیں ابن حزم نے کہا کہ البوصیفہ
 کے تمام اصحاب کو اس پر اتفاق ہے کہ
 ضعیف حدیث ان کے نزدیک قیاس سے
 بہتر ہے۔

بارھویں فصل ان صفات کے
 بیان میں جن سے آپؐ دوسروں
 سے ممتاز ہیں

الفصل لثانی عشر
 فی الصفات الّتی تمیز
 بہا علی من بعدہ

اس قسم کی صفات بہت ہیں ان میں سے
 ایک تو یہ کہ آپؐ صحابہ کی ایک جماعت کو
 دیکھا جیسا کہ پہلے گزرا اور متقدموں سے
 حضور اکرمؐ سے مروی ہے کہ آپؐ نے فرمایا

وہی کثیرۃ، منها انہ رای
 جماعۃ من الصحابۃ کما
 مرود قد صم من طرق انہ صلی
 اللہ علیہ وسلم قال طوبی لمن رأی

ولمن رأى من رائي ولمن رأى
من رأى من رأى

ومنها انه ولد في قرية صلي
الله عليه وسلم الذي صح عنه من
طرق كثيرة انه قال خير الناس
قرني ثم الذين يليونهم ثم الذين
يليونهم وفي رواية مسلم خير الناس
القرن الذي انا فيه ثم الثاني ثم
الثالث ومنها انه اجتهد و
افتي في زمن التابعين بل لما حج
الاعمش ارسل اليه ليكتب له
المناسك وكان يقول اكتبوا
المناسك عنه فاني لا اعلم احد
اعلم بفرنها وفعلها منه فانظر
هذا الشهادة له من مثل الا
عمش

ومنها رواية اكا بر شيوخ
وغيرهم عنه كعمرو بن دينار و
دخل على الخليفة المنصور فقال
له عيسى بن موسى يا امير المؤمنين
هذا العالم الدنيا اليوم فقال

خوشخبری ہو اس کے لئے جس نے مجھ کو دیکھا اور
اور ان کے لئے جنہوں نے میرے دیکھنے والوں
کو دیکھا اور ان میں سے ایک یہ کہ آپ حضور
کی صدی میں پیدا ہوئے جس کے بارے میں
بروایت صحیحہ ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا بہترین
لوگ میری صدی کے ہیں پھر وہ جوان سے
ملے ہوئے ہوں پھر وہ جوان سے ملے ہوئے
ہوں اور مسلم کی ایک روایت میں ہے بہترین
صدی وہ ہے جس میں میں ہوں پھر دوسری
پھر تیسری اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ آپ نے
تابعین کے عہد میں اجتہاد کیا اور فتویٰ دیا بلکہ
جب اعمش نے حج کا ارادہ کیا تو آپ کو لکھا کہ
حج کے مناسک لکھ دیں اور آپ فرماتے تھے
کہ مناسک ابو حنیفہ سے لکھو کیونکہ میں مناسک
کے فرائض و نوافل ابو حنیفہ سے نادم حائے والا
کسی کو نہیں سمجھتا اب آپ ملاحظہ کیجئے کہ اعمش
جیسے شخص نے آپ کے بارے میں شہادت دی
اور ان میں سے ایک یہ کہ ان کے اکابر و
سیوخ ان سے روایت کرتے ہیں جیسے
عمرو بن دينار آپ خلیفہ منصور کے پاس
آئے تو عیسیٰ بن موسیٰ نے خلیفہ سے کہا کہ

لہ الخلیفۃ عن اخذت العلم
قال عن اصحاب عمر عنه وعن
اصحاب علی عنه وعن اصحاب
ابن مسعود عنه فقال بخ بخ
لقد استوثقت لنفسك
ماشتت

ومنها ما اتفق له من
الاصحاب ما لم يتفق لاحد
بعدہ كما علم مما مرّ وقال رجل
عند وکیع اخطأ ابو حنیفۃ فخرجه
وکیع وقال من يقول هذا کا الانواء
بل هم اضل سبیلہ کیف یخطی
وعندہ اثنتہ الف فقہ کا بی یوسف
ومحمد واثنتہ الحدیث وعددہم
واثنتہ اللغۃ والعربیہ وعددہم
واثنتہ الزهد والورع کا الفقیل
وداؤد الطائی ومن کان اصحابہ
هو لآء لم یکن لیخطئ لآء ما ان
اخطأ ردوہ للحق

ومنها انه اقل من دون
علم الفقہ ورتبہ ابوابا وکتبا علی

اے امیر المؤمنین یہ آج دنیا بھر کا عالم ہے تو
خلیفہ نے آپ کے دریافت کیا کہ آپ کس سے
علم حاصل کیا تو آپ نے فرمایا کہ حضرت عمرؓ سے ان کے
صحابہ کے ذریعہ اور حضرت علیؓ سے ان کے
اصحاب کے ذریعہ اور ابن مسعودؓ سے ان کے
اصحاب کے ذریعہ تو آپ نے فرمایا کہ بہت اچھا
آپ نے جو چاہا وہ اپنے لئے پختگی سے حاصل کر لیا
اور ان میں سے ایک یہ کہ آپ کے اصحاب کا آپ
ایسا اتفاق ہوا جتنا کسی کے لئے نہیں ہوا
جیسا کہ گذشتہ بیان سے معلوم ہوا اور ایک
شخص نے وکیع کے پاس اکر کہا کہ ابو حنیفہ
نے غلطی کی تو وکیع نے اسے جھڑکا اور کہا کہ
جو لوگ یہ کہتے ہیں وہ چوپایوں کی طرح ہیں
بلکہ وہ زیادہ گم کردہ راہیں وہ کیسے غلطی
کر سکتے ہیں حالانکہ ان کے پاس ائمہ فقہ میں
جیسے ابو یوسف اور محمد اور ائمہ حدیث میں
پھر ان کی تعداد گنتی اور ائمہ لغت و عربیت
میں ان کی تعداد گنتی، ائمہ زہد و ورع مثل
فضیل و داؤد الطائی کے ہیں تو جس کے ساتھی
ایسے لوگ ہوں اس سے خطا کیونکر ممکن ہے
پس اگر وہ خطا کرتے تو دوسرے ان کو حق کی

نحوما هو عليه اليوم وتبعه مالت
 في موطنه ومن قبله انما كانوا
 يعتمدون على حفظهم وهو
 اول من وضع كتاب الفرائض و
 كتاب الشروط ومنها انتشار
 مذهبه في اقاليم ليس فيها
 غير الا الهند والسند والروم
 وما وراء النهر

ومنها انفاقه على نفسه وغيره
 من العلماء وغيرهم من كسب
 بده ولم يقبل جائزۃ مع ما تواتر
 من كثرة عبادته وزهده و
 كثرة حجه واعتماده وغيره
 ذلك مما ياتي

ومنها انه مات مظلوما
 محسوسا مسموما كما ياتي

کثرت حج وغیرہ وغیرہ جیسا کہ آئے گا تو اتر سے ثابت ہے۔ اور ان میں سے ایک آپ کی وفات
 بحالت قید و بند نہ ہر خورانی سے ہوئی جس میں آپ مظلوم تھے جیسا کہ آئے گا۔

طرف لوٹا دیتے اور ان میں سے ایک یہ کہ آپ
 سب سے پہلے وہ شخص ہیں جس نے علم فقہ کی تدوین
 کی اور اس کو باب و باب کر کے مدون کیا
 اور اس کی کتاب میں مرتب کیں جیسا کہ آجکل
 موجود ہیں امام مالک نے اپنی موطن میں انکی
 اتباع کی اور آپ سے قبل کے لوگ اپنی
 یادداشت پر اعتماد کرتے تھے آپ سب سے
 پہلے شخص ہیں جس نے کتاب الفرائض اور
 کتاب الشروط وضع کی اور ان میں سے ایک
 یہ آپ کا مذہب ایسے ممالک میں پہنچا جہاں
 تک کہ کسی کا مذہب نہیں پہنچ سکا۔ مثلاً
 ہند، سند اور روم اور ماوراء النہر اور ان
 میں سے ایک یہ کہ وہ اپنے ہاتھ کی کمائی سے
 اپنے اور پر اور اپنے دیگر علماء پر خرچ فرماتے
 تھے اور آپ کے کبھی کوئی انعام قبول نہیں کیا
 علاوہ ان میں آپ کی کثرت عبادت، زہد
 کثرت حج وغیرہ وغیرہ جیسا کہ آئے گا تو اتر سے ثابت ہے۔ اور ان میں سے ایک آپ کی وفات

تیرھویں فصل ائمہ کی تعریف آپ کے حق میں

خطیب نے روایت کی امام شافعیؒ سے کہ مالک رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا کہ آیا آپ ابو حنیفہ کو دیکھا ہے تو انہوں نے فرمایا ہاں میں نے ایسے شخص کو دیکھا اگر وہ تم سے اس ستون کے بارے میں بحث کرے کہ وہ اس کو سونے کا بنا دینگے تو ثابت کر کے رہیں گے۔

اور ایک اور روایت میں ہے کہ امام شافعیؒ نے مالکؒ سے ایک جماعت کے بارے میں دریافت کیا تو جواب دیا کہ میں نے ان جیسا آدمی نہیں دیکھا بخدا اگر وہ ستون کے بارے میں کہیں کہ وہ سونے کا ہے تو اسے ثابت کر دیں گے۔ ابن مبارک نے کہا کہ ابو حنیفہؒ ایک مرتبہ مالکؒ کے پاس آئے تو آپ نے ان کی تعظیم و تکریم کی اور پھر ان کے جانے کے بعد فرمایا کہ یہ ابو حنیفہؒ نعمان ہیں اگر یہ کہیں کہ یہ ستون سونے کا ہے تو واقعی وہ ایسا ہی نکلتے گا۔ آپ کو

الفصل الثالث عشر فی ثناء الائمة علیہ

روى الخطيب عن الشافعي رحمه الله قال قيل لمالك رحمه الله هل رأيت اباحنيفة رحمه الله قال نعم رأيت رجلا لو كلمك في هذه السارية ان يجعلها ذهابا لاقام بحجة ، وفي رواية انه ساله عن جماعة فاجابه عنهم قال فابو حنيفة قال سبحان الله لعمري مثله ما الله لو قال ان الاسطوانة من ذهب لاقام الدليل القياسي على صحة قوله وقال ابن المبارك دخل ابو حنيفة على مالك فرفعه ثم قال بعد خروجه أتدرون من هذا قالوا لا قال هذا ابو حنيفة النعمان لو قال هذا الاسطوانة من ذهب لخرجت كما قال لقد وفق له

الفقه حتی ماعلیہ فیہ کثیرۃ
 مؤنۃ ثم دخل الثوری فاجلس
 دون مجلس ابی حنیفۃ فلما
 خرج ذکر من فقہہ وورعہ
 وقال الشافعی من اراد ان
 یتجر فی الفقه فهو عیال علی ابی
 حنیفۃ انه ممن وفق له الفقه
 هذه رواية حرملة عنه وفي
 رواية الربیع عنه الناس عیال
 فی الفقه علی ابی حنیفۃ ما رایت
 ای علمت احدا الفقه منه لانه
 لم یرد احد الفقه منه
 وجاء عنه ایضا من لم ینظر فی
 کتبہ لم یتجر فی العلم ولا یتفقه
 وقال ابن عیینہ ما رأت عینی
 مثله وعنه من اراد المغازی فا
 المدینة او المناسک فمکتہ
 او الفقه فاکوفة ویلزم اصحاب
 ابی حنیفۃ

وقال ابن المبارک کان افقه
 الناس ما رایت افقه منه وقال

فقه کی توفیق دی گئی ہے یہاں تک کہ
 وہ آپ کے لئے آسان ہو گیا ہے پھر ثوری
 آئے تو آپ نے ان کو ابو حنیفہؒ کے رتبہ سے
 کم رتبہ میں بٹھایا پھر جب وہ چلے گئے تو
 ان کے فقہ اور ورع کا ذکر کیا گیا۔ امام
 شافعیؒ نے فرمایا کہ جو شخص فقہ میں عبور
 حاصل کرنا چاہے وہ ابو حنیفہؒ کا محتاج
 ہے کیونکہ آپ کو فقہ کی توفیق دی گئی ہے
 یہ روایت حرملة نے امام شافعیؒ سے کی
 ہے اور ربیع کی روایت جو آپ کے وہ یہ
 ہے کہ لوگ فقہ میں ابو حنیفہؒ کے محتاج
 ہیں۔ میں نے ابو حنیفہؒ سے زائد فقیہ کسی
 کو نہ دیکھا اور یہ اس لئے فرمایا کہ آپ نے
 ان سے زائد فقیہ کے زمانے کو نہ پایا۔
 امام شافعیؒ سے ہی منقول ہے کہ جس
 نے ابو حنیفہؒ کی کتب میں غور و فکر نہ کیا
 وہ نہ تو علم میں ماہر ہو سکتا ہے اور نہ ہی
 فقیہ بن سکتا ہے۔ ابن عیینہ نے کہا کہ میری
 آنکھ نے ابو حنیفہؒ جیسا نہ دیکھا اور انھیں
 سے مروی ہے کہ جو غزوات کا علم حاصل
 کرنا چاہے وہ مکہ جائے اور جو مناسک کا

كان آية فقيل في الخير والنشر
 فقال اسكت يا هذا يقال غاية
 في الشر آية في الخير، وعنه
 ان احتيج للرأي فرأي مالك
 وسفيان وابي حنيفة وهو
 فقههم واحسنهم وادقهم
 فطنة واغوصهم على الفقه و
 عنه قوله عندنا اذ لم نجد اثرا
 كالاثر عن رسول الله صلى الله
 عليه وسلم وعنه انه كان
 يحدث الناس فقال حدثني
 النعمان ابن ثابت فقيل له
 من تعنى قال ابا حنيفة حم العلم
 فامسك بعضهم عن ان يكتب
 ذلك الاملاء فسكت ابن المبارك
 هنيهة ثم قال ايها الناس
 ما اسوا ربكم واجهلكم
 بالاكثمة وما اقل معرفتكم
 بالعلم واهله ليس احد احق
 ان يقتدى به من ابي حنيفة
 لانه كان اما ما تفتيا ورعا عالما

علم حاصل کرنا چاہے وہ مکہ جائے اور جو
 فقہ کا علم چاہتا ہے تو وہ کوفہ جائے اور
 اصحاب ابو حنیفہ کی صحبت کو اپنے اوپر
 لازم کرے۔ اور ابن مبارک نے کہا کہ ابو
 حنیفہ سب لوگوں سے زائد فقیہ تھے
 میں نے ان سے زائد کسی کو فقیہ نہ دیکھا
 اور وہ ایک نشانی تھے تو کسی شخص نے
 کہا کہ اچھائی میں یا بُرائی میں تو آپ نے فرمایا
 کہ اے شخص خاموش رہ برائی میں غایت
 کہا جاتا ہے اور اچھائی میں آیت کہا جاتا
 ہے اور انھیں سے مروی ہے کہ اگر اے
 کی ضرورت ہو تو مالک اور ابو سفیان اور
 ابو حنیفہ کی رائے لینا چاہئے اور ابو حنیفہ
 ان میں سب سے زائد فقیہ ہیں اور انکی سمجھ
 ان سب میں فقہ میں اچھی ہے باریک اور
 گہری سے اور انہی سے مروی ہے کہ جب
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث
 نہ پائیں تو ابو حنیفہ کا قول مثل حدیث
 کے لینا چاہیے اور انھیں سے مروی ہے
 کہ وہ لوگوں سے اس طرح حدیث بیان
 کرتے تھے کہ جیسے نعمان بن ثابت نے

حدیث بیان کی تو ان سے دریافت کیا گیا کہ اس سے آپ کی مراد کیا ہے؟ تو انھوں نے کہا کہ ابو حنیفہؒ علم کا مغز میں تو کچھ لوگ اس املاء کے لکھنے سے رک گئے تو تو ابن مبارک تھوڑی دیر کے اور فرمایا کہ اے لوگو تم کس قدر بے ادب اور ائمہ سے کس قدر ناواقف ہو ابو حنیفہؒ سے زائد کوئی لائق اقتداء نہیں کیونکہ وہ امام متقی، خدا ترس، عالم، فقیہ تھے علم کو اپنی بصارت سمجھ اور عقل سے ایسا منکشف کیا کہ کسی نے نہیں کیا پھر آپ نے قسم کھائی کہ ایک ماہ تک ان سے حدیث نہیں بیان کریں گے

اور ثوری نے اس شخص سے جو کہ ابو حنیفہؒ کے پاس سے آیا تھا کہا کہ تم روئے زمین کے سب بڑے فقیہ کے پاس سے آئے ہو اور یہ بھی فرمایا کہ جو ابو حنیفہؒ کی مخالفت کرتا ہے اسے ابو حنیفہؒ سے زائد با قدر اور زائد عالم ہونا چاہئے اس صفت کا آدمی ہونا بہت مشکل ہے اور جب دونوں نے حج کیا تو آپ ابو حنیفہؒ کو

فقیہا کشف العلم کشف الم
یکشفہ احد ببصر وفہم وفطنة
وتقی ثم حلف ان لا یحد ثہم
شہراً =

وقال الثوری عن قال لہ
جئت من عند ابی حنیفۃ لقد
جئت من عند افقہ اهل الادب
وقال ایضا ان الذی یخالف
ابا حنیفۃ یحتاج الی ان یکون
اعلیٰ منہ قدرا وافر علما و
بعید ما یوجد ذلک ولما حجا
کان یقدمہ ویبشی خلفہ
ولا یجیب اذا سئل حتی یکون
ابا حنیفۃ هو الذی یمجیب وقیل
لہ وقد رڈی تحت راسہ کتاب
الروہن لابی حنیفۃ تنظر فی کتبہ
فقال وددت انہا کلہا عندی
مجتمعة انظر فیہا ما ابقی فی
شرح العلم غایۃ و لکن لا نصفہ
وقال ابو یوسف رحمہ اللہ
الثوری اکثر متابعا لابی حنیفۃ

منی ووصفہ یوما لا بن المبارک
 فقال انه لیرکب من العلم احد
 من سنان الرمح کان وادما
 شدید الاخذ العلم ذاباعن
 المحارم متبعالاهل بلدة لا
 يستحل ان یأخذ الا ما صح عن
 رسول الله صلی الله علیه وسلم
 شدید المعرفۃ نیا سمی الحدیث
 ومنسوخه وکان یطلب الاحادیث
 الثقات والاخذ من فعل
 رسول الله صلی الله علیه وسلم
 وما ادرك علیه علماء اهل الکوفة
 فی اتباع الحق اخذ به وجعلوا
 دینه وقد شتم علیه قوم فسکتنا
 عنهم بانستغفر الله تعالی
 منه

وقال الا وراعی لادبن المبارک
 من هذا المبتدع الذی خرج بالکوفۃ
 یکنی اباحنیفة فارا لا مسائل
 عویصة من مسائله فلما راها
 منسوبة للنعمان بن ثابت قال

آگے کرتے تھے اور خود انکے پیچھے چلتے تھے اور
 جب دونوں سے کچھ سوال کیا جاتا تو آپ
 جواب دیتے بلکہ ابوحنیفہ ہی جواب دیتے
 تھے آپ کے تکیہ کے نیچے ابوحنیفہ کی کتاب
 الرحمن تھی تو آپ پوچھا گیا کہ آپ ابوحنیفہ
 کی کتاب کا مطالعہ کر رہے ہیں تو آپ نے جواب
 دیا کہ کاش انکی سب کتابیں میرے پاس
 اکٹھی ہوتیں اور انکو میں دیکھتا۔ ابوحنیفہ
 نے علم کی تشریح میں کچھ کشر نہ اٹھا رکھی ہے
 لیکن ہم ان کے ساتھ انصاف نہیں کرتے
 ابو یوسف نے فرمایا ثوری بہ نسبت میری
 ابوحنیفہ کے زائد متبع ہیں ایک دن آپ نے
 ابوحنیفہ کی تعریف ابن مبارک کے سامنے
 کی اور فرمایا کہ وہ علم کی ایسی نوک پر سوار
 ہیں جو نیزے کی نوک سے زائد تر ہے اور
 بخلاف وہ علم کو بہت حاصل کرنے والے محارم
 سے دفع کرنے والے اپنے اہل شہر کے متبع
 تھے انکے نزدیک یہ بات جائز نہ تھی کہ
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح احادیث
 کے سوا کسی حدیث کو قبول کریں آپ کو
 احادیث کے نسخ و منسوخ کا بہت زائد

من هذا قلت شيخاً لقيته بالعراق
قال هذا بنيل من المشائخ
اذهب فاستكثر منه قلت هذا
ابو حنيفة الذي نهيت عنه
ثم لما اجتمع بابي حنيفة بمكة
جأته في تلك المسائل فكشفها
ابو حنيفة له باكثر مما كتبها ابن
المبارك عنه فلما افتراقا قال
الا وزاعي لابن المبارك غطت
الرجل بكثرة علمه ووفور عقله
واستغفر الله تعالى لقد كنت
في غلط ظاهر الزم الرجل فانه
بخلاف ما بلغني عنه

وقال ابن جرير لما بلغه من
علمه وشدة ورعة وصيائمه
لدينه وعلمه احسب سيكون له
في العلم شان عجيب وذكر عنه
يوم ا فقال اسكروا انه لفقيه انه
لفقيه انه لفقيه وقال احمد بن
حنبل في حقه انه من اهل الورع
والزهد واشار الاخرة بمحل

علم تھا۔ آپ معتمد حضرات کی روایات
کے متلاشی تھے اور حضور علی اللہ علیہ وسلم
کے فعل مبارک کو قبول کرتے تھے اور حق کی
اتباع میں اہل کوفہ کا جو عمل دیکھا اس کو
اپنایا اور اس کو اپنا دین بنا لیا اور کچھ
لوگوں نے ان پر طعن و تشنیع کی ہے تو ہم
ان سے خاموشی اختیار کرتے ہیں اور اللہ
سے طلب مغفرت کرتے ہیں۔

اور اسی نے ابن مبارک سے دریافت کیا
کہ یہ بدعتی کون ہے جو کوفہ میں نکلا ہے جسکی
کنیت ابو حنیفہ ہے تو ابن مبارک نے ان کو
ابو حنیفہ کے کچھ مشکل مسائل دکھائے۔
جب ابن مبارک نے ان مسائل کو نعمان
بن ثابت کی طرف منسوب دیکھا تو دریافت
کیا کہ یہ شخص کون ہے؟ تو انھوں نے
جواب دیا کہ یہ ایک شیخ ہیں جن سے میری
ملاقات عراق میں ہوئی تو انھوں نے
کہا کہ یہ ایک بہت ہی جلیل شیخ ہیں تم جاؤ
اور ان سے مزید علم حاصل کرو میں نے
کہا کہ یہی تو ابو حنیفہ ہیں جن سے آپ نے
منع کیا تھا پھر جب اور اسی کی ملاقات

لا یدرکہ احد ولقد ضرب با
السیاط لیلی القضاء للمنصور
فلم یفعل فرحمة الله علیه و
رضوانه وقال یزید بن ہارون
لما سئل عن النظر فی کتبه
انظر وفيها فانی ما رایت احدا
من الفقهاء یکره النظر فی قوله
ولقد احتال الثوری فی کتاب
الرهن لہ حتی نسخہ وقال ایضا
لما قبل لرای مالک احب
البیک من رای ابی حنیفة اکتب
حدیث مالک فانہ کان
ینتقی الرجال والفقہ صناعته
ابی حنیفة وصناعة اصحابه
کانہم خلقوالہ وردی الخطیب
عن بعض أئمة الزهد انه
قال یجب علی اهل الاسلام
ان یدعوا لابی حنیفتی صلوتم
لحفظہ علیہم السنۃ والفقر
وقال الناس فیہ حاسد ویاہل
وہوا حسنها عندی وقال

ابو حنیفہ سے مکہ میں ہوئی تو انہی مسائل
میں آپ بحث کی تو ابو حنیفہ نے ان مسائل
کو اس تشریح سے زائد تشریح سے سمجھایا
جو ابن مبارک نے ان سے سیکھی۔ پھر جب
دونوں جدا ہوئے تو اوزاعی نے ابن مبارک
سے کہا کہ میں اس شخص کے علم کی کثرت اور
دفور عقل پر رشک کرتا ہوں۔ اور میں اللہ
سے مغفرت چاہتا ہوں کہ میں غلطی پر تھا۔
تم انکی صحبت اختیار کرو کیونکہ وہ ان
صفات سے مختلف ہیں جو مجھ سے بیان کی
گئی ہیں۔ اور ابن جریج کو جب آپ کے
شدید ورع اور دینی احتیاط اور علم کا پتہ
چلا تو انھوں نے فرمایا کہ علم میں انکو بہت بڑا
رتبہ ملے گا اور ایک روز انکا تذکرہ ابن جریج
کے سامنے کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ خاموش رہو
بیشک وہ فقیہ ہیں۔ بیشک وہ فقیہ ہیں
بیشک وہ فقیہ ہیں۔ اور احمد بن حنبل نے
انکے بارے میں کہا کہ وہ ورع زہد اور آخرت
کے ایثار میں ایسا مقام رکھتے ہیں جو کوئی
تہیں پاسکتا۔ اور آپ کو کوروں سے مارا
گیا تاکہ منصور کا قاضی بننا قبول کریں

من اراد ان يخرج من ذلك
العلمي والجهل ويجد حلاوة
الفقه فليست في كتبه" وقال
مكي بن ابراهيم كان ابو حنيفة
اعلم اهل زمانه وقال يحيى
ابن سعيد القطان ما سمعنا احدا
من راي ابي حنيفة ومن ثمة
كان يذهب في الفتوى الى قوله
وقال نصر بن شميل كان
الناس ينامون عن الفقه حتى
ايقظهم ابو حنيفة بما فقه
بينه ولخصه وقال مسربكس
فسكون ففتح ابن كدام بكسر
فتخفيف مهملة من جعل ابا
حنيفة بينه وبين الله رجوا
ان لا يخاف ولا يكون فرط
في الاحتياط لنفسه وقيل له
لم تركت راي اصحابه واخذت
برأيه قال لصحة فأتوا باصح
منه لا مرغب عنه اليه وقال
ابن المبارك سمعت مسرعا في

ليكن آپے انکار کر دیا اللہ ان پر اپنی رحمت
اور خوشنودی نازل۔ اور یزید بن ہارون
سے جب ابو حنیفہ کی کتابوں کے مطالعہ کی
بابت دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ ان کی
کتابوں کا مطالعہ کرو کیونکہ میں نے کسی فقہ
کو نہ دیکھا کہ وہ ان کے قول کو برا سمجھتا ہو اور
ثوری نے کسی تدبیر سے کتاب البرہن کو نقل کیا
اور آپ سے جب دریافت کیا گیا کہ آپ مالک کی
راے کو ابو حنیفہ کی بہ نسبت زائد پسند کرتے
ہیں تو انھوں نے جواب دیا کہ میں مالک کی
حدیثیں لکھتا ہوں۔ کیونکہ وہ لوگوں کی تحقیق
کرتے تھے اور فقہ ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کا فن ہے
گویا کہ ان کا مقصد تخلیق ہی یہ تھا اور خطیب نے
بعض نامہ زبد سے روایت کی کہ مسلمانوں پر
واجب ہے کہ وہ اپنی نمازوں میں ابو حنیفہ کے
حق میں دعا کریں کیونکہ انھوں نے مسلمانوں کے
لئے سنت و فقہ کی حفاظت کی اور لوگ ان کے
بانے میں حاسد و جاہل ہیں حالانکہ وہ میرے
نزدیک ان دونوں سے بہتر ہیں اور فرمایا کہ جو
شخص اس اندھے پن اور جہالت کے گڑھے
سے نکلنا چاہے اور فقہ کی مٹھاس چکھے گا

حلقۃ ابی حنیفۃ یسالہ و
 یتفقید منہ وقال ما رایت
 افقہ منہ وقال عیسیٰ بن یونس
 لا تصدقن احد الیسئی القول
 فیہ نافی واللہ ما رایت افضل
 منہ ولا افقہ منہ وقال معمر
 ما رایت رجلا یحسن ان یتکلم
 فی الفقہ ویسعه ان یقیس و
 یشرح الحدیث احسن معرفۃ
 ابی حنیفۃ ؑ

وقال الفضیل کان فقیہا معروفا
 یا الفقہ مشہورا یا الورع واسع
 المال معروفا یا الافضال علی
 کل من یطوف بہ صبرا علی
 تعلیم العلم یا اللیل والنہار
 قلیل الکلام حتی لا یورد مسئلۃ
 فی الحلال والحرام الا علی الحق
 ہاربا من السلطان وقال ابو یوسف
 ان لا دعولہ قبل ابوی وسمعتہ یقول

مستمنی ہے تو ابو حنیفہ کی کتب کا مطالعہ کرے
 اور مکی ابن ابراہیم نے فرمایا کہ ابو حنیفہ اپنے
 زمانے کے سب سے بڑے عالم تھے اور یحییٰ بن سعید
 قطن نے کہا کہ ہم نے ابو حنیفہ کی رائے سے
 بہتر کسی کی نہ سنی اور اسی لئے آپ فتویٰ میں
 ابو حنیفہ کے قول کی طرف رجوع فرماتے تھے
 اور نصر بن شمیم نے فرمایا کہ لوگ فقہہ کی طرف سے
 غافل تھے حتیٰ کہ ابو حنیفہ نے ان کو اپنی تحقیق
 بیان اور خلاصہ سے بیدار کر دیا اور مسعر
 زہیر پھر سکون پھر فتح بن کدام رکنہ اور وال
 غیر مشہور نے فرمایا کہ جس نے اپنے اور خدا کے
 درمیان ابو حنیفہ کو ڈال دیا تو مجھے امید ہے
 کہ اس کو کوئی ڈرنہ ہوگا اور اس کی اپنی زائد
 احتیاط کی حاجت نہ ہے گی اور ان سے دریافت
 کیا گیا کہ آپ ابو حنیفہ کے اصحاب کی رائے
 چھوڑ کر ان کی رائے کی طرف کیوں مائل ہوئے
 تو آپ نے فرمایا کہ اسکی صحت کی بنا پر تو اب تم
 اس سے بھی زائد صحیح لاؤ تاکہ میں اس سے
 اعراض کرو اور ابن مبارک نے کہا کہ میں نے مسعر کو

لے اور مجھے ان کی ذات سے اس امر کا خوف نہیں کہ اللہ کے دین میں کسی شک کو دخل دیں۔

انی لادعولحماد مع ابوی وقال
 ابوحنيفة زينه الله تعالى بالفقه
 والعمل والسخاء والبذل والخلق
 القرآن التي كانت فيه وقال كان
 خلف من معني وما خلف والله
 على وجهه الارض مثله" وسئل
 الا عشي عن مسئلة قال انما
 يحسن جواب هذا النعمان بن
 ثابت واظنه يورث له في علمه
 وقال يحيى بن آدم ما تقولون في
 هؤلاء الذين يقولون في ابی
 حنيفة قال انه جاء همربما
 يعقلونه وما لا يعقلونه من
 العلم فحسدوا،
 وقال وكيع ما رایت احدا
 افقه منه ولا احسن صلاة
 منه

وقال الامام الحافظ النافذ
 يحيى ابن معين الفقهاء اربعة
 ابوحنيفة وسفيان ومالك و
 الزاعي وعنه القراءة عندی

ابوحنيفہ کے حلقہ میں سوال اور استفادہ کرتے
 ہوئے دیکھا اور فرمایا کہ میں نے ان سے زائد
 کوئی فقیہ نہیں دیکھا اور عیسیٰ بن یونس نے
 کہا کہ جو ابوحنیفہ کی شان میں گستاخی کرے
 تم ہرگز اسکی تصدیق نہ کرو۔ معمر نے فرمایا کہ
 میں نے ابوحنیفہ سے زائد فقیہ اور قیاس کا
 ماہر نہ دیکھا۔ سولے ابوحنیفہ کے۔ اور فضیل نے
 کہا کہ آپ فقہ میں معروف اور ورع میں مشہور
 دو تہمتہ ہر ایک پر احسان کرنے والے اور علم سکھانے
 پر شب و روز مصروف بننے والے کم گو تھے حتیٰ کہ
 حرام و حلال کے کسی مسئلہ کو رد نہ فرماتے تھے
 سوائے حق کی وجہ سے۔ بادشاہ سے دوری
 اختیار کرنے والے تھے۔ ابو یوسف نے فرمایا
 کہ میں ابوحنیفہ کے لئے اپنے والدین سے پہلے
 دعا کرتا ہوں اور میں نے ابوحنیفہ کو سنا کہ وہ
 فرماتے تھے کہ میں حماد (استاد ابوحنیفہ) کیلئے
 اپنے والدین کے ساتھ دعا کرتا ہوں اور ابوحنیفہ
 نے فرمایا کہ الشک زینت فقہ، عمل سخاوت
 خیرج اور قزاقی اخلاق سے ہے۔ اور ابو یوسف
 نے فرمایا کہ ابوحنیفہ اپنے اسلاف کے جانشین
 تھے۔ اور بخاری نے زمین پر انھوں نے اپنے

قراءة حمزة والفقه فقه ابی
 حنیفة علی هذا أدركت الناس
 وسئل هل حدیث سفیان عنه
 قال نعم كان ثقة صدوقا في
 الفقه والحدیث ما موثقا علی
 دین الله وقال ابن المبارک
 رأیت الحسن بن عماره اخذا
 بروکاه قائلا والله ما رأیت
 احدا یتکلم فی الفقه ابغزو
 لا اصبر ولا اخضر جوابا منك
 وانك لید من تکلم فی الفقه
 فی وقتك غیر مدافع وما
 یتکلمون فیک الاحسد
 وقال شعبه کان والله حسن
 الفهم جیدا لحفظ حتی شفّعوا علیه
 بما هو اعلم به منهم والله
 سیقولون عند الله وكان
 کثیرا لترحم علیه وسئل یحیی
 ابن معین عنه فقال ثقة ما سمعت
 احدا ضعفه هذا شعبه یتکلم
 له ان یحدث ویامرہ وسبقه

جیسا نہ چھوڑا۔ اور اعمش سے کسی مسئلہ کے بارے
 میں سوال کیا گیا تو آپ نے جواب دیا کہ اس کا جواب
 نعمان بن ثابت اچھی طرح دے سکتے ہیں اور
 میرا خیال ہے کہ ان کے علم میں برکت دی گئی
 ہے۔ اور یحییٰ بن آدم نے کہا کہ تم ان لوگوں کے
 بارے میں کیا کہتے ہو جو ابو حنیفہ پر نکتہ جینی
 کرتے ہیں تو آپ نے جواب دیا کہ انھوں نے کچھ
 ایسی علمی چیزیں پیش کی ہیں جو یہ لوگ سمجھتے ہیں
 اور کچھ ایسی چیزیں پیش کی ہیں جو یہ لوگ نہیں
 سمجھتے اس لئے یہ لوگ ان سے حسد کرتے ہیں
 اور دیکھنے کے کہا کہ میں نے ابو حنیفہ سے رائد
 نقیہ دیکھا نہ اچھا غازی دیکھا اور حافظ ناقد
 یحییٰ بن معین نے کہا نقباء چار ہیں۔ ابو حنیفہ
 سفیان، مالک اور اوزاعی میرے پاس قرأت
 حمزہ کی ہے اور فقہ ابو حنیفہ کا اور اس پر میرے
 لوگوں کو پایا۔ تو آپ نے فرمایا کہ وہ قابل اعتماد
 تھے اور بہت سچے تھے۔ فقہ اور حدیث میں
 اللہ کے دین کے معاملہ میں معتمد تھے اور ابن
 مبارک نے کہا کہ میں نے حسن بن عمارہ کو ابو حنیفہ
 کی رکاب تھامے دیکھا اور وہ یہ کہہ رہے تھے
 کہ بخدا میں نے کوئی ایسا شخص نہ دیکھا جو فقہ

ووصفه ابوایوب السخنیانی
 بالصلاۃ والفقہ ورمی عند
 ابن عون بانہ یقول القول ثم
 یرجع عنہ فی غدا فقال هذا
 دلیل ورعہ فانہ یرجع من خطأ
 الی صواب ولو کذا لک لتصر
 خطاۃ ودافع عنہ وقال حماد
 بن یزید کتنا نأی عمر وبن
 دینار فاذا جاء ابو حنیفة اقبل
 علیہ وترکنا سأل ابا حنیفة
 فسالہ فی حد ثنا وقال الحافظ
 عبد الغزیز بن رواد من احب
 ابا حنیفة نهر سنی ومن ابغض
 فهو متبدع فی روایة بینا و
 بین الناس ابو حنیفة فمن
 احبه وتولاہ علمنا انه من
 اهل السنة ومن ابغضہ علمنا
 انه من اهل البدعة وقال
 خارجة بن مصعب ابو حنیفة
 فی الفقهاء کقطب الرحی و
 کالجہیز الذی ینقد الذہب

ابو حنیفہ سے بڑھ کر بیخ اور صبر سے ہر پر کلام
 کرتا ہوا در آپ کے زائد مختصر جواب دیتا ہوا اور
 آپ اپنے زمانہ میں فقہ میں کلام کرنے والوں کے
 سردار ہیں اور اس میں آپ کے کوئی مخالفت
 نہیں کر سکتا اور جو لوگ آپ کے بارے میں طعن
 کرتے ہیں وہ محض برہنہ حسد اور شعبہ نے
 کہا کہ بخدا آپ بہترین سمجھ اور اچھے حافظہ والے
 تھے اس لئے لوگوں نے اکی ایسی باتوں پر
 اعتراضات کئے جو آپ ان لوگوں سے زائد
 جانتے تھے۔ بخدا وہ اکی منزل اللہ کے پاس
 پائیں گے۔ اور شعبہ ابو حنیفہ کے حق میں
 بہت زائد دعا فرماتے تھے اور کئی بن معین
 ان کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ فرمایا کہ وہ ثقہ
 ہیں میں نے کسی کو ان کی تصعیف کرتے ہوئے
 نہیں سنا۔ اور ابوایوب سخنیانی نے اکی
 تعریف کی اور فقہ سے کی۔ ابن عون نے ان
 پر یہ الزام رکھا کہ وہ ایک قول کرتے ہیں پھر
 دوسرے روز اس سے رجوع کرتے ہیں تو
 آپ نے فرمایا کہ یہ تو ان کے درع کی دلیل ہے
 کیونکہ وہ خطائے ثواب کی طرف لوٹتے ہیں
 اور اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ اپنی غلطی کو بھی صحیح

وقال الحافظ محمد بن ميمون
لم يكن في زمن ابي حنيفة
اعلم ولا اوسع ولا ازهد ولا
لا اعرف ولا افقه منه تالله
ما سرتني بسماعي منه فائت الف
دينار وقال ابراهيم بن معاوية
الضري من تمام السنة حب
ابي حنيفة وقال كان يصف
العدل ويقول به وبين
للناس سبيل العلم ووضح
لهم مشكلاته وقال اسد
بن حكيم لا يقع فيه الا
جاهل او مبتدع وقال ابو سليمان
كان ابو حنيفة عجباً من العجب
وانها يرغب عن كلامه من لم
يقوع عليه وقال ابو عاصم هو
الله عندى افقه من ابن جرير
مارات عيني رجلاً اشد اقتداراً
اعلى الفقه منه وذكروا عند داود
الطائي فقال ذلك نجم يمتدى
به السارى وعلم تقبله قلوب

کر دکھاتے اور اسکے جوابات دیتے اور تمام
یزید نے کہا کہ ہم عمر بن دینار کی خدمت میں
حاضر ہوتے۔ جب آپ کے پاس ابو حنیفہ آجاتے
تو آپ ان پر متوجہ ہو جاتے اور ہم کو چھوڑ
دیتے کہ ہم ابو حنیفہ سے سوالات کریں گے تو ہم
ان سے سوالات کرتے اور وہ ہمیں احادیث
سناتے۔ حافظ عبد العزیز بن ابی رواد نے
کہا کہ جو ابو حنیفہ سے محبت کرے وہ سنی ہے
اور جو ان سے دشمنی رکھے وہ بدعتی ہے اور
ایک روایت میں ہے کہ ہم سے اور لوگوں کے
درمیان ابو حنیفہ کا فرق ہے جو ان سے محبت
رکھے ہم جان لیں گے کہ وہ اہل سنت سے
ہے اور جو ان سے دشمنی کرے ہم جان لیں گے
کہ وہ اہل بدعت سے ہے اور خارجہ بن
مصعب نے کہا کہ ابو حنیفہ فقہ کے درمیان چکی
کے قطب (جس کیل پر چکی گھومتی ہے) کی
مانند ہیں اور اس کے مانند ہیں جو سونپا رکھتا
ہے اور حافظ محمد بن ميمون نے کہا کہ ابو حنیفہ
کے زمانے میں ان سے لامد عالم متقی، زاہد
عارف اور فقیہ کوئی نہ تھا بجز ان کے
علم کی باتیں سننے کے بجائے کوئی شخص ایک

المومنین»

وقال شريك القاضى كان

ابو حنيفة طويل الصمت كثير

التفكر دقيق النظر فى الفقه

لطيف الاستخراج فى العلم

والعمل والبحث ان كان الطاب

فقيرا اغناه فاذا تعلم قال

لروصلت الى الغنى الكبر

بعرفة الحلال والحرام وقال

خلف بن ايوب صار العلم من

الله تعالى الى محمد صلى الله

عليه وسلم ثم منه الى اصحابه

ثم منهم الى التابعين ثم صار

الى ابى حنيفة واصحابه فمن

شاء فليرض ومن شاء فليخط

وقيل لبعض الائمة مالك

تخص ابا حنيفة عند ذكره

بمدح دون غيره قال كان

منزلة ليس كمنزلة غيره فيما

انتقم الناس بعلمه فاخصه

عند ذكره ليرغب الناس

لا لكونه دينا او خوشى نه هوتى - ابراهيم

بن معاوية ضرر نے کہا کہ سنت کے تتمہ

سے ابو حنیفہ کی محبت کرنا ہے - نیز فرمایا

کہ آپ عدل کا بیان کرتے اور اس سے

متصف تھے اور لوگوں کیلئے علم کی راہ

بیان کی اور انکے لئے اس کی مشکلات

واضح کیں اور اسد بن حکیم نے کہا کہ ان پر نکتہ

چینی یا تو جاہل کر لگایا پھر بدعتی - اور ابو سلیمان

نے کہا کہ ابو حنیفہ عجائبات میں سے ایک عجوبہ

تھے انکے کلام سے وہی اعراض کر لیا جسکے

بس کا وہ کلام نہ ہوگا اور ابو عاصم نے کہا

کہ وہ بخدا میرے نزدیک ابن جریر سے زائد

فقیہ ہیں میں نے کسی شخص کو ان سے زائد

فقہ پر قادر نہ پایا اور آپ کا تذکرہ داؤد طائی

کے پاس ہوا تو انھوں نے فرمایا کہ وہ ایک

ستارہ ہیں جن سے راہ رو ہدایت پاتا ہے اور

ایک جھنڈا میں جسے مومنوں کے دلوں نے

قبول کیا - قاضی شریک نے کہا کہ ابو حنیفہ غلو ش

مزاج، مدبر فقیہ میں دقیق النظر باریک

استنباطات علمی و عملی کرنے والے اور بحث

الطیف کرنے والے تھے - اگر طالب علم فقیر ہوتا

بالدعاء له والا تار في النقل
عن الائمة غير ما ذكر كثريرة
وفي بعض ما ذكرناه مقنع
للمنصف المذعن الذي يعرف
الحق كاهله ومن ثمة قال المحافظ
ابو عمر يوسف بن عبد البر
بعد كل مذكورة اهل الفقه
لا يلتفتون الى من طعن
عليه ولا يصدقون
بشي من السوء ينسب
اليه

تو اسے غنی کر دیتے اور جب وہ پڑھ جاتا تو
فرماتے تو لے حلال و حرام کی معرفت پا کر بڑی
مالداری حاصل کی۔ اور خلف بن ابیوبے کہہ کہ
علم اللہ کی جانب سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی
طرف آیا اور ان سے پھر صحابہ کی طرف آیا اور
اور ان سے تابعین کی طرف آیا پھر ابو حنیفہ کی
طرف اور ان کے اصحاب کی طرف آیا اب جس کا
دل چاہے راضی ہو اور جس کا دل چاہے
ناراض ہو۔ اور کسی امام سے دریافت کیا گیا
کہ کیا وجہ ہے کہ آپ ابو حنیفہ کی تعریف
کرتے رہتے ہیں تو انھوں نے جواب دیا کہ اس

لئے کہ ان کا مقام دوسروں کے مقام سے مختلف ہے۔ ان علوم کے لحاظ سے جن سے لوگ
مستفیض ہوئے لہذا میں ان کا تذکرہ کرتا ہوں تاکہ لوگ ان کے حق میں دعا کی رغبت کریں اور
انہم کرام سے منقول شدہ مذکورہ آثار کے علاوہ اور بھی بہت ہیں لیکن ایک منصف اور حق پرست
انسان کے لئے ذکر کردہ اقوال میں سے بعض ہی کافی ہیں اسی وجہ سے حافظ ابو عمر یوسف بن
عبد اللہ نے ایک کلام ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ اہل فقه ان لوگوں کی طرف توجہ نہیں کرتے جو
ابو حنیفہ پر طعن کرتے ہیں اور وہ بری چیزیں جو ان کی طرف منسوب کی جاتی ہیں ان میں سے
کسی کی تصدیق نہیں کرتے۔

چودھویں فصل آپ کی عبادت میں کوشش شدیدہ کے بیان میں

ذہبی نے کہا کہ تو اتنے سے آپ کا رات میں عبادت کرنا اللہ تعالیٰ پر عطا ثابت ہے اور یہی وجہ ہے کہ کثرت قیام کی وجہ سے آپ کو دردِ ریح، کہا جاتا تھا۔ بلکہ تین سال تک ایک رکعت میں مکمل قرآن پڑھتے رہے اور ان کے بارے میں مروی ہے کہ آپ نے عشرہ کے وضو سے نماز صبح چالیس سال تک پڑھی۔ عام طور پر آپ تمام قرآن ایک رکعت میں پڑھ لیتے تھے آپ کے رونے کی آواز رات میں سنی جاتی تھی حتیٰ کہ آپ کے پڑوسی آپ پر رحم کھاتے۔ آپ کے بارے میں محفوظ طریق سے یہ بھی مروی ہے کہ جس مقام پر آپ کی وفات ہوئی اس مقام پر آپ نے سات ہزار قرآن ختم کئے ایک شخص نے ابن مبارک کے سامنے آپ پر اعتراض کیا تو آپ نے فرمایا کہ کیا تم ایسے شخص پر اعتراض کرتے ہو جس نے ۵۴ سال تک پانچوں نمازیں ایک ہی وضو سے پڑھیں اور وہ ایک رکعت میں پورا قرآن ختم

الفصل الرابع عشر فی شدة اجتهاده فی العبادة

قال الذہبی قد تواتر قیامہ اللیل وتہجدہ وتعبہ ومن ثمة کان لسمی الوقت من کثرة قیامہ اللیل بل احیاء بقراءة القرآن فی رکعة ثلاثین سنة وحفظ عنه انه صلی صلاۃ الفجر بوضوء العشاء اربعین سنة فکان عامة اللیل یقرء جمیع القرآن فی رکعة واحدة یسم بکاءه باللیل حتی یرحمه جیرانه وحفظ عنه انه ختم القرآن فی الموضع الذی توفی فیہ سبعة الاف مرة ووقع رجل فیہ عند ابن المبارک فقال ویجت أتعلم فی رجل صلی خمسا واربعین سنة خمس صلوات علی وضوء

واحد ركان يختتم القرآن
 في ركعة وتعلمت ما عندي من
 الفقه منه وقال ابو مطيع ما
 دخلت الطواف في ساعة من
 الليل الا رايت ابا حنيفة و
 سفیان فیہ ولما غسلہ الحسن
 بن عمارۃ قال رحمک اللہ و
 غفر لک لم تفرط منذ ثلاثین
 سنة وقد اتعبت من بعدک
 وفضحت القراء واسبب احیاء
 اللیل انه سمع رجلا یقول لاخر
 هذا ابو حنيفة الذی لا ینام
 فقال لا بی یوسف سبحان اللہ
 الا ترى اللہ تعالیٰ نشر لنا هذا
 الذکر اویس بقیہ ان یعلم
 اللہ تعالیٰ مناصد ذلک واللہ
 لا یتحدث الناس عنی ما لم
 افعل فکان یحیی اللیل صلاة
 وتضرعا ودعاء وقال ابو یوسف
 کان یختتم کل یوم ولیلۃ
 ختمۃ فی رمضان ویوم

کرتے تھے اور جو کچھ میرے پاس فقہ ہے وہ
 انھیں سے سیکھا ہے۔ ابو مطیع نے کہا کہ رات کو
 جس وقت بھی میں طواف کو گیا تو ابو حنیفہ اور
 سفیان کو بحالت طواف پایا اور جب حسن
 بن عمارہ نے آپ کو غسل دیا تو فرمایا کہ خدا آپ
 پر رحم کرے اور مغفرت کرے تیس سال سے
 تم نے افطار نہیں کیا اور آپ کے بعد والوں کو
 عاجز کر دیا اور قرآن کے قاریوں کو دسوا کر دیا
 اور تمام رات آپ کی عبادت کرنے کا باعث یہ
 ہوا کہ آپ ایک شخص کو یہ کہتے سنا کہ یہ ہیں
 ابو حنیفہ جو سوتے نہیں تو آپ نے ابو یوسف سے
 کہا کہ سبحان اللہ کیا تم خدا کی شان نہیں دیکھتے
 کہ اس نے ہمارے لئے اس قسم کا چرچا کر دیا تو
 کیا یہ بری بات نہیں کہ اللہ کے علم میں ہمارے
 متعلق لوگ وہ کہیں جو اسکے برخلاف ہو بخدا
 میرے بارے میں لوگ وہ بات نہیں کہیں
 گئے جو میں نہیں کرتا چنانچہ آپ تمام رات
 آہ وزاری اور دعا میں صرف کرتے تھے اور
 ابو یوسف نے کہا کہ ہر دن اور رات میں ایک
 ختم کرتے اور رمضان اور عید میں باسٹھ ختم
 کرتے اور مال میں سخاوت کرنے والے تھے۔

العید الثین وستین ختمه
 وكان سخيًا بالمال صبوراً على
 تعليم العلم شديد الاحتمال
 لما يقال فيه بعيد الغضب
 شهدته يصلي الصبح بوضوء
 اول الليل عشرين سنة ومن
 صحبه قبلنا قالوا انه كذا لك
 اربعين سنة وقال مسهر رايته
 يصلي الغداة ثمر يجلس للناس
 في العلم الى ان يصلي الظهر ثم
 يجلس الى العصر ثم الى قريب
 المغرب ثم الى العشاء فقلت
 في نفسي متى يتفرغ هذه العبادة
 لا تعاھدنه فلما هدا الناس
 خرج الى المسجد متطهراً
 كانه عروس فانتصب للصلاة
 الى الفجر ثم دخل ولبس
 ثيابه وخرج للصلاة الصبح
 ففعل كما فعل قبل فقلت
 في نفسي ان الرجل قد ينشط
 الليلة لا تعاھدنه فلما هدا

علم کے سکھانے میں عابر تھے بہت بروباری
 سے اپنے حق میں کئے جانے والے اعتراضات کو
 سنتے تھے غصہ سے کوسوں دور تھے میں نے دیکھا
 کہ بیس سال تک رات کے ابتدائی حصہ کے
 وضو سے آپ صبح کی نماز ادا فرمائی اور جو لوگ
 ہم سے پہلے ان کی صحبت اختیار کر چکے تھے
 انہوں نے کہا کہ آپ کو اس حالت پر چالیس
 سال ہو چکے ہیں۔ اور سہر نے کہا کہ میں نے
 آپ کو دیکھا کہ نماز فجر کے بعد لوگوں کے لئے
 بیٹھتے تھے تاکہ علم کی باتیں بتائیں حتیٰ کہ نماز
 ظہر پڑھتے اور پھر عصر تک بیٹھتے پھر مغرب کے
 قریب تک بیٹھتے پھر عشاء تک بیٹھتے تو میرے
 دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ شخص عبادت کے
 لئے کب فارغ ہوتا ہو گا میں ضرور ان پر نگاہ
 رکھوں گا جب لوگوں کی آمد و رفت ختم ہو گئی
 تو پاک صاف ہو کر مسجد کی طرف نکلے ایسا
 معلوم ہوتا تھا کہ گویا آپ دولہا ہیں چنانچہ
 آپ صبح تک نماز پڑھتے رہتے تھے پھر گھر واپس
 تشریف لاتے اور اپنے کپڑے تبدیل فرما کر نماز
 فجر کو نکلتے اور پھر جب معمول وہی کہتے تھے
 جو پہلے کیا تو میں نے دل میں کہا کہ شاید اس

الناس خرج وفعل كفعله
 قبل في ليلة ويومه حتى اذا
 صلى العشاء قلت ان الرجل
 قد ينشط الليلتين لا تعاذه
 الليلة ففعل كفعله قبل
 فقلت لا لزمنه الى ان اموت
 او يموت قال فما رأيته بالنهار
 مفطر اذ لا بالليل فائسا وكان
 يغفو قبل الظهر غفوة خفيفة
 ومات مسعرا في سجدة في مسجد
 ابي حنيفة وقال شريك كنت
 معه سنة فما رأيته وضع جبينه
 على الفراش وعن خارجة ختم
 القرآن في ركعة داخل الكعبة
 اربعة وعده منهم ابا حنيفة
 وقال الفضيل بن دكين بضم
 الدال المهملة رأيته جماعة
 من التابعين وغيرهم فما
 رأيته احسن صلاة من ابي
 حنيفة ولقد كان قبل الدخول
 في الصلاة يبكي ويدعو فيقول

شخص نے آج رات خوشی میں یہ اعمال کئے
 ہوں میں ضرور اس پر نگاہ رکھوں گا چنانچہ
 جب لوگوں کی آمد و رفت ختم ہو گئی تو انھوں
 نے وہی عمل دہرایا جو پہلی رات اور اسکے
 دن میں کیا تھا حاکم کہ نماز عشاء پڑھ لی تو میں
 دل میں کہا کہ شاید دو راتیں خوشی میں اسی
 طرح گذریں ہوں میں آج رات ضرور ان پر
 نگاہ رکھوں گا چنانچہ انھوں نے پھر اپنے عمل
 کو دہرایا تو میں نے کہا کہ اب میں ان کا پیچھا
 نہ چھوڑوں گا حاکم میں نہ مرجاؤں یا یہ نہ
 مرجائیں آپ فرماتے ہیں کہ پھر میں نے انکو
 دن میں افطار کرتے ہوئے پایا اور نہ ہی رات
 میں سوئے ہوئے پایا اور ظہر سے پہلے تھوڑی
 دیر خیف سی اونگھ لیتے تھے اور مسعر محال
 مسجد ابو حنیفہ کی مسجد میں ہی انتقال کر گئے
 شریک نے کہا کہ میں انکے ہمراہ ایک سال تک
 رہا میں نے کبھی نہ دیکھا کہ انھوں نے پہلو
 زمین پر رکھا ہوا اور خار جب کہیں کہ چار
 اشخاص نے کعبہ کے اندرونی حصہ میں قرآن
 ختم کیا اور ان میں سے ابو حنیفہ کو بھی شمار کیا
 اور فضیل بن دکن (دال کے ضمہ سے) نے

القائل هو الله يخشى و
 كنت اذا رايتك كالشن البالي
 من العبادة وهو يفتح الشين
 وتشديد النون القربة الخلة
 ورد في قوله تعالى بل الساعة
 موعدهم والساعة ادهى وامر
 بيلة كاملة في صلواته وقوايلة
 اخرى حتى وصل (فمن الله
 علينا، ووقانا عذاب السموم)
 فما زال يردد ها حتى اذن
 للفجر وقالت ام ولد ما تو
 سد فراشا بلبيل منذ عرفت
 وانما كان نومه بين الظهر
 والعصر بالصيف واول الليل
 بمسجدة في الشتاء

وقال ابن ابی رواد ما رایت
 اصبر علی الطواف والصلاة و
 القتیا بمكة منه انما كان كل
 الليل والنهار فی طلب الاخوة
 والنجاة ولقد شاهدته عشر
 لیل فما رايتك فام باللیل

فرمایا کہ میں نے تابعین وغیرہ کی ایک جماعت
 کو دیکھا تو کسی کو ابو ضیف سے زائد اچھی طرح
 نماز پڑھتے ہوئے نہ پایا۔ اور آپ نماز شروع
 کرنے سے پہلے روتے تھے اور دعا فرماتے تھے
 تو دیکھنے والا کہتا ہے کہ واقعی خدا سے ڈرنے
 والے یہی ہیں اور میں نے انکو جب بھی دیکھا
 عبادت کی وجہ سے پرانی مشک کی طرح دیکھا
 (مشق شین کے فتح اور نون کی تشدید سے
 پھٹی پرانی مشک) اور ایک رات پوری نماز
 میں یہی دہراتے رہے کہ بن الساعة موعدهم
 والساعة ادهى وامر اور دوسری رات بھی
 قرأت کی حشر جب یہاں پہنچے کہ (فمن
 الله علينا) ووقانا عذاب السموم تو اسی
 کو برابر پڑھتے رہے حتیٰ کہ اذان فجر ہو گئی
 انکی ام ولد نے کہا کہ جب میں نے ان کو
 پہچانا ہے کسی رات انھوں نے تکیہ لگایا
 اور گرمیوں میں آپ کی نیند ظہر اور عصر کے
 درمیان ہوتی تھی اور ایک رات کے
 ابتدائی حصہ میں اپنی مسجد میں جاڑوں میں
 اور ابن رواد نے کہا کہ میں نے مکہ میں ابو ضیف
 سے زائد طواف نماز اور فتویٰ میں کسی کو

ولا هدا ساعة من نهار من
طواف وصلاة او تعليم وذكر
بعض اهل المناقب انه لما حج
حجة الوداع اعطى السدنة
لصف ماله ليتمكن من الصلاة
داخل الكعبة فقرأ نصف القرآن
قائماً على رجل ثم نصفه الآخر
على الاخرى وقال يا رب عرفتك
حق معرفتك وما عبدتك
حق العبادۃ فهب لي نقصان
الخدمة لك مال المعرفة
فنودي من زاوية البيت عرفت
فاحسنت، واخلصت الخدمة
غفرنا لك ولعن كان على
مذهبك الى قيام الساعة

صابر نہ پایا تمام شب و روز آپ طلب
آخرت اور طلب نجات میں رہتے اور میں
دن راتیں انکو دیکھا تو رات کے کسی حصہ
میں وہ نہ سوئے۔ اور دن کی کسی ساعت
میں وہ طواف سے اور نماز سے یا تعلیم اور
بعض اچھی صفات والوں کے ذکر سے نہ
رکے جب آپ نے آخری حج کیا تو کعبہ کے
مجاوروں کو اپنا آدھا مال دے دیا تاکہ
وہ انکو اس کے اندر نماز پڑھنے دیں تو
آدھا قرآن اپنی ایک ٹانگ پر پڑھا اور
آدھا دوسری پر اور کہا کہ اے میرے رب
میں نے تجھے پہچانا جیسا کہ پہچاننے کا حق
ہے لیکن میں نے تیری ایسی عبادت نہ کی
جیسا کہ عبادت کا حق تھا تو میری خدمت کی
کمی کو معرفت کے کمال کی وجہ سے بخش دے

تو بیت اللہ کے گوشہ سے ندا آئی تم نے اچھی طرح معرفت حاصل کی اور خدمت میں خلوص
کا مظاہرہ کیا ہم نے تم کو بھی بخشا اور قیامت تک جو تمہارے مذہب پر ہوگا اسکو بھی بخش دیا

”تنبیہ“

ابو حنیفہ کا یہ کہنا کہ میں نے تجھ کو پہچان
لیا جیسا کہ حق تھا۔ دوسرے حضرات کے
اس قول سے معارض نہیں کہ ہم نے تجھ کو

”تنبیہ“

لا ینانی ما نقل عنہ ان
صح من قوله عرفتک حق
معرفتک ما قاله غیرہ

سبحانك ما عرفناك حق
 معرفتك لان مراد الامام
 عرفتك حق معرفتك الثقة
 بنى وانتهى اليه علمى ففیه تجوز
 و مراد غیره ان حقيقة المعرفة
 الثقة بالحق لا يمكن احدا
 ان يصل اليها وهذا هو
 الحقيقة كيف وسيد المرسلين
 والاولين والآخرين يقول
 لا احصى ثناء عليك انت كما
 اثنت على نفسك فى حديث
 الشفاعة العظمى فى فصل القضاء
 انه صلى الله عليه وسلم يلهم
 عند سؤاله فيها محمد لم
 يكن الهمما قبل فهذه محار
 متجددة وهكذا الى مالا نهاية
 له ووقوفه على رجل فى الصلاة
 مكروه عند غيره لصحة الحديث
 فى النهى عنه فنفرض انه يرى
 كراهته ويحب ان يانه انما
 فعل ذلك مجاهدة لنفسه

اس طرح نہ پہچانا جس طرح پہچاننے کا حق
 تھا اس لئے کہ امام کی یہ مراد ہے کہ میں نے
 تجھ کو پہچانا جیسا کہ پہچانا میرے لائق تھا
 اور جہاں تک میرے علم کی انتہا ہوئی تو
 گو یا اس قول میں مبالغہ ہے اور دوسروں
 کی مراد یہ ہے کہ وہ حقیقی معرفت جو حق
 کے لائق ہے اس تک کسی کی رسائی نہیں
 اور یہی حقیقت ہے اور یہ کیونکہ ہو سکتا
 ہے حالانکہ اول و آخر رسولوں کے سردار
 فرماتے ہیں کہ اے اللہ میں تیری تعریف
 نہ کر سکا تو ایسا ہی ہے جیسے خود تو نے
 اپنی تعریف کی اور شفاعت عظمیٰ کی حد
 فضل قضایں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
 جب شفاعت کا سوال کریں گے تو آپ
 کو ایسی تعریفات کا الہام ہو جائے گا
 جو پہلے الہام نہ کی گئی تھیں تو یہ نئے
 معارف ہیں اور اسی طرح دیگر معارف
 جن کی کچھ انتہا نہیں اور آپ کا ایک
 ٹانگ پر نماز کے لئے کھڑا ہونا دیگر
 علماء کے نزدیک جائز نہیں کیونکہ اس
 بارے میں حدیث صحیح میں نہیں وارد ہے

ولیس ببعید ان غرض مجاہدۃ
النفس فی مثل ذلك ممن لم
یختل بہ خشوعہ مانع للکرامۃ
وختمة القرآن فی رکعة لا ینافی
خبر ان من قرأه اقل من
ثلاث لم یتفقہ لان محله
من لم یخرق له العادة فی
الحفظ والسهولة واتساع
الزمن ومن ثمة جاء عن کثیر
من الصحابة والتابعین انهم
کانوا یختتمونه فی رکعة بل
ختمه بعضهم اربع مرات فیما
بین المغرب والعشاء وکل
ذلك من باب الکرامۃ فلا
یعترض بہ

تو ہم یہ فرض کر لیتے ہیں کہ وہ بھی اس کرامت
کے قائل ہوں گے اور اس فعل کا جواب
یہ ہے کہ وہ بھی صرف اپنے نفس سے
مجاہدہ کے طور پر تھا اور یہ بھی بعید از
قیاس نہیں کہ اس جیسے کام میں نفس
سے مجاہدہ کی غرض اس شخص سے جسکے
خشوع میں یہ فعل مانع نہ ہو کرامت کو
ختم کرتی ہے اور آپ کا ایک رکعت میں
قرآن ختم کرنا اس حدیث کے منافی نہیں
کہ جس نے قرآن کو تین رات سے کم میں
ختم کیا وہ فقیہ نہ ہوا کیونکہ یہ اس
شخص کے لئے ہے جس کے واسطے
خرق عادات کے طور پر نہ ہو یا دکر نے
میں اور آسانی میں اور زمانے کی
وسعت میں اسی لئے بہت سے صحابہ

اور تابعین سے منقول ہے کہ وہ ایک رکعت میں ختم کرتے تھے بلکہ بعض نے تو
مغرب وعشاء کے مابین چار مرتبہ ختم کیا اور یہ سب کچھ از قیل و کرامت ہے
اس لئے قابل اعتراض نہیں۔

پندرھویں فصل آپ کے خوف خدا اور مراقبہ کے بیان میں

اسد بن عمر نے کہا کہ ابو حنیفہ کا رفاہات
میں سنا جاتا تھا۔ حشک ان کے پڑوسی آپ پر
رحم کرتے تھے اور وہ نے فرمایا کہ آپ بخدا
بہت دیانت دار تھے اور خدا کی جلالت و
کبریائی ان کے قلب میں تھی اور آپ اپنے رب
کی خوشنودی کو ہر چیز پر ترجیح دیتے تھے اور
اگر تلواریں ان کو اللہ کے بارے میں پکڑ لیتیں
تو وہ برواشت کر جاتے اور آپ کا رب آپ کے
ایسا راضی ہوا جیسا ہر اسے ہوتا ہے اور
واقعی وہ تھے بھی زمرہ ابرار سے بچنے بن
قطان نے کہا کہ میں ان کی طرف دیکھ کر سمجھ
لیتا تھا کہ یہ خدا سے ڈرتے ہیں اور پوری
ایک رات مکمل یہ آیت دہراتے رہے کہ
وَلِلَّاهِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمُ وَالسَّاعَةُ
اَتَتْهُمْ اَمْ وَارِثُهَا يَوْمَئِذٍ
التکاش پر پہنچے تو صبح تک اس کا درد
کرتے رہتے۔ یزید بن لیث نے کہا کہ آپ

”الفصل الخامس عشر فی خوفہ و مراقبۃ لربہ سبحانہ و تعالیٰ“

قال اسد بن عمر و کان بکاء
ابی حنیفۃ یسبح باللیل حتی
یرحمہ جیرانہ و قال و کیم
کان واللہ عظیم الامانۃ
و کان اللہ تعالیٰ علی کل شی
ولو اخذتہ السیوف فی اللہ تعالیٰ
لا یحتمل رحمہ اللہ و رضی عنہ
ربہ رضا لا یرار فلقد کان
منہم و قال یحییٰ بن القطان
كنت اذا نظرت الیہ عرفت
انہ یتقی اللہ عن وجل و قام
لیلۃ بھذا الا یتیردھا
ویبکی و یتضرع (بل الساعۃ
موعدہم و الساعۃ ادھی
و اصر) و یلمن فی لیلۃ (الہاکم
التکاش فرددھا حتی اصبح
و قال یزید بن الیث و کان

من الاخیار قرأ الامام اذا
زلزلت الارض وابو یوسف
خلفه فلما فرغ نظرت البیفاذا
هو جالس يتفكر ويتنفس
فقلت لئلا يشتغل قلبه
وترکت القنديل ونریته
قلیل ثم رجعت وقد طلع
الفجر وهو قائم وقد اخذ
بلحیة نفسه وهو یقول یا من
یجزی بمشقال ذرة خیرا حیوا
ویا من یجزی بمشقال ذرة
شر اشر اجر النعمان عندك من
النار وما یقرب منها وادخله
فی سعة رحمتك قال فابیت
فاذا القنديل یز هو وهو قائم
فلما دخلت قال لی ترید ان
تاخذ القنديل قلت هذا
اذنت للصلاة الغداة قال اکتُم
ما رايت و رکع رکعتی الفجر
وجلس حتی اقیمت الصلاة
وصلی معنا الغداة علی وضوء

اللہ کے برگزیدہ لوگوں میں تھے۔ امام نے
اذا زلزلت الارض پڑھی اور ابو یوسف بھی
تھے جب نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے دیکھا کہ
آپ متفکر بیٹھے ہیں اور لمبی لمبی سانس لے
رہے ہیں تو میں وہاں سے اٹھ کر چل دیا۔ اور قنديل
جس میں تیل کم ہی تھا وہیں چھوڑ دیا کہ کہیں
انکا دھیان نہ بیٹے۔ پھر صبح ہوئی تو میں آیا
دیکھا کہ آپ اپنی دائرہ پکڑے ہوئے کھڑے
ہیں اور فرما رہے ہیں اے وہ ذات جو ذرہ
برابر نیکی کے بدلے بھلائی، سی بھلائی عطا فرماتا
ہے اور اے وہ ذات جو ذرہ برابر برائی کے
بدلے برائی سی برائی دیتا ہے۔ نعمان کی جزاء
تیرے پاس جہنم یا اس سے قریب تو اسے اپنی
رحمت میں داخل فرما لاوی کہتے ہیں کہ جب
میں پہنچا تو قنديل ٹسارہا تھا اور وہ کھڑے
تھے جب میں آیا تو آپ فرمایا کہ کیا قنديل لینا
چاہتے ہو میں نے کہا کہ جناب نماز صبح کی
اذان ہو چکی ہے تو آپ نے فرمایا کہ جو تم نے دیکھا
ہے اسے چھپاتا پھر سنت فجر ادا کر کے بیٹھ
حکے اقامت ہوئی پھر آپ نے ہمارے ساتھ
نماز فجر کے ابتدائی حصے کے وضوئے قرمانی

اور ابوالاحوص نے کہا کہ اگر ان سے یہ کہا جاتا کہ آپ تین روز تک انتقال کر جائیں گے تو آپ اس عمل سے کچھ زائد نہ کر سکتے تھے کیونکہ ان کے اندر اس سے زائد کچھ بچا ہی نہ تھا۔

أَوَّلُ اللَّيْلِ وَقَالَ ابُوالْأَحْوَصُ
لَوْ قِيلَ لَهُ إِنَّكَ تَمُوتُ إِلَى
ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مَا كَانَ خِيَةَ فَضْلُ
شَيْءٍ يَقْدِرُ أَنْ يَزِيدَ عَلَى عَمَلِهِ
الَّذِي كَانَ يَعْمَلُ

وذكر عند عيسى بن يونس
قال فداؤه وقال كان اشد
اجتهاده في أن لا يعصى الله
تعالى وإن يعظم حرمة

وقال لولا الحرج ما أفيت
أخوف ما أخاف أن يدخلني
النار ما أنا عليه من الفتوى

وقال ما اجتئرت على الله
تعالى منذ فقهت وسمع غلامه
يسأل الجنة فيكي حتى اختلج
صدغاه ومنكباة وامر بخلق
الدكان وقام مغطى الرأس
مسرعاً ثم قال ما أجرتنا على
الله يقول لحدنا نسال الله
الجنة وانما يسال ذلك من
رضى نفسه انما يريد مثلنا ان

اور آپ کا ذکر عیسیٰ بن یونس کے سامنے کیا گیا تو آپ نے ان کے حق میں دعا کی اور فرمایا کہ ان کی پوری کوشش یہ تھی کہ اللہ کی نافرمانی نہ کی جائے اور اس کی حریمات کی عہدت کی جائے، اور آپ فرماتے اگر حرج نہ ہوتا تو میں فتویٰ نہ دیتا۔ سب سے زیادہ خوفناک چیز میرے لئے یہ ہے کہ میرا فتویٰ مجھ کو جہنم میں داخل کر دے اور آپ نے فرمایا کہ جب میں فقیہ ہوا اللہ پر جرات نہ کی آپ نے سنا کہ آپ کا غلام اللہ سے جنت مانگ رہا ہے تو آپ رونے لگے۔ حکم آپ کی کنپٹیاں اور کانڈھے کا پھینکے۔ آپ نے دکان بند کرنے کا حکم دیا اور مسوکر پڑا پس شکر جلدی سے اٹھے اور فرمایا کہ ہم خدا پر کس قدر جری ہو گئے۔ ہم سے ایک شخص اللہ سے جنت مانگتا ہے اور یہ شخص اپنے دل کی مرضی سے مانگتا ہے ہم جیسے لوگوں کو تو اللہ سے

یسال اللہ العفو و قرا الاہام
 یوما فی صلاۃ الصبح (ولا تحسبن
 اللہ غافلا عما یعمل الظالمون)
 فار تعد حتی عرف ذلك منه و
 کان اذا اشکلت علیہ مسئلۃ
 قال لا صحابہ ما هذا الا
 لذنب احد ثمة فسیستغفر
 اللہ و ربہا قام فتوضا و صلی
 رکعتین و یتستغفر فتفرج لہ
 المسئلۃ فیقول استبشرت لانی
 رجوت انہ یتب علی حتی ادرکت
 المسئلۃ فبلغ ذلك الفضیل فبکی
 بکاء شدید انتم قال رحم اللہ
 ایا حنیفۃ انما کان ذلك لقلة
 ذنوبہ و اما غیرہ فلا یتنبہ لذلك
 لان ذنوبہ قد استغفر قنہ
 و وطئ رجل صی لم یزہ فقال
 یا شیخ اما تحاف القصاص یوما
 القیامۃ فغشی علیہ فلما افاق
 قیل لہ ما اشد ما اخذ
 بقلبک قول هذا الغلام

معانی مانگنی چاہیے۔ اور ایک روز امام نے
 نماز صبح یہ آیت پڑھی کہ (ولا تحسبن اللہ غافلا
 عما یعمل الظالمون) تو آپ کانپ اٹھے اور لوگوں
 نے اس کیفیت کو محسوس کر لیا اور آپ پر
 جب کوئی مسئلہ مشکل درپیش ہوتا تو آپ
 فرماتے یہ کسی گناہ کی وجہ سے ہے جو میں نے
 کیا ہو گا تو اللہ سے مغفرت چاہتے اور بسا
 وقت وضو فرماتے اور دو رکعت نماز ادا
 فرماتے اور استغفار کرتے تو مسئلہ حل ہو جاتا
 آپ فرماتے کہ مجھے خوشی ہوئی کیونکہ مجھے
 امید ہے کہ وہ میری توبہ قبول کرے گا۔ اس
 واقعہ کی اطلاع فضیل کوئی تو بہت بڑے
 اور فرمایا کہ اللہ ابو حنیفہ پر رحم کرے یہ انکے
 گناہوں کی کمی کی وجہ سے لیکن دوسرے
 اشخاص کو یہ بیداری حاصل نہیں ہوتی
 کیونکہ وہ گناہوں میں مستغرق ہوتے ہیں
 اور لاعلمی سے آپ کا پیر ایک بچے کے پیر پر
 پڑ گیا تو اس بچے نے کہا کہ اے شیخ قیامت
 کے روز کے قصاص سے نہیں ڈرتے تو آپ
 غشی آگئی۔ جب ہوش آیا تو آپ کہا گیا کہ
 اس کی بات نے آپ کے دل پر کتنا اثر عظیم

فقال اخاف انه لقن دررئى
هو وابن المعتز يتساران و
بيكيان فى المسجد فلما خرج
قيل له ما بالكما اكثرتهما
البكاء قال ذكرنا الزمان و
غلبة اهل الباطل على اهل
الخير فكثر لذلك بكاءنا
وكان عند صلواته بالليل
يسمع وقع دموعه على الحصير
كانه المطر

وكان اثر البكاء يرى فى
عينيه وخديه فرحمه الله
ورضى عنه

”الفصل السادس عشر“
فى حفظ لسانه عما لا
يعنيه وعن السوء ما
امكنه

قال له بعض مناظريه يا
مبتدع يا زنديق فقال غفر

کیا ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ مجھے خطر ہے کہ اسکو
تلقین کی گئی ہو۔ آپ کو اور ابن المعتز کو مسجد
میں سرگوشی کرتے ہوئے اور روتے ہوئے
دیکھا گیا جب آپ نکلے تو پوچھا گیا آپ لوگ
اتنی کثرت سے کیوں رورہے تھے تو آپ نے
فرمایا کہ ہم زمانہ اور اہل باطل کا تذکرہ کر رہے
تھے کہ وہ اہل خیر پر غالب ہو گئے اور اسی لئے
ہمارا رونا زائد ہوا۔ اور رات کو جب آپ نماز
ادا فرماتے تو آپ کے آنسوؤں کے چٹنی پر
گرنے کی آواز اس طرح آتی جس طرح کہ بارش
کی آواز اور روتے کا اثر آپ کی آنکھوں اور
رخساروں پر دیکھا جاتا تھا پس اللہ
ان پر رحمت کرے اور ان سے راضی ہو۔

سولہویں فصل آپ کے اپنی زبان
کو بیکار اور بری باتوں سے
حتی الامکان بچانے کے

بیان میں

آپ کے ساتھ آپ کے بعض مناظر دیکھنے
والوں نے کہا کہ اے بدعتی اور اے زندقہ تو

اللہ لك اللہ يعلم مني خلاف
ما قلت واني ما عدلت به احدا
منذ عرفتہ ولا ارجو الا عفوہ
ولا اخاف الا عقابہ ثم بکی
عند ذکر العقاب وسقط سرخیا
ثم افانق فقال له الرجل اجعلني
في حل فقال كل من قال في شيئا
من اهل الجہل فهو في حل وكل
من قال في شيئا مما ليس في من
اهل العلم فهو في حرج۔

فان غيبة العلماء تبقى
شيا بعد هم وقال الفضيل
بن ركين كان هينوبا لا يتكلم
الا جوابا ولا يخوض فيما لا يعنيه
ولا يستمع اليه۔

وقيل له اتق الله فان تنفض
وطأ طأ راسه ثم قال يا اخي
جزاك الله خيرا ما احوج الناس
كل وقت اعجابهم بما يظهرون

آپ نے فرمایا کہ اللہ تیری مغفرت کرے اللہ
کے علم میں میرے بارے میں اس کے برخلاف
ہے جو تو نے کہا ہے اور جب میں نے اس کو
بہچانا ہے اس کے برابر کسی کو نہ گردانا اور
میں اسی کی معافی کا امیدوار ہوں اور میں
اسی کے عذاب سے ڈرتا ہوں پھر عذاب کے
ذکر سے رونے لگے اور بے ہوش ہو کر گر پڑے
پھر ہوش آیا تو اس شخص نے کہا کہ مجھے معاف
کر دیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ جس جاہل نے بھی میرے
بارے میں کچھ کہا اسے معاف ہے۔ اور مرد
شخص جواب دل علم سے ہونے کے باوجود مجھ
میں وہ خیب بتاتا ہے جو درحقیقت نہیں
ہے وہ قصور وار ہے کیونکہ علماء کی غیبت
کرنا ان کے بعد بھی باقی رہتا ہے فضل بن
دکین نے کہا کہ آپ بہت بار عیب تھے جب
گفتگو فرماتے تو کسی کے جواب ہی کے لئے
فرماتے اور بیگاریا توں پر غور نہ کرتے اور
اور نہ ہی ایسی باتیں سنتے ان سے کہا گیا کہ
اللہ سے ڈریئے تو انہوں نے جھرجھری لی

علی السنتھم من العلم حتی
 معید . و اللہ تعالیٰ باعمالہم
 وانا اعلم ان اللہ عزوجل
 یسألنی عن الجواب ولقد
 حرصت علی طلب السلامة
 وکان ان ادخل علیہ داخل
 وقال کان کیت وکیت واکثر
 قال لہ دے ما انت فیہ ما تقول
 فی کذا وکذا فیقطع علیہ کلامہ
 ویقول ایاکم ونقل ما لا
 یحبہ الناس من حدیث الناس
 عفا اللہ عنہ من قال فیما مکرہا
 ورحم اللہ من قال فیما جمیلہ
 تفقہوا فی دین اللہ وذرنا
 الناس من حدیث الناس
 وما قد اختاروا لانفسہم
 فی حوجہم اللہ تعالیٰ الیکم
 وقیل لہ ایتھما افضل
 علیکمۃ او الاسود قال واللہ
 ما قدری ان اذکرھما الا بالثناء
 والاسْتَغْفَار ارجلہ لہما فکیف

اور سر جھکایا اور فرمایا اے بھائی اللہ تمہیں
 جزائے غیر عطا فرمائے لوگ ہر وقت ایسے
 حضرات کے محتاج ہیں جو انکو یاد خدا دلائیں
 ایسے اوقات میں جبکہ لوگ اپنی زبان پر
 جاری ہونے والے علم پر تعجب کریں تاکہ
 یاد الہی کے بعد وہ اپنے ہر عمل سے اللہ ہی
 کی خوشنودی کا ارادہ کریں اور میں جانتا
 ہوں کہ اللہ عزوجل مجھ سے جواب پوچھے
 گا اور میں سلامتی کی طلب پر حریص ہوں
 اور جب ان کے پاس کوئی شخص آتا اور
 اور کہتا کہ ایسی ایسی بات ہوئی تو آپ فرماتے
 کہ میاں یہ بات چھوڑ دیہ بتاؤ کہ فلا معاملہ
 میں کیا کہتے ہو یہ کہہ کر اس کی بات کو منقطع
 فرماتے اور فرماتے کہ ایسی باتوں کے نقل
 کرنے سے بچو جن کو لوگ ناپسند کرتے ہوں
 اللہ تعالیٰ معاف کرے اس شخص کو جس نے
 ہمارے بارے میں بری بات کہی اور اللہ
 معاف کرے اس شخص کو جس نے ہمارے
 بارے میں اچھی بات کہی اللہ کے دین میں
 سمجھ پیدا کرو لوگوں کی باتوں کو اور لوگوں
 کی پسندیدہ چیزوں کو چھوڑ دو تب اللہ انکو

افضل بينهما

وقال ابن المبارك للثوري

ما ابعد ابا حنيفة من الغيبة

ما سمعته يغتاب عدوا له قط

قال والله هو اعقل من

ان ليلط على حسنة ما يذهب

بها وقال شريك كان طويل الصمت

كثير العقل والفقر قليل

المجادلة للناس قليل المحادثة

لهم

وقال ضميرة لم يختلف

الناس ان ابا حنيفة كان

مستقيما للسان لم يذكرا

حدا بسوء

وقيل له الناس يتكلمون

فيك ولا تتكلم في احد قال

هو فضل الله يؤتيه من يشاء

وقال بكير بن معروف

ما رايت رجلا احسن سيرة

في امة محمد صلى الله عليه

وسلم من ابي حنيفة

جس کو چاہے عطا کرے اور بکیر بن معروف نے کہا کہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں کوئی

شخص ابو حنیفہ سے بہتر میں نے نہیں دیکھا۔

تمہارا محتاج بنادے گا۔ ان سے دریافت کیا

گیا کہ علقمہ اور اسود میں سے کون افضل ہے تو

آپ نے فرمایا کہ میری حیثیت اسکے سوا کچھ نہیں

کہ دونوں کو دعاء واستغفار سے یاد کروں

تا کہ انکی تغظیم کا اظہار ہو تو اب میں ایک کو

دوسرے پر فضیلت کیونکر دے سکتا ہوں

اور ابن مبارک نے کہا کہ ابو حنیفہ غیبت سے

بہت دور تھے ان کو اپنے دشمن کی غیبت

بھی نہ کرتے سنا۔ آپ نے فرمایا کہ وہ بہت

عقل مند ہیں اپنی نیکیوں پر کوئی ایسا عمل

نہیں کر سکتے جو ان کی نیکیوں کو ختم کر دے

شریک نے کہا کہ آپ خاموش طبع بہت

عقل مند، سمجھ دار، لوگوں سے کم بحث کرنے

والے اور کم بات کرنے والے تھے اور ضررہ

نے کہا کہ لوگوں کا اتفاق ہے کہ ابو حنیفہ

درست زبان تھے کسی کا ذکر برائی سے نہ

کیا اور ان سے کہا گیا کہ لوگ آپ پر اعتراض

کرتے ہیں اور آپ کسی پر اعتراض نہیں

کرتے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ اللہ کا فضل ہے

کہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں کوئی

شخص ابو حنیفہ سے بہتر میں نے نہیں دیکھا۔

سترھویں فصل آپ کے کرم کے

بیان میں

ایک سے زائد حضرات کا کہنا ہے کہ آپ کی ہم نشینی تمام لوگوں سے زائد بزرگی والی تھی اور آپ سب سے زائد اپنے اصحاب اور ہم نشینوں کی غم خواری اور ان کا اکرام کرنے والے تھے اور اسی لئے محتاجوں کا نکاح کر دیتے تھے اور ان پر خرچ کرتے تھے اور ہر شخص کی طرف اسکے مرتبہ کے مطابق خرچ بھیجتے تھے آپ اپنے کسی ہم نشین کو پٹھے پر لے کرے میں دیکھا تو اسے حکم دیا کہ لوگوں کے چنے جلے تک بیٹھ رہیں پھر جب لوگ چلے گئے تو آپ نے فرمایا کہ جانے نماز کے نیچے جو کچھ ہے وہ لے لو اور اس سے صاف ستھرا لباس پہن کر اپنی حالت کو ستوار و اس نے جانے نماز کے نیچے جب دیکھا تو ایک ہزار درہم تھے اور ابو الیوب نے فرمایا کہ آپ جس حاجت کا سوال کیا جاتا تھا آپ اس کو پورا فرماتے تھے۔ اور جب آپ کے صاحبزادے حملانے

”الفصل السابع عشر“

فی کرمہ“

وقال غیر واحد انه کان اکرم الناس مجالسة و اکثرهم اکراما و مواساة لاصحابه و لمن جلس الیه و من ثمة کان یزوج من احتاج و ینفق علیہ و یرسل الی کل منہم قدر منزله و رائی علی بعض جلساء ثیا بارثہ فامرہ ان یجلس حتی یتفرق الناس ثم قال لاخذ ما تحت الیمین فتجمل بہ فاذا ہوا الف درہم و قال ابو یوسف کان لایکاد یسئل حاجۃ الرضاء و لہا تخم حماد و لدہ سورۃ المناخۃ اعطی ما علم حمادۃ درہم و فی روایۃ الف درہم فقال ما صنعت حتی ارسل الی ہذا فاخضرہ و اعتذر الیہ

وقال لا تستحق ما علمت و
ولدی والله لو كان معنا اكثر
من ذلك لبعثت اليك تعظيما
للقرآن وكان يجمع ربح تجارة
التي يرسلها الي بغداد من
السنة الى السنة فيشتري بها
لشيوخ المحدثين حوائجهم
من تحفوت وكسوة ثم يبيع
الباقى اليهم فيقول انفقوا
في حوائجكم ولا تحمدوا الا
الله تعالى فاني ما اعطيتكم من
مالى شيئا ولكن من فضل الله
يجريه على يدي

وقال وكيع قال لى ابو حنيفة
ما ملكت اكثر من اربعة آلاف
درهم منذ اربعين سنة الا
اخرجة اى الاكثر وانما
امسك الا اربعة لقول على
كروا لله وجهه الكريم اربعة
الاف ودونه نفقه

ولو لا ان اخاف ان احتاج

سورة فاتحه ختم کی تو آپ نے استاد کو پانچ سو
درہم دیتے اور ایک روایت کے مطابق ایک
ہزار درہم دینے تو استاد نے کہا کہ میں کیا کام
کیا جو انھوں نے اس قدر درہم بھیجے تو آپ نے
معلم کو بلایا اور معذرت کے بعد فرمایا کہ
جو کچھ آپ نے میرے بچے کو تعلیم دی ہے اس کو
حقیر نہ سمجھئے اگر میرے پاس اس سے زائد بھی
ہوتا تو قرآن کی تعلیم کے لئے وہ بھی دیدیتا
آپ اپنی اس تجارت کو نفع جمع فرماتے تھے
جو بغداد کی طرف بھیجتے تھے سال بہ سال
اور اس سے شیوخ اور محدثین کی ضروریات
کا سامان خرید فرماتے تھے مثلاً غذا، کپڑے
وغیرہ پھر باقی ماندہ نقد ان کی خدمت میں
پیش کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اس کو اپنی
ضروریات میں خرچ کیجئے اور اللہ ہی تعریف
کیجئے کیونکہ میں نے اپنے مال سے کچھ نہیں
دیا ہے بلکہ اللہ کے اس فضل سے دیا
ہے جو اس نے مجھ پر کیا ہے۔ وکیع نے کہا
کہ ابو حنیفہ نے مجھ سے کہا چالیس سال سے
میں چار ہزار درہم سے اکثر کا جب بھی
مالک ہوتا ہوں تو اس کا اکثر حصہ خرچ

الی ہوا لاء ما امکت منہا درہا
 واحد اوقال سفیان بن عیینہ
 کان ابو حنیفہ کثیر الصدقۃ
 وکان کل ما یتفیدہ لا یدع
 منہ شیئا الا اخرجہ ولقد وجہ
 الی ہدایا استوحشت من کثرتھا
 فشکوت ذلک لبعض اصحابہ
 فقال لورا یت ہدایا بعث
 بہا الی سعید بن ابی عروبۃ
 وما کان یدع احدا من
 المحدثین الا بوزا و اسعا
 وقال مسعر کان لا یشتری
 لنفسہ و عیالہ کسوة او فاکھۃ
 او غیرھا الا اشتري قبل
 ذلک لشیوخ العلماء مثل
 ذلک
 وقال ابو یوسف کان یغتم
 لمن یشکرہ علی شیء اعطاہ
 ایالہ ویقول اشکر اللہ تعالیٰ
 فانما ہو رزق ساقہ اللہ
 الیک وکان یعولنی و عیالی

کر دیتا ہوں اور چار ہزار روک لیتا ہوں
 کیونکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا فرمان ہے
 کہ چار ہزار اور اس سے کم خرچ کئے گئے ہیں
 اور اگر مجھے یہ ڈرنہ ہوتا کہ میں ان لوگوں کا
 محتاج ہو جاؤں گا تو میں ان میں سے
 ایک درہم بھی نہ روک رکھتا اور سفیان
 بن عیینہ نے کہا کہ ابو حنیفہ بہت صدقہ
 کرنے والے تھے اور جو کچھ فائدہ حاصل ہوتا
 تھا اس میں سے کچھ نہ رکھتے تھے سب نکال
 دیتے تھے اور میری طرف اتنے تحفے بھیجے کہ
 میں ان کی کثرت سے وحشت زدہ ہو گیا تو میں
 انکے بعض اصحاب سے شکوہ کیا تو انھوں نے
 بتایا کہ کاش آپ ان تحفوں کی طرف دیکھتے
 جو وہ سعید بن ابی عروبہ کو بھیجتے تھے اور آپ
 محدثین میں سے ہر ایک کے ساتھ بڑی فراخی
 کے ساتھ احسان فرماتے تھے اور مسعر نے کہا
 کہ آپ اپنے گھر والوں کے لئے پیرامیوہ اور
 اسکے علاوہ دیگر اشیاء خریدنے سے قبل شیوخ
 علماء کیلئے خریدتے تھے ابو یوسف نے فرمایا کہ
 اگر آپ کی عطا کردہ چیز پر کوئی شخص شکریہ
 ادا کرتا تھا تو آپ غلگین ہوتے تھے اور فرماتے

عشرین سنت

وان قلت له ما رايت
اجود منك يقول كيف لورايت
حماد او ما رايت اجمع للخصال
المحمودة منه وكانوا يقولون
ابو حنيفة زينة الله يا ابا العلم
والعمل والسخاء والبذل
واخلاق القرآن التي كانت
فيه

وقال شقيق كنت معه في
طريق فراه رجل فاخبرني منه
واخذ في طريق اخر فصاح به
فجاء اليه فقال له لمر عدلت
عن طريقك قال لك عن عشرة
الآف درهم وقد طال على الوقت
واعسرت فاستحييت منك فقال
سبحان الله بلغك الامر كل
هذا وهبته منك كله وانهدت
على نفسي فلا تنوام واجعلني
في حل مما دخل في قلبك مني
قال شقيق فعلت انه زاهد

تھے کہ اللہ کا شکر ادا کرو کیونکہ یہ رزق اللہ نے
تمہارے لئے بھیجا ہے۔ ابو یوسف فرماتے تھے
کہ ابو حنیفہ نے میری اور میرے گھر والوں کی
بیس سال تک پرورش کی اور جب میں اس
کہتا تھا میں نے آپ سے زائد سخی نہ دیکھا تو فرماتے
کیوں؟ کاش تم حماد کو دیکھ پاتے ان سے زائد
خصال حمیدہ کا جامع میں نے کوئی نہ دیکھا
اور علماء کہتے تھے کہ ابو حنیفہ کی زینت میں
علم، عمل، سخا، خراج اور قرآنی اخلاق کے
لی طے جوان میں ہیں۔ اور شفیق نے کہا کہ
میں ان کے ہمراہ راستے پر جا رہا تھا کہ ایک شخص
ان کو دیکھ کر چھپنے لگا۔ اسیان سے راستہ
بدل دیا تو آپ نے چیخ کر اس کو بلایا اور دیا
کیا تو نے راہ کیوں بدل دی کہا کہ آپ کے دس
ہزار درہم میرے ذمہ ہیں اور مدت دراز
گزرتی ہے اور میں تنگ دست ہو گیا ہوں
اسلئے میں آپ سے شرم کر رہا ہوں تو آپ نے
فرمایا سبحان اللہ معاملہ یہاں تک پہنچ چکا
ہے یہ سب درہم میں نے تجھے بخش دیئے اور
اپنے نفس کے خلاف گواہی دی تو اب تو مجھ
سے نہ چھپ اور تجھے معاف کر اس ڈنک کی وجہ

على الحقيقة وقال الفضيل كان
ابو حنيفة معروفا بكثرة الفضل
وقلة الكلام واكرام العلم
واهمه

وقال شريك كان يغني من
يعلمه وينفق عليه وعلى عياله
فاذا تعلم قال له لقد وصلت
الى الغنى الاكبر بمعرفة
الحلال والحرام

وجلس ابراهيم بن عينية
على اثتر من اربعة آلاف درهم
فاراد بعض اخوانه ان يجمع له
من الناس فلما صار له في حنيفة
امرا برد ما اخذ لا من الناس
وقضى عنه جميع دينه واهدى
اليه شخص شيئا فكا فاك باضعافه
فقال له لو علمت انك تفعل
ذلك ما اهديت لك قال لا
تقل هذا فان الفضل لسابق
الم تسمع الى ما حدثني به الهيثم
عن ابى صالح يبلغ به النبي صلى

سے جو میری طرف سے تیرے قلب میں داخل
ہوا بشیق فرماتے ہیں کہ تب تک میں نے جانا کہ یہ
فی الحقیقت زاہد ہیں اور فضیل نے کہا ابو
حنیفہ بخت انعام دینے، کم کلام کرنے علم اور
اہل علم کا اکرام کرنے میں مشہور تھے۔ بشر کے
کہا کہ آپ اس شخص کو بے نیاز کر دیتے تھے
جو آپ سے تعلیم حاصل کرتا تھا اور آپ اس پر
اور اسکے اہل و عیال پر خرچ فرماتے تھے
اور جب وہ علم حاصل کر لیتا تھا تو آپ
فرماتے تھے کہ تم بڑی مالدار سی کو پہنچ گئے
کہ تم کو حلال و حرام کی معرفت حاصل ہو گئی
اور ابراہیم بن عینیہ چار ہزار سے زائد درہم
کے قرض کی وجہ سے گھر میں بیٹھ رہے تو انکے
بعض ساتھیوں نے ارادہ کیا کہ لوگوں سے
ان کے لئے چندہ کریں جب ابو حنیفہ کو
انکے معاملہ کی اطلاع ہوئی تو آپ نے حکم دیا
کہ جو کچھ لوگوں سے جمع کیا گیا ہے سب واپس
کر دیا جائے اور آپ نے ان کا تمام قرض چکا
دیا اور ایک شخص نے آپ کو کچھ چیزیں دیں
دی تو آپ نے اس کو گئی گن زائد ہدیہ دی
تو اس نے کہا کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ آپ

اللہ علیہ وسلم اذ قال من صنع
الیکم معروفًا فکافئوا فان لم تجد
واما تکافؤہ بہ فاشتروا علیہ
فقال لہ هذا الحدیث احب الی
من جمیع ما املک

ایسا کریں گے تو میں آپ کو ہدیہ نہ دیتا آپ
نے کہا کہ ایسا نہ کہو کہ فضیلت سبقت لے
جانے والے کو ہے کیا تم نے وہ حدیث
نہ سنی جو مجھ کو یتیم نے ابو صالح سے روایت
کرتے ہوئے سنائی۔ اور وہ حضور اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم تک اس کی روایت کو پہنچاتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جو شخص تمہارے ساتھ کوئی
احسان کرے تو تم اس کو جزاء دو اور اگر تمہارے پاس بدلہ دینے کو کچھ نہ ہو تو اس کی تعریف ہی
کردو تو انہوں نے کہا کہ یہ حدیث میرے لئے میری تمام ملکیت سے زائد پسندیدہ ہے۔

”الفصل الثامن عشر“

فی زہدہ و ورعہ

قال ابن المبارک قد مت
الکوفة فالت عن ازہد اہلھا
فقالوا ابو حنیفۃ واراد شراء
جاریۃ فمکث عشر سنین وفی
روایۃ عشرین سنۃ یختار و
یشاور من ای سبی سالم عن
الشبۃ یشتری ما رایت احدا
اورع منه ما تقدرون ان
تقولوا فی رجل عرضت علیہ الا

اٹھارھویں ان کے زہد و تقویٰ کے بیان میں

ابن مبارک فرماتے ہیں کہ میں کو فہ آیتو
وہاں کے سب سے بڑے زاہد کے بلے میں
سوال کیا تو لوگوں نے جواب دیا کہ وہ ابو حنیفہ
ہیں۔ آپ نے ایک باند سی خریدنے کا ارادہ کیا
تو دس سال تک رکے رہے اور ایک روایت
میں ہے کہ بیس سال تک رکے رہے اور
مشورہ کرتے رہے کہ کون سے قیدیوں
میں سے خریدیں جو شبہ سے خالی ہوں
میں نے ان سے فرما دیا متقی نہ دیکھا تم ایسے

موال العظيمة فينذها فضراب
بالسياط فعبد على السراء و
الضراء ولم يدخل فيما كان
غيره يطلبه ويتمنأه

وقال مكي بن ابراهيم جالست
الكونيين فلم ارفيهم ادرع منه
وقال حسن بن صالح كان
شديد الورع هائيا للحرام تاركا
للكثير من المحلّول فحافته
الشبهة ما رايته فقيها اشد
منه صيانة لنفسه ولعلمه وكان
جهادة كلّه الى قبرة وقتال
النضر بن محمد ما رايته اشد
زراعة منه

وقال يزيد بن هارون
كنت عن الف شيخ حدث
عنهم العلم فما رايته فيهم
اشد ورعا ولا احفظ لسانا
منه

وقال الحسن بن زياد
والله ما قبل لاحد منهم

شخص کے بارے میں کیا کہہ سکتے ہو جس پر
کثیر مال پیش کیا گیا ہو اور اس نے اسے
پھینک دیا ہو پھر اسے کوڑوں سے مارا
گیا ہو اور اس نے اللہ کی عبادت اچھی
حالت اور بری حالت دونوں میں کی ہو
اور ان دوسروں کی طرح طلب اور تمنا
نہ کی ہو۔ اور مکی بن ابراہیم نے کہا کہ میں کوڑ
والوں کے ہمراہ بیٹھا لیکن میں نے ابو حنیفہ
سے زیادہ متقی نہ دیکھا اور حسن بن صالح
نے کہا کہ آپ سخت ورع والے تھے حرام
سے ڈرنے والے بہت سی حلال چیزوں
کے چھوڑنے والے شبہ کی وجہ سے میں نے
کوئی فقیہ اپنے نفس کی اور علم کی حفاظت
کرنے والا ابو حنیفہ سے زائد نہ دیکھا۔ اور
مرنے دم تک وہ جہاد کرتے رہے اور نضر
بن محمد نے کہا کہ میں نے ان سے زائد متقی
نہ دیکھا اور يزيد بن ہارون نے کہا کہ میں
نے ایک ہزار شیوخ سے لکھا جن سے
میں نے علم حاصل کیا تو میں نے ان میں
ابو حنیفہ سے زائد نہ کو کسی متقی پایا اور
ہی اپنی زبان کی حفاظت کرنے والا

ای الا مراۃ ونحوہم جائزۃ
ولا ہدیۃ وارسل لشریکہ
منا عافیۃ ثوب معیب یبیعہ
یبتن مافیہ من العیب
فباعہ ولم یبین نسیاناً و
جہل المشتري فلما علم ابو حنیفہ
تصدق بثمان التاء کلہ وکان
ثلاثین الف درہم و فاصل
شریکہ

و ذکر و کہ انہ کان جعل علی
نفسہ ان خلف باللہ صادقاً فی
عرض کلام تصدق بدرہم
مخلف متصدق بہ ثم جعل
علی نفسہ ان خلف تصدق بذنا
وقال حفص صحبۃ ثلاثین
سنتہ فلما اعلیٰ خلاف
ما اُسرو کان ان ادخلت علیہ
شبیحۃ فی شئ اخریۃ من قبیلہ
ذلک ولو بجمیع مالہ

تو لوگوں نے جواب دیا کہ وہ ابو حنیفہ ہیں
اور حسن بن زیاد نے کہا بخدا آپ نے ان
میں سے کسی کا ہدیہ یا انعام قبول نہ کیا
اور آپ نے اپنے ایک شریک کو کچھ سامان
بھیجا جس میں ایک معیوب کپڑا بھی تھا
جس کے بارے میں آپ نے فرمایا کہ اس کو
بیچ دیں اور اس کا عیب ظاہر کر دیں۔
شریک نے اس کو بیچ دیا اور اس کا
عیب ظاہر کرنا بھول گیا اور خریدنے والا
اس عیب کا واقف نہ رہا پس جب ابو حنیفہ
علم ہوا تو سب سامان کا صدقہ کر دیا اور
وہ تیس ہزار درہم تھا اور اپنے شریک
کو علیحدہ کر دیا اور وکیل نے ذکر کیا کہ آپ نے
یہ عہد کر رکھا تھا کہ آٹھ گنتلو میں اگر
اللہ کی سچی قسم کھائی تو ایک درہم صدقہ
کریں گے چنانچہ قسم کھائی اور ایک درہم
صدقہ کیا پھر عہد کیا کہ اگر اب قسم کھائی تو
ایک دینار صدقہ کریں گے۔ اور نقصان نے
کہا کہ میں ابو حنیفہ کے ساتھ تیس سال

وقال سهل بن مزاحم
 كذا دخل عليه فلا يزي في
 بيته الا البواري وقبل له تعوض
 عليك الدنيا ولك عيال فقال
 الله تعالى للعيال وانما قرتي
 انا في الشهر درهمان فما جمعي
 لمن يسئلي الله تعالى عن الجمع
 له من اطاعوه وان عصوه فان
 رزق الله غاد وراحم على الفريقين
 ثم قرأ في السماء رزقكم وما
 توعدون وحج بعض اصحابه
 وخلف عنده جارية فغاب
 اربعة اشهر فلما قدم قال
 له كيف وجدتها قال من قرأ
 القرآن وحفظ على الناس دينهم
 يحتاج ان يصون نفسه عن
 الفتنة والله ما رايتها منذ جزت
 الى ان رجعت فسالها عن اخلاقها
 فقالت ما رايت ولا سمعت مثله
 ما رايتها اغتسل في ليل ولا نهار
 من حنابة وما رايتها افطر بالانحر

تک رہا لیکن میں نے کبھی نہ دیکھا کہ آپ نے
 اس چیز کے خلاف ظاہر کیا ہو جو آپ کے
 دل میں ہو اور جب ان کو کسی چیز کے
 بارے میں شبہ پیدا ہوتا تھا تو آپ اپنے دل
 سے اس کو نکال دیتے تھے اگرچہ اس کی خاطر
 اپنا تمام مال ہی کیوں نہ خرچ کرنا پڑے
 اور سهل بن مزاحم نے کہا کہ ہم آپ کی خدمت
 میں آتے تو ان کے گھر میں بوریاں ہی بوریاں
 دیکھتے آپ کہا گیا کہ آپ کے پاس دنیا آتی ہے
 اور آپ کے بال بچے ہیں (یعنی کچھ ان کے لئے
 جمع کریں) تو آپ نے فرمایا کہ اللہ ابل و عیال کو
 کافی ہے اور میرے لئے مہینہ بھر کو دو درہم
 کافی ہیں تو اب میں ان کے واسطے کیوں جمع
 کروں جنکے بارے میں اللہ مجھ سے سوال
 کرے گا چاہے وہ اس کی اطاعت کریں
 یا نافرمانی کریں کیونکہ اللہ کا رزق آنے
 جلنے والا ہے دونوں فریقوں پر پھر آپ نے
 یہ آیت پڑھی "و فی السماء رزقکم وما تو
 علون" اور آپ کے اصحاب میں سے کوئی
 صاحب حج کو گئے۔ اور اپنی باندی کو آپ
 کے پاس چھوڑ گئے۔ اور چار ماہ غائب رہے

قط

وكان ياكل آخر الليل ثم
يرقد رقدة خفيفة ثم يخرج
للصلاة وجاءته امرأة يشرب
خزيب عي لها بمائة فقال هو
خير من مائة بكم تقولين فزاد
مائة مائة حتى قالت اربع مائة
قال هو خير من ذلك قالت
تهزأ بي قال هاتي رجلا فجاءت
برجل فاشترأ بمخمس مائة درهم
وقال لولا الخوف من الله تعالى
ان يفيم العلم ما افقيت احدا
يكون لهم الهنا وعلى الوزر
ولها جلس ببغداد في محقة الامة
ارسل لولداه حماد يقول يا بني
ان قوتي في الشهر درهمان فمرة
للسويق ومرة للخبز وقد جلت
فعجله لي واختلطت غم الكوفة
بغم مغصوبة فسال كم تعيش
الغم قالوا سبع سنين فترك
اكل لحم الغم سبع سنين وراى

جب واپس آئے تو پوچھا کہ آپ نے اس
باندی کو کیسا پایا؟ تو آپ نے فرمایا کہ جس نے
قرآن پڑھا اور لوگوں پر ان کے دین کی
حفاظت کی تو اسے فتنہ سے بچنے کی ضرورت
ہے بخدا میں نے تو اس کو آپ کے جانے
کے بعد دیکھا بھی نہیں پھر اس باندی سے
آپ کے اخلاق کے بارے میں دریافت کیا
گیا تو اس نے کہا کہ میں نے ان جیسا آدمی
نہ دیکھا نہ سنا نہ رات میں اور نہ دن میں
آپے جنابت کی وجہ سے غسل کیا اور میں نے
نہیں دیکھا کہ کبھی آپ نے دن میں افطار
کیا ہے رات کے آخری حصہ میں آپ کھانا
تناول فرماتے تھے پھر تھوڑی دیر سوتے
تھے پھر نماز کے لئے نکلتے تھے۔ آپ کے
پاس ایک عورت ریشمی کپڑا لائی اور کہا
کہ اسے ایک سو میں فروخت کر دیجئے تو
آپ نے کہا کہ یہ ایک سو سے بہتر ہے تو کہنے لگیں
کہتی ہے؟ تو وہ ایک ایک سو بڑھاتی گئی
حتیٰ کہ چار سو تک پہنچ گئی تو آپ نے فرمایا
کہ یہ اس سے بھی بہتر ہے۔ تو وہ عورت
کہنے لگی کہ آپ مجھ سے مذاق کرتے ہیں آپ نے

فرمایا کسی شخص کو بلا لاؤ تو وہ ایک شخص کو
 بلا لائی اس شخص نے پانچ سو درہم میں
 خرید لیا آپ نے فرمایا کہ اگر مجھے اللہ سے یہ قدر
 ہوگا کہ علم ضائع نہ ہوگا تو میں کسی کو نہ توئی نہ
 دیتا لوگ خوش ہوتے رہیں اور مجھ پر غلبہ
 ہو۔ اور جب بغداد میں بیٹھے تو اپنے بیٹے حماد
 کو پیغام بھیجا کہ اے میرے بیٹے میرا خرچ ۲
 درہم یا نہ ہے کہیں ستو کیلئے اور کبھی روٹی
 کے لئے اور اب میں بیٹھ گیا ہوں تو جلد خرچ
 بھیج دو اور کو نہ کی بھیڑ بکریاں معصوبہ بھڑ
 بکریوں میں مل گئیں تو آپ نے دریافت کیا کہ
 بکری کتنی مدت تک زندہ رہتی ہے لوگوں نے
 کہا کہ سات سات سال تو آپ نے سات سات سال تک
 بکری کا گوشت نہ کھایا اور انھیں دنوں
 آپ نے ایک فوجی کو دیکھا کہ اس نے گوشت
 کھایا اور اس کا فضلہ کوفہ کی نہر میں پھینک
 دیا تو مچھلی کی عمر کے بارے میں دریافت
 کیا تو جواب ملا کہ اتنے اتنے سال زندہ
 رہتی ہے تو اس مدت تک مچھلی کے
 گوشت سے پرہیز کیا اور ہمارے استاد
 ابو القاسم قشیری اصحاب شافعیہ کے

تلك الايام بعض الجند اكل
 لحما ورعى فضلة في نهر الكوفة
 قال عن عمر السمك فقيل له
 كذا وكذا افا تمنع من اكل السمك
 تلك المدة

وقال بعض أئمة اصحابنا
 الشافعية الرضا ابو القاسم
 القشيري في باب التقوى في
 رسالة التي هي اعظم كتب السادة
 الصوفية قدس الله ارواحهم
 كان ابو حنيفة لا يجلس في
 ظل شجرة غريمه ويقول كل
 قرض جرم منفعه فهو ربا وبوا
 فقه قول يزيد بن هرون
 ما ريت ادرع منه رايت
 جالسا يوما في الشمس عند باب
 انسان فقلت له يا ابا حنيفة لو
 تحولت الى الفل فقال لي على صاحب
 هذه الدار دراهم ولا احب
 ان اجلس في ظل فتاء داره قال
 يزيد فاي ورع اكثر من هذا

وفي رواية انه سئل لما امتنع
من الظل فقال لي علي صاحب
هذا الدار شئ فكري هت ان
استظل بظل حائطه فيكون
ذلك جرم منفعته وما اسي
ذلك على الناس واجبا ولكن
العالم يحتاج ان ياخذ لنفسه
من عمله باكثر مما يدعو الخلق
اليه والا تار في ورعه كثيرة ۴

آئہ میں ہیں اپنے اس رسالے کے باب التقویٰ
میں جو سادات صوفیہ کی کتب میں بہت بڑی
کتاب ہے کہتے ہیں کہ ابو حنیفہ اپنے مقروض
کے درخت کے سایہ میں نہ بیٹھتے تھے اور
فرماتے کہ ہر وہ قرض جو منفعت پر مبنی ہو
سو وہ ہے اور اس قول کے موافق یزید بن
مارون کا قول ہے کہ میں نے ابو حنیفہ سے
زائد متقی نہ دیکھا ایک روز میں نے ان کو
کسی شخص کے دروازہ کے پاس دھوپ

میں بیٹھا دیکھا۔ میں نے کہا اے ابو حنیفہ کیا اچھا ہوتا کہ سایہ میں آجاتے۔ تو فرمایا اس گھر والے
پر میرے کچھ وہم چاہیں اور میں پسند نہیں کرتا کہ اس کے گھر کے سایہ میں بیٹھوں یزید نے کہا
اب اس سے بڑھ کر اور کون سا تقویٰ ہو گا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جب آپ نے سایہ
میں بیٹھنے سے انکار کر دیا تو آپ سے دریافت کیا گیا کہ ایسا کیوں ہے تو آپ نے جواب دیا
کہ اس گھر والے پر میرا کچھ چاہئے تو میں اس کی دروازہ کے سایہ میں بیٹھنا برا سمجھتا ہوں کیونکہ
یہ بھی منفعت حاصل کرنا ہو جائے گا اور میں یہ چیز لوگوں کے حق میں واجب نہیں سمجھتا
ہوں لیکن عالم کو اس سے زائد عمل کرنا چاہئے جس کی طرف مخلوق کو دعوت دیتا ہے۔
اور ان کے درع کے واقعات بہت منقول ہیں۔

انیسویں فصل انکی امانت داری کے بیان میں

ایک شخص نے شام میں حکم بن ہشام ثقفی سے کہا کہ مجھے ابو حنیفہ کے حالات بتائیے تو انھوں نے کہا کہ وہ لوگوں میں بہت بڑے امانتدار تھے اور بادشاہ نے انکو حکم دیا کہ وہ اسکے خزانوں کی چابیوں کے متولی بن جائیں ورنہ وہ انکو مارے گا آپنے اللہ کے عذاب کے بجائے اس کی ایذا رسانی کو قبول فرمایا تو اس شخص نے کہا آپنے جو حال ان کا مجھ سے بیان کیا ایسا کسی نے نہیں کیا تو انھوں نے کہا کہ بخدا وہ ایسے ہی تھے وکیع نے کہا ابو حنیفہ بہت بڑے امانتدار تھے اور ابو نعیم اور فضیل بن دینار نے کہا کہ ابو حنیفہ اچھی دیانت اور بڑی امانت والے تھے۔

”الفصل التاسع عشر فی امانتہ“

قال رجل يا الشام للحكم
بن هشام الثقفى اخبرنى عن
ابى حنيفة قال كان اعظم الناس
امانة و ارادة السلطان ان متولى
مفتاح خزانته و يضرب ظهره
فاختار عذابه على عذاب الله
تعالى فقال ما رايته احدا يصفه
بمثل ما وصفت به قال هو
والله كما قلت و قال و كيع
كان ابو حنيفة عظيم الامانة
و قال ابو نعيم و الفضيل بن دكين
كان ابو حنيفة حسن الديانة

بیسویں فصل انکی بہت زیادہ عقلمندی کے بیان میں

خطیب ابن مبارک سے روایت کی ہے کہ میں نے کوئی شخص ان سے زیادہ عقلمند

”الفصل العشرون فی وفور عقله“

روى الخطيب عن ابن
المبارك ما رايته رجلا اعقل

صنہ

وعن هرون الرشيد انه
ذكره عنده يوما ففتحهم عليه
وقال كان ينظر بعين عقلة
ما لا يراه غيره بعين راسه
وعن علي بن عاصم قال لو وزن
عقل ابي حنيفة بعقل نصف
اهل الارض لرجح بهم

وعن محمد بن عبد الله
النصاري كان يثبت عقله
في منطقة وفعله ومشيه وقله
ومخرجه

وعن خارجة لقيت الفاضل
العلماء فوجدت العاقل منهم
ثلاثة اربعة فذكره في الثلاثة
او الاربعة وعن يزيد بن هرون
ادراك الناس فما راي احد
اعقل ولا افضل ولا
من ابي حنيفة

وقال ابو يوسف ما راي
احد اهل عقل ولا اتهم

دیکھا۔ اور ہارون رشید سے مروی ہے کہ
ایک روز ابو حنیفہ کا ذکر ان کے پاس ہوا
تو انھوں نے آپ کے لئے دعائے رحم کی
اور کہا کہ وہ اپنی عقل کی آنکھوں سے وہ
کچھ دیکھتے تھے جو لوگ اپنے سر کی آنکھوں سے
دیکھتے ہیں کہا اگر ابو حنیفہ کی عقل کا نصف
اہل زمین کی عقل سے ملا کر موازنہ کیا جائے
تب بھی ابو حنیفہ کی عقل غالب آجائے گی۔

محمد بن عبد اللہ النصاری سے مروی ہے کہ
آپ کی عقلمندی آپ کی گفتار و رفتار اور آمد و
رفت ہی میں ظاہر ہو جاتی تھی اور خارجہ
سے مروی ہے کہ میں ایک ہزار علمائے
ملا تو ان میں عقلمند تین یا چار پائے اور
تین یا چار میں انھوں نے ابو حنیفہ کا
ذکر کیا اور یزید بن ہارون سے مروی ہے
کہ میں نے بہت لوگوں کو دیکھا مگر میں نے
ابو حنیفہ سے زائد عاقل۔ افضل اور مستقی
دیکھا اور ابو یوسف نے کہا کہ میں نے کسی
کو ابو حنیفہ سے زائد عاقل اور بامروت نہ
دیکھا۔ اور یحییٰ بن معین نے کہا کہ ابو حنیفہ
بہت عقلمند تھے اس لئے جھوٹ نہیں

مرؤة من ابی حنیفة

وقال یحییٰ بن معین

کان ابوحنیفة اعقل من ان

یکذب ما سمعت احدا یصفه

ویذکره بشئ ما کان ابن مبارک

یصفه ویذکره به من الخیر

وذکر حماد ابیہ عنہ انہ

احتبى بثوبه فی المسجد فسقط

فی حجرة من السقف حية

عظيمة فلا والله ما تخلخل ولا

تحول من مكانه ولا تغیر شم

قال لن یصینا الا ما کتب

الله لنا واخذها بیدة ایسری

فرماها بها عنہ

وقال الشافعی رحمہ اللہ ما

قامت النساء عن رجل اعقل

من ابی حنیفة وقال بکر بن جیش لو جمع عقله وعقل

اهل نر منه لو جمع عقله علی عقولہم

برتے تھے میں نے کسی کو ابوحنیفہ کے اوصاف

اس طرح بیان کرتے ہوئے نہ پایا جیسا کہ

ابن مبارک انکے اوصاف بیان کرتے تھے

اور ان کو خیر کے ساتھ یاد رکھتے۔ اور انکے

بیٹے حماد نے ان سے ذکر کیا کہ وہ ایک کپڑے

سے احتباء کئے ہوئے مسجد میں بیٹھے تھے کہ

چھت سے ایک سانپ آپکی گود میں اگرا

تو بخزانہ تو اپنے کچھ خلل پیدا کیا اور نہ ہی

اپنے مقام سے ہٹے اور نہ کچھ تغیر ہوا پھر

فرمایا کہ ہم کو تو وہی مصیبت پہنچے گی جو

اللہ نے ہمارے حق میں لکھ دی ہے اور

اس کو اپنے لئے ما کتب سے پکڑ کر پھینک دیا

اور امام شافعی نے کہا کہ عورتیں ابوحنیفہ سے

زائد عثمانہ نہیں جتنا اور بکر بن جیش نے

کہا کہ اگر انکی عقل اور ان کے زمانے والوں

کی عقل جمع کی جاتی تو ان کی غالب آجاتی۔

اکیسویں فصل انکی سمجھ داری کے بیان میں

ان میں سے ایک یہ ہے کہ آپ نے اپنے اصحاب کی جماعت سے چند امور کی پیش گوئی کی تو وہ ویسے ہی ثابت ہوئے ان میں سے زفر بن ادراں میں سے داؤد طائی میں آپ نے ان کے لئے کہا کہ تم عبادت کے لئے فارغ رہو گے اور ان میں سے ابو یوسف ہیں کہا کہ تم دنیا کی طرف مائل ہو جاؤ گے تو ایسا ہی ہوا جیسا کہ فرمایا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ جب لمبے سروالے آدمی کو دیکھو تو سمجھو کہ احمق ہے۔ آپ نے کہا گیا کہ آپ نے علماء مدینہ کو کیسا پایا یا؟ تو آپ نے فرمایا کہ اگر ان میں سے کوئی کامیاب ہوگا تو وہ سرخ نیلگوں ہے آپ کی مراد مالک بن انس سے تھی اور بلاشبہ آپ اپنی فراست میں سچے نکلے کیونکہ مالک علم و فلاح میں اس مقام پر پہنچے جس پر ان کے ہم عصر علماء میں سے کوئی نہ پہنچا اور آپ نے فرمایا کہ جب کسی اچھے حافظ والے کو دیکھو تو اس کی یادداشت سے بچو۔ اور لمبی داڑھی والے

الفصل الحادی والعشرون فی فراستہ

منہا انه قال لجماعۃ من اصحابہ امور استقم لہم فكان كما قال منهم زفر ومنہم داود الطائی قال لہ انت تتخلی للعبادة ومنہم ابو یوسف قال لہ انت تمیل الی الدنیا فكان كما قال وقال اذا رایت الرجل طویل الرأس فاعلم انه احمق وقیل لہ کیف رایت علماء المدینۃ قال ان اقلہم منہم احد فالاشقر الا مرزق یعنی مالک بن انس

ولقد برز وصدق فی فراستہ کان مالکا بلغم من العلم والقدرة ما لم یلحقہ احد من اهل المدینۃ فی عصرہ وقال اذا رایت احدا جیدا الحفظ فاستمسک

کی حماقت سے بچو اور جب لمبے عقلمند انسان کو
دیکھو تو اس سے بچو کیونکہ تم کسی لمبے آدمی کو
بہت ہی شاذ و نادر عقلمند پاؤ گے اور جب
سفیان ثوری معمر اور شریک اور ابو حنیفہ
کو منصور کی طرف لے جایا گیا تو ابو حنیفہ نے
ان سے کہا میں تم سب کے بارے میں اندازہ
لگاتا ہوں۔ میں تو اپنے لئے کوئی تدبیر نکال
لوں گا اور سفیان راستہ سے بھاگ جائیں گے
اور معمر اپنے آپ کو دیوانہ بنالیں گے اور
شریک جال میں پھنس جائیں گے۔ جب
راستہ میں چلے تو سفیان بڑے میں جنگل میں
قصائے حاجت کو جانا چاہتا ہوں تو آپ کے
ساتھ ایک سپاہی ہو لیا۔ آپ ایک باغ میں
چلے گئے اور اس کے پیچھے جا بیٹھے اتنے میں
اس طرف سے کانتوں سے بھری ہوئی ایک
کشتی گزری تو آپ نے کہا جو شخص اس باغ کے
پیچھے ہے وہ چاہتا ہے کہ مجھ کو ذبح کر ڈالے
تو کشتی والوں نے کہا کہ کشتی میں آ جاؤ آپ
کشتی میں داخل ہو گئے اور کشتی والوں نے
ان کو کانتوں سے دھک دیا پھر آپ کا گزر
سپاہی پر ہوا اس نے آواز دی اے ابو عبد اللہ

بجمعه واذا رایت انساناً طویل
اللیحیۃ فاستمسک بحمقہ واذا
مرایت طویلاً عاقلاً فاستمسک
بہ فانہ قلما یجد طویلاً عاقلاً
ولہا حمل سفیان الثوری
ومعمر وابو حنیفۃ وشریک
الی المنصور قال لہم ابو حنیفۃ
اخذن فیکم تخمیناً اما انا فاحتال
لنفسی دام اسفیان فیہرب من
الطریق واما معمر فیحبس نفسہ
واما شریک فیتقم فلما ساروا فی
الطریق قال سفیان اسرید ان
اتبرز فخرج معہ الجندی فصاعداً
الی الحائط فجلس خلفہ فمرت
سفینۃ شریک فقال لہم ان
هذا الذی خلف الحائط یرید
ان یدبحنی فقالوا ادخل السفینۃ
فدخل وغطوا بالثوب فمر
علی الجندی فلم یرہ فلما ابطأنا
دالا یا ابا عبد اللہ فلم یحبر
فجاء لا فلم یرہ فرجع الی صاحبہ

فرضیه رستمہ فلما دخل الثلاثة
 علی المنصور بادرا لیه مسعر
 فصاحه وقال کیف حالک یا
 امیر المومنین وکیف جواریک
 وکیف داویک تولینی یا ایہ المومنین
 انقضاء فقال رجل علی راسہ
 ہذا مجنون قال صدقت اخرجہ
 فخلی سبیلہ فدعا ابا حنیفۃ
 فجاء فقال یا امیر المومنین انا
 النعمان بن ثابت بن مملوک
 خزاز و اهل الکوفۃ لا یرضون
 ان یبی علیہم ابن مملوک خزاز
 قال صدقت ذہب شریک
 یتکلم فقال اسکت فما بقی
 احد غیرک، خذ عہدک
 فقال یا امیر المومنین ان فی
 نسیانا فقال علیک بمضیع الب
 قال و بی خفۃ قال فضع لک
 الفالوذج تأکلہ قبل ان تجلس
 فی مجلس الحکم قال انی احکم
 علی الصادر والوارد قال احکم

تو جواب نہ دیا لیکن اس نے آپ کو نہ دیکھا
 چنانچہ وہ اپنے ساتھی کے پاس لوٹ آیا اور
 اس نے اس کو مار پیٹا اور گایا دیں پھر جب
 تینوں منصور کے دربار میں پہنچے تو مسرے
 بڑھ کر منصور سے مصافحہ کیا اور کہا اے
 امیر المومنین آپ کا کیا حال ہے اور آپ کی
 باندیوں کا کیا حال ہے۔ اور آپ کے
 جانوروں کا کیا حال ہے اے امیر المومنین
 مجھے عہدہ تضاد دیدیجئے تو ایک شخص جو منصور
 کے سر کے پس کھڑا تھا بولا اے امیر المومنین
 یہ دیوانہ ہے منصور نے کہا کہ تم نے کچھ کہا
 اس کو نکال دو چنانچہ ان کو چھوڑ دیا گیا
 پھر ابو حنیفہ کو طلب کیا تو وہ آئے اور کہا
 اے امیر المومنین میں نعمان بن ثابت ہوں
 ریشم فروش غلام کا لڑکا ہوں اور اہل کوفہ
 اس پر راضی نہیں کہ میں ریشم فروش غلام کا
 لڑکا ان پر حاکم ہو منصور نے کہا کہ کچھ کہتے ہو
 اب شریک نہ تھو کرنے لگے تو منصور بولا کہ
 خاموش رہو اب تمہارے سوا کوئی بات نہ بچا
 اپنا عہدہ سنبھالو تو شریک نے کہا کہ اے
 امیر المومنین مجھے بھول کی عادت ہے منصور

ولو علی ولدی قال افعل فکیان
 کما ذکر ابو حنیفہ ومرتعلیہ
 بالمسجد رجل فتفرس فیہ
 انه غریب فی مکہ حلاوة و معلم
 صبیان فکان کذلک ففعل فقال
 رأیتہ ینظر یمینیا و شمالہ و کذلک
 الغریب و ساریت الذ باب علی
 مکہ و ساریتہ ینظر للصبیان»

بولاک دودھ پیا کرو آپ نے کہا کہ مجھے کچھ
 ہلکا پن ہے منصور نے کہا کہ ہم آپ کے لئے
 فالودہ تیار کرادیں گے تاکہ عدالت کی
 مجلس میں بیٹھنے سے قبل کھالیا کرو
 آپ نے کہا کہ میں ہر آنے جانے والے
 کے خلاف فیصلہ دیتا ہوں تو منصور بولا
 کہ آپ کا فیصلہ خواہ میرے لڑکے کے خلاف
 ہو تو آپ نے کہا بہت اچھا چنانچہ ایسا

ہی ہوا جیسا کہ ابو حنیفہ نے فرمایا تھا۔ ایک شخص آپ کے پاس سے مسجد میں سے گزرا تو
 آپ نے اپنی فرست سے پہچانا کہ یہ مسافر ہے اور اس کی آستین میں کچھ مٹھی چیز ہے
 یہ بچوں کو پڑھانے والا ہے چنانچہ بعد میں معلوم ہوا کہ معاملہ ایسا ہی ہے آپ سے سوال
 کیا گیا کہ آپ نے کیسے پہچانا تو آپ نے جواب دیا کہ میں نے دیکھا کہ وہ دائیں بائیں دیکھ
 رہا تھا یہی حال ایک مسافر کا ہوتا ہے اور میں نے مکھی دیکھی کہ وہ اس کی آستین پر بیٹھتی
 ہے اور میں نے دیکھا کہ وہ بچوں کو دیکھ رہا ہے۔

الفصل الثانی والعشرون
والثالث والعشرون
فی عظیم ذکاء واجوبۃ
المسکۃ عن الاسئلة
المبہمة

بائیسویں اور تیسویں فصل
آپ کی عظیم ترین سمجھ داری اور
آپ کے مسکت جوابات
کے بیان میں مبہم
سوال سے

ان واقعات میں سے ایک یہ ہے کہ ایک
شخص جو آپ کو ناپسند کرتا تھا ان کے سوال
کیا کہ آپ اس شخص کے بارے میں کیا
کہتے ہیں۔ جو نہ توجنت کی امید رکھتا ہے اور
نہ ہی جہنم سے ڈرتا ہے اور مردار کھاتا ہے اور
نماز بلا رکوع و سجود کے پڑھتا ہے اور بلا دیکھے
گواہی دیتا ہے حق سے دشمنی رکھتا ہے اور
فتنہ کو پسند کرتا ہے اور رحمت سے بھاگتا ہے
اور یہود و نصاریٰ کی تصدیق کرتا ہے اپنے
فرمایا تجھے اس کا علم ہے؟ اس نے کہا نہیں
لیکن میرے نزدیک اس سے زائد بری کوئی
چیز نہیں اس لئے میں نے آپ سے سوال کیا۔ تو
ابوصیف نے اپنے اصحاب کے کہہ کر تم اس شخص
کے بارے میں کیا کہتے ہو۔ انھوں نے کہا کہ

من ذلك ان رجلاً ممن
يكرهه ساله ما تقول في رجل
لا يرجو الجنة ولا يخاف من النار
ولا يخاف الله تعالى وياكل
الميتة ويصلي بلا ركوع ولا
سجود ويشهد بما لا يرى ويبغض
الحق ويحب الفتنه ويفر عن
الرحمة ويصدق اليهود والنصارى
فقال اَلَيْكَ بهذه علم قال لا
ولكن لم اجد شيئاً هو اشنع من
هذا فسالته عن

فقال ابوحنيفة لا صحابه
ما تقولون في هذا الرجل قالوا
شر رجل هذه صفة كافر

فتبسم وقال هو من اولياء الله
 تعالى حقاً ثم قال للرجل ان انا
 اخبرتك انه كذ لك تكف عني
 لسانك وعن الحفظه ما يضرك
 قال نعم قال هو يجرورب الجنة
 ويخاف رب النار ولا يخاف الله
 تعالى ان يجور في عدله وسلطان
 ه وياكل ميته السمك ويصلي على
 الجنائز او على النبي صلى الله
 عليه وسلم ومعنى شهادته بما لا
 يرى انه يشهد ان لا اله الا
 الله وان محمداً عبده و
 رسوله ويغض الحق الذي
 هو الموت ليطيع الله تعالى
 ولا فتنه المال والولد ورحمة
 المطر ويصدق اليهود في
 قولهم ليت النصارى على
 شئ والنصارى في قولهم ليت
 اليهود على شئ فقام الرجل
 وقبل راسه وقال اشهد انك
 على الحق

برا شخص ہے یہ صفت تو کافر کی ہے تو آپ
 سکرائے اور فرمایا کہ یہ اللہ کے بچے اولیائے
 ہے۔ پھر آپ نے اس شخص سے کہا کہ اگر میں نہیں
 اس کے بارے میں یہ بتاؤں کہ وہ ایسا ہے
 تو تو اپنی زبان کو مجھ سے روک لے گا؟ اور
 کرنا کاتبین سے ضرور دینے والی چیز سے
 روک لے گا۔ اس نے کہا کہ ہاں تو آپ نے
 فرمایا کہ وہ جنت کے رب کی تمنا کرتا ہے اور
 جہنم کے رب کی تمنا ہے اور اللہ سے اس بارے
 میں نہیں ڈرتا کہ وہ اپنے عدل اور باوجود حق
 میں اس پر ظلم کرے گا اور مردہ پھلی کھاتا
 ہے اور نماز جنازہ پڑھتا ہے اور بلا دیکھے
 شہادت دینے کے معنی یہ ہیں کہ وہ گواہی
 دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور
 محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں
 وہ حق یعنی موت کو ناپسند کرتا ہے تاکہ اللہ
 کی اطاعت کرے اور فتنہ مال اور اولاد
 ہے اور رحمت بارش ہے اور یہودی کی
 اس بات میں تصدیق کرتا ہے کہ نصاریٰ کسی
 چیز پر نہیں اور نصاریٰ کی اس چیز میں تصدیق
 کرتا ہے کہ یہودی کسی چیز پر نہیں یہ سن کر

ولما مرض ابو يوسف قال

ابو حنيفة لئن مات هذا الغلام

لم يخلفه احد على وجه الارض

فلما عرفى اعجب بنفسه وعقد له

مجلسا في الفقه فانصرفت وجوه

الناس اليه فلما بلغ ابا حنيفة

ذلك قال لبعض من عنده

اذهب الى مجلس يعقوب وقل

له ما تقول في تصاريف اليه

رجل ثوبا ليقتصره بدرهمين

ثم طلب ثوبه فانكره القصار

ثم عاد له وطلبه فدفعه له

مقصورا اله اجرة فان قال

نعم قل له اخطأت او لا

قل له اخطأت فار اليه الرجل

فساله فقال نعم له اجرة فقال

له اخطأت فنظر ساعة فقال لا

فقال اخطأت فقام من ساعته

لا بي حنيفة فلما راها قال ما

جاء بك الا مسألة القصار

قال اجل قال سبحان الله من

وہ شخص اٹھا اور اس نے آپ کے سر کو بوسہ دیا اور

کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ حق پر ہیں۔

اور جب ابو یوسف بیمار ہوئے تو ابو حنیفہ نے

کہا کہ اگر یہ بڑا کام کر گیا تو زمین پر اس کا کوئی

جانشین نہ بن سکے گا جب وہ صحت مند

ہوئے تو اپنے دل میں خوش ہونے لگے اور

اپنے لئے فقہ کی ایک مجلس مرتب کی چنانچہ

اس میں بہت چیدہ چیدہ اعلیٰ قسم کے لوگ

شریک ہونے لگے جب ابو حنیفہ کو اس کی

اطلاع پہنچی تو آپ نے کسی شخص سے کہا کہ معقور

کی (ابو یوسف کا نام) مجلس میں جاؤ اس سے

دریافت کرو کہ تم اس دھو بی کے بارے

میں کیا کہتے ہو جبکہ پاس کوئی شخص ایک

کپڑا دو درہم میں دھولوانے کو لایا ہو کپڑا اس

نے اپنے کپڑے کا مطالبہ کیا ہو تو دھو بی نے

انکار کر دیا ہو پھر دوبارہ لوٹ کر وہ شخص آیا

ہو اور اس نے دھو بی سے مطالبہ کیا ہو اور

دھو بی نے وہ کپڑا دھلا ہوا اس کو واپس کر دیا

ہو کیا اس دھو بی کو اجرت دی جائے گی۔

اب اگر وہ کہیں کہ ہاں تو کہنا یہ بھی آپ نے

غلطی کی اور اگر کہیں کہ نہیں تو کہنا یہ بھی غلط

تو ابو یوسف نے کہا کہ ہاں اسے اجرت ملنی چاہیے تو اس شخص نے کہا کہ غلط تو بھراپنے تھوڑی دیر دیکھ کر کہا کہ نہیں تو اس شخص نے کہا کہ یہ بھی غلط تو آپ اسی وقت اٹھے اور ابو حنیفہ کی طرف چندیے ابو حنیفہ نے دیکھتے ہی کہہ دیا کہ تم کو دو صوبی والا مسئلہ لایا ہوگا انھوں نے کہا کہ ہاں۔ آپ نے کہا کہ سبحان اللہ جو لوگوں کو فتویٰ دینے بیٹھا ہوا اور اپنے لئے مجلس لگائی ہو کہ اللہ کے دین میں کلام کرے اور اس کا حال یہ ہو کہ اجارات کے ایک مسئلہ کا جواب نہ دے سکے۔ تو ابو یوسف بولے کہ آپ سکھا دیجئے آپ نے فرمایا کہ اگر اس نے غصب کے بعد دھویا تھا تو اجرت نہیں ملے گی کیونکہ اس نے اپنے لئے دھویا اور اگر غصب پہلے دھویا تھا تو اجرت ملے گی کیونکہ اس نے مالک کے لئے دھویا تھا۔ آپ علماء کے ساتھ ایک ایسے شخص کی دعوت میں گئے جس نے اپنی دو بیٹیاں دو بھائیوں سے بیاہ دی تھیں تو ولی نکاح آیا اور ان سے کہا کہ ہم بہت بڑی مصیبت میں پڑ گئے غلطی سے ہر ایک کے پاس دوسرے کی بیوی

قد یفتی الناس وعقد لنفسه مجلساً یتکلم فی دین اللہ تعالیٰ وھذا قدرہ لا یحسن ان یجیب فی مسئلۃ من الاجارۃ فقال علمنی قال ان کان قصرۃ بعد ما غصبہ فلا اجرۃ لہ لانہ انما قصرۃ لنفسہ او قبل غصبہ فلہ الاجرة لانہ قصرۃ لصاحبہ وحضر مع العلماء ولیمۃ رجل زوج ابنتیہ من اخوین فخرج الولی دھویقول اصبنا مصیبتہ عظیمۃ غلطنا فزفت الی کل واحد غیر امراتہ واصابھا قال سفیان لا بأس بذلك کما حکم بہ علی کرم اللہ وجہہ فی ذلک بعینہ کان معاویۃ وجہ الیہ فیہا فقال اری ان علی کل المہربا اصاب من المرأة وترجع کل الی زوجها فاستحسن الناس منہ ذلک ابو حنیفۃ ساکت فقال

لہ مسعر قل فیہا قال سفیان
وما عسی ان یقول فیہا خلا
ہذا فقال ابو حنیفۃ علی
بالغلا میں فاحضر افتال
لکل واحد منهما اتحب
ان تكون عندک التی زفت
الیک قال نعم قال لکل واحد
منہما فما اسم امراتک التی
عند اخیک قال ہی فلانة
قال قل ہی طالق منی ثم زوج
کلا التی مسہا وامرہم بتجدید
عرس آخر فعجب الناس من
فتیاء بذلک حتی قام مسعر
فقبلہ وقال تلو مونی علی حبہ
وسفیان ساکت لا یقول شیئا

چلی گئی اور اس نے جماع کر لیا۔ سفیان نے
کہا کہ اس میں کچھ حرج نہیں جیسا کہ حضرت
علیؓ نے بعینہ ایسے مسئلہ میں حکم کیا تھا جبکہ
معاویہؓ نے اس قسم کا مسئلہ ان سے پوچھ
بھیجا تھا تو آپؐ فرمایا کہ میری رائے میں ہر
شخص پر عورت سے جماع کرنے کے باعث
مہر ہے اور ہر عورت اپنے شوہر کے پاس
چلی جائے گی لوگوں نے سفیان کی اس
راے کو پسند کیا اور ابو حنیفہ خاموش رہے
مسعر نے ان سے کہا کہ آپ بھی لوگ تو سفیان
نے کہا کہ اب یہ اس کے برخلاف کیا کہہ سکیں
گے؟ تو ابو حنیفہ نے کہا کہ میرے پاس
دونوں لڑکے لاد (دو لہا) تو دونوں لائے
گئے تو آپ نے ان میں سے ہر ایک سے کہا کہ
کیا تم اس عورت کو پسند کرتے ہو جو رات کو
تمہارے پاس رہی تو اس نے کہا کہ ہاں تو

پھر آپ نے ہر ایک سے پوچھا کہ تمہاری اس عورت کا نام کیا ہے جو تمہارے بھائی کے پاس ہے کہا
کہ اس کا نام فلاں ہے آپ نے فرمایا کہ کہہ دو کہ اس کو طلاق ہے پھر آپ نے ہر ایک سے اسی کا
نکاح کر دیا جس سے اس نے جماع کر دیا تھا اور ان لوگوں کو نئی دعوت کرنے کا حکم دیا۔ لوگوں
آپ کے اس فتوے پر تعجب کیا حتیٰ کہ مسعر کھڑے ہوئے اور انھوں نے آپ کو بوسہ دیا اور کہا
کہ اے لوگو تم مجھ کو اس کی محبت پر ملامت کرتے ہو اور سفیان مہربان خاموش کھڑے تھے

”تنبیہ“

ما حکم بہ سفیان عن
 علی کرم اللہ وجہہ لایثانی
 ما حکم بہ ابو حنیفہ بل
 کلا الحکمیین حق فاما وجہ
 ما حکم بہ سفیان فہو ان
 هذا الوطوطء بشبہۃ دھو
 بشبہۃ وھو یحب فیہ المھر
 ولا یرفع النکاح واما وجہ
 ما حکم بہ ابو حنیفہ فھو
 ان الحکم وان کان کما
 قالہ سفیان لکن ربما ترتبت
 علیہ مفسدۃ ای مفسدۃ
 لان کلا لورجعت الی
 زوجھا وقد وطئھا الاخر
 واطلع علی محاسنھا الباطنۃ خشی
 ان تكون نفسہ متعلقۃ بہا
 وانہ لا یسلو عنھا بل یزداد
 تعنقہ بہا اذا اخذت منہ و
 صارت تحت غیرہ فاتقضت
 الحکمۃ الظاہرۃ التي الھمھا

تنبیہ

جو فیصلہ سفیان نے علی کرم اللہ وجہہ کا
 منقول کیا وہ ابو حنیفہ کے منافی نہیں بلکہ
 دونوں حق ہیں۔ سفیان کے فیصلہ کی وجہ یہ
 ہے کہ یہ وطی شبہ میں ہوئی اور اس میں مہر
 واجب ہے اور اس سے نکاح نہیں ٹوٹتا
 اور ابو حنیفہ کے فیصلہ کی وجہ یہ ہے کہ اگرچہ
 فیصلہ تو وہی تھا جو سفیان نے کیا تھا لیکن
 اس میں نسا و عظیم کا خطرہ تھا کیونکہ ان میں
 سے اگر ہر ایک اپنے شوہر کے پاس لوٹ کر
 آئی اور حالانکہ اس سے دوسرا وطی کر چکا ہوتا
 اور اس کے پوشیدہ محاسن پر مطلع ہو چکا ہوتا
 و خطرہ تھا کہ اس کا دل اس سے لگ جاتا اور
 وہ اس کو نہ بھلا سکتا بلکہ جب وہ اس سے
 ملے لی جاتی تو اس کا تعلق مزید بڑھ جاتا تو
 ظاہری حکمت (جو اللہ نے ابو حنیفہ کو الہام
 فرمائی اور جس پر ان کو مطلع کیا کہ اگر سفیان
 کے فتویٰ پر دونوں رہیں تو ذنبہ میں پڑ جائے
 کا خطرہ تھا) نے تقاضا کیا کہ ہر شخص اپنی
 بیوی کو طلاق دیدے جس سے دوسرے نے
 وطی کی ہے اور عدت کی حاجت نہیں کیونکہ

اللہ تعالیٰ لابی حنیفہ واطلعہ
 علی ما یختشی وقوعہ من الفساد
 لوبقیۃ علی فتویٰ سفیان ان
 یحکم بطلاق کل زوجۃ الّتی و
 طھا غیرہ وان یتزوج کل
 من وطھا ولا یمتاج لعدۃ لان
 لصاحب عدۃ وطاء الشبہۃ ان
 یعقد بالوطوأة فیہا ولا جل
 ہذا المصلحۃ الظاہرۃ الّتی لا
 ینکرھا احد سکت سفیان علی
 فتویٰ ابی حنیفہ واستحسنھا
 الناس منہ حتی قبلہ مسعرا جلھا
 وکان فی جنازۃ ابن ہاشمی سید
 فیہا وجہ اہل الکوفۃ وعلماء
 ہم فبرزت امہ کاشفۃ راسھا
 ووجھھا والقت علیہا ثوبھا من
 شدۃ وجدھا فخاف زوجها
 بالطلاق لترجعین وحلفت
 بعق مہالیکھا ان لا ترجع
 حتی یصلی علیہ فوقف الناس
 ولم یتکلم فیہا احد فسال

شیر سے وطی کرنے والے کو حق ہے کہ موطوے
 اس عدت میں نکاح کرے اور اسی ظاہری
 مصلحت کی وجہ سے جس کا کوئی بھی انکار
 نہیں کر سکتا سفیان ابو حنیفہ کے فتوے
 پر خاموش رہے اور لوگوں نے ان کے اس
 فتویٰ کو اچھا سمجھا حتیٰ کہ مسعر نے اس وجہ
 ان کا بوسہ لیا اور ایک ہاشمی سید کے لڑکے
 کے جنازہ میں شرفاء کو نہاد و عمامہ کو نہاد شریک
 تھے تو اس کی ماں اپنا سر در چہرہ دکھولے
 ہوئے نکلی اور اپنے کپڑے اس لڑکے پر
 شدت غم سے ڈال دیئے تو اس کے شوہر نے
 کہا کہ تو واپس چلی جا ورنہ طلاق دیدوں گا
 اور اس نے کہا کہ میں ہرگز واپس نہ جاؤں گی
 ورنہ میرے غلام آزاد ہو جائیں حتیٰ کہ اس
 پر نماز پڑی جائے۔ لوگ ٹھہر گئے اس کے
 بارے میں کسی نے کچھ بات نہ کی تو اسکے
 والد نے ابو حنیفہ سے مسئلہ دریافت کیا
 تو اپنے دوبارہ اس سے اور اس عورت کے
 قسم کھانے کا مطالبہ کیا پھر والد کو حکم دیا
 کہ نماز پڑھائے پھر عورت سے کہا کہ اب
 واپس چلی جا تو ابن شیر نے کہا کہ اے

والدة ابا حنیفة فاستعاد منه
ومنها حلفها ثم امره بالصلوة
عليه ثم امره بالرجوع فقال
له ابن شبرمة عجزت النساء
ان یلدن مثلک ما علیک فی
العلم کلفة»

وسالہ رجل عن فتم خوخة
فی حائطہ فقال اتم ما شئت
ولا تقطع علی جارک وشکاکہ
الی ابن ابی یسلی فمنع فعاد الی
ابی حنیفة فقال له اتم فیہ
بابا فمنع ابن ابی یسلی ایضا فعاد
الی ابی حنیفة فقال کم قيمة
حائطک قال ثلاثة دینار فقال
اهد مد ولک علی الثلاثة فجاء
لیحمدہ فرفعه جارة الی ابن
ابی یسلی فقال یرید ہدم
حائطہ وتسانی ان امنعہ
اذہب فاہدمہ واصنع ما شئت
فی جدارک فقال له الجار کان
فتم الخوخة اہون علی قال اذا

ابو حنیفہ سمجھ جیسا بننے سے عورتیں عاجز ہیں
تم پر علی باتوں میں کچھ کلیف نہیں۔ اور
ایک شخص نے اپنی دیوار میں ایک روشن
وان کھولنے کے متعلق سوال کیا آپ نے
فرمایا کہ جو چاہو کھولو لیکن اپنے پڑوسی کو نہ
بھانگنا۔ پڑوسی نے ابن ابی یسلی کے پاس
شکایت کی تو انھوں نے اس کو ایسا کرنے
سے روکا تو وہ ابو حنیفہ کے پاس لوٹا تو اپنے
فرمایا کہ تمہاری دیوار کی قیمت کیا ہے تو اس
نے کہا کہ تین دینار تو اپنے فرمایا اسکو گرا دو
تین دینار میں دوں گا چنانچہ وہ گرانے
آیا تو اس پڑوسی نے معاملہ ابن ابی یسلی
کے پاس پہنچایا آپ نے کہا کہ اب یہ دیوار گرانے
کا ارادہ رکھتا ہے اور مجھے کہتے ہیں کہ میں
منع کروں۔ جاؤ دیوار گرا دو اور جو چاہو
اپنی دیوار میں کرو تو پڑوسی کہنے لگے کہ
روشدان کا کھول لینا ہی غنیمت تھا تو
آپ نے فرمایا کہ یہ ایسے شخص کے پاس پہنچے
جو ان کو میری غلطی بتائے تو اب غلطی ظاہر
ہونے کے بعد میں کیا کر سکتا ہوں اور
ابن مبارک نے دو دن ہم کے بارے میں پوچھا

جو کسی شخص کے ایک درہم کے ساتھ مل گئے
 اور ساتھ پھر دو ان میں سے ضائع ہو گئے
 ان میں سے دو اور اب پتہ نہیں کہ ان دو
 میں سے کون سے گم ہو گئے تو آپ نے فرمایا کہ
 باقی ماندہ درہم ان کے درمیان اثلثاً
 تقسیم کیا جائے ابن مبارک کہتے ہیں کہ پھر
 میری ملاقات ابن شیرم سے ہوئی تو میں
 نے ان سے دریافت کیا تو انھوں نے مجھ
 سے کہا کہ تم نے اس کو کیسے دریافت کیا
 میں نے کہا کہ ابو حنیفہ سے دریافت کیا
 تھا تو انھوں نے کہا کہ باقی ماندہ ہو گا باقی
 ورثہ پر اثلثاً بٹے گا میں نے کہا کہ اچھا۔
 آپ نے فرمایا کہ عبد نے غلطی کی بلکہ دو ضائع
 شدہ درہموں میں سے ایک تو قیناً درہم
 ہے جو دو صحیح میں کا ایک تھا اور دوسرا
 ان دو توں میں سے ہے تو باقی ماندہ ان
 کے درمیان تقسیم کر دیا جائے تو میں نے
 ان کے قول کو اچھا سمجھا پھر میری ملاقات
 ابو حنیفہ سے ہوئی اور ان کا حال یہ تھا کہ
 اگر ان کی عقل کو نصف زمین والوں کی
 عقل کے مقابل وزن کیا جاتا تو ان کا

کان ینذہب الی من یدلہ علی
 خطئ فکیف اصنع اذا تبین
 الخطاء و سالہ ابن المبارک
 عن درہمین لرجل اختلطا
 یدرہم الاخر ثم رضاء منہما
 اثنتان منہما اثنتان لا یعلم من ایتہما۔
 فقال الدرہم الباقی لہما اثلثاً۔
 قال ابن المبارک فلقیۃ ابن
 شبرمۃ فسالتہ فقال سالت عنہما
 احدا۔ قلت ابا حنیفۃ قال
 لك الدرہم الباقی لہما اثلثاً
 قلت لغم قال اخطأ العبد وکن
 درہم من الدرہمین الضائعین
 یحیط العلم انہ من الدرہمین و
 الدرہم الاخر منہما جمیعاً
 فالباقی بینہما فا استحسنۃ عاقل
 فلقیۃ ابا حنیفۃ ولو ورن
 عقلہ یعقل نصف اهل الارض
 لویجہم فقال لی لقیۃ ابن
 شبرمۃ فقال لك قد اذاعلم
 ان احدا الدرہمین ضائع وبقی

الدرهم الباقي فهو بينهما
فقلت لغم قال ان الثلاثة
حيث اختلطت وجبت الشركة
بينهما فصار لصاحب الدرهم
ثلث كل درهم ولصاحب
الدرهمين ثلثا كل درهم
فأى درهم ذهب ذهب
بخصمهما

و تہاں حصہ ہیں تو جو درہم بھی گیا وہ ان دونوں کا حصہ لے کر ضائع ہوا۔

”تنبیہ“

ما قال ابو حنیفہ ظاہر
عند من یسلم له ان یرخلط
مع عدم التمییز یقتضی الشركة
علی اسوء و ما قال ابن شبرمۃ
لہ وجہ عند من لا یروی الشركة
و وجہ ان احد الدرہمین
الضائعین یختص بصاحب
الدرہمین یقیناً و بقی لکل
درہم یحتمل انہ الموجد و لا
مرجع لاحد ہما فقسّم
الدرہم الباقي بینہما و کان

پتہ بھاری رہتا۔ ابو حنیفہ نے مجھ سے کہا کہ تم
ابن شبرمہ سے ملے تو انھوں نے یہ کہا کہ دو
درہمیں سے یقیناً ایک ضائع ہو گیا اور
اور یہ کہ باقی ان دونوں کو ملے گا؟ میں نے
کہا جی ہاں۔ آپ نے کہا کہ جب تین درہم مخلط
ہو گئے تو ان میں شرکت لازمی ہو گئی۔ اب
ایک درہم والے کے لئے درہم کا ایک تہائی
ہے۔ اور دو درہم والے کے لئے درہم کے

تہائی حصہ لے کر ضائع ہوا۔

”تنبیہ“

جو بات ابو حنیفہ نے کہی وہ اس شخص کے
نزدیک بالکل ظاہر ہے۔ جو ان کی اس بات کو
تقسیم کرتا ہے کہ اختلاط کی جب یہ شکل ہو کہ
امتیاز نہ ہو سکے تو اس سے شرکت عمومی پیدا
ہو جاتی ہے اور جو ابن شبرمہ نے کہا اس کی
وجہ یہ ہے کہ وہ شرکت کے قابل نہیں اور
اس کی وجہ یہ ہے کہ ضائع شدہ درہم میں سے
ایک تو یقیناً دو درہم والے کا تھا اب ہر ایک
کے لئے ایک درہم بچا جس کے بارے میں احتمال
ہے کہ وہی موجود ہے اور دونوں میں کسی کے
پاس ترجیح کی کوئی وجہ نہیں اس لئے باقی ماند

بجوارۃ فقی فاتی مجلسہ مشاورۃ
 فی التزوج من قوم مخصوصین
 طلبوا منه فوق وسعہ فامرہ
 بالتزوج بعد الاستخارۃ
 ففعل ثم ابوان یحملوہا الیہ
 الا بعد رفاء کل المہر فذهب
 الیہ واعلمہ بذلک فقال احتل
 واقترض حتی تدخل باہلک
 واقترض فی جملۃ من اقترضہ
 فلما دخل بها قال لہ ما علیک
 ان تطیر الخرج بها الی موضع
 بعید ففعل فاشتد علی اہمہا
 فجاؤ باحنیفۃ یشکوفہ
 ویستفتونہ فافتا ہر بان
 لہ ان یمخرجہا الی حیث یشاء
 قالوا ما یمکننا ان ندعہا تخرج
 معہ قال فارضوہ برد ما اخذ
 تمولہ منہ فرضوا منہ فقال
 لہم انہم رضوا بان یمطرون
 ما اخذوہ من المہر ویبرکون
 من الباقی قال ارید فوق ذلک

در ہم کو در دنوں میں انھوں نے تقسیم کر دیا۔
 اور آپ کے پڑوس میں ایک جوان تھا اور
 آپ کی مجلس میں آتا تھا آپسے اس نے مشورہ
 کیا کہ وہ ایک ایسی قوم میں شادی کرنا چاہتا
 ہے جو اس کی وسعت سے زائد اس سے مانگتے
 ہیں تو آپسے حکم دیا کہ استخارہ کرنے کے
 بعد شادی کر لو۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا
 اب لڑکی والوں نے کل مہر وصول کئے بغیر
 لڑکی کو اس کے ساتھ بھیجنے سے انکار کر دیا وہ
 شخص آپ کی خدمت میں آیا اور حال کہہ
 سنایا۔ آپ نے فرمایا کہ کسی تدبیر سے قرض لو
 تاکہ اپنی بیوی تک پہنچ سکو اور خود بھی اس
 کو کچھ قرض دے دیا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ
 اب تم یہ ظاہر کرو کہ تم اس کو بہت دور
 لے جانا چاہتے ہو۔ اب یہ بات لڑکی والوں
 کو بہت مشکل معلوم ہوئی اور وہ ابو حنیفہ
 کی خدمت میں شکایت لے کر فتویٰ طلب
 کرنے کو آئے تو آپ نے فتویٰ دیا کہ اس حق ہے
 کہ وہ اس لڑکی کو جہاں چاہے لے جاسکے اور
 انھوں نے کہا ہم یہ برواشت نہیں کر سکتے کہ
 کہ لڑکی کو اس کے ہمراہ جانے دیں۔ تو آپ نے

قال له ايها احب اليك هذا
الا اقررت لرجل بدين فلا
يمكن لك السفر حتى توفيه فقال
لله الله لا يسمعون بهذا
فلا يعطوني شيئا

وجاءته امرأة فقالت
ما اني دخلت ستائة دينار
فاصابني دينار واحد قال
من قسم فريضةكم قال داود
الطائي قال ليس لك الا هو ليس
اخوت خلف بنتين واما
وزوجة واشني عشر اخا وختا
قالت نعم قال هو كذ لك و
حضر يوما مجلس ابن ابی ليلى
فاذن للنخساء في الدخول
ليربيه امصاء في القضاء و
الحكم فادعى رجل على آخرانه
قال له يا ابن الزانية فقال
القاضي للمدعى عليه ما تقول
فقال له ابو حنيفة كيف تساله
الجواب وليس هو الخصم و

فرمایا کہ تم نے جو کچھ اس سے لیا ہے وہ دیکھ کر
اس کو راضی کر لو وہ لوگ اس پر راضی ہو گئے
آپ نے لڑکے سے کہا کہ یہ لوگ اس بات پر راضی
ہیں کہ تم سے جو مہر لیا ہے وہ واپس کر دیں
باقی سے بری الذمہ کر دیں لڑکے نے کہا کہ
میں تو اس سے زائد چاہتا ہوں تو آپ نے
اس سے فرمایا کہ کیا تو اس کو پسند کر لے ورنہ
میں تیرے لئے اس شخص کے سامنے دین کا
اقرار کروں گا تو تیرے لئے سفر نامہ ہو گا
حتیٰ کہ تو ادا نہ کر دے۔ وہ کہنے لگا خدا سے
ڈریئے کہیں یہ لوگ سن نہ لیں پھر مجھ کو
کچھ بھی نہ دیں گے۔ اور آپ کے پاس ایک
عورت آئی اس نے کہا کہ میرا بھائی مر گیا ہے
اور اس نے چھ سو دینار چھوڑے ہیں ان میں
سے مجھے صرف ایک دینار ملا ہے آپ نے
فرمایا کہ تمہارا حصہ کس نے تقسیم کیا ہے تو
اس نے کہا کہ داود طائی نے آپ نے فرمایا
کہ بیشک تیرا یہی حصہ ہے کیا یہ صحیح نہیں
ہے کہ تیرے بھائی نے دو بیٹیاں۔ ماں
بیوی۔ بارہ بھائی اور ایک بہن چھوڑی
وہ عورت بولی جی ہاں یہی معاملہ ہے۔

انما الخصم امه فهل ثبتت
 وكالتة عنها قال لا قال فاعله
 احية امه ام متية قال البيئنة
 فاقامها بموتها فسال القاضي
 المدعى عليه فقال له سل
 المدعى هل لامه وارث
 غيره فقال له قال لا قال البيئنة
 بذلت فاقامها فسال القاضي
 المدعى عليه فقال سل المدعى
 امه حرة ام امه فقال حرة
 قال البيئنة بذلك فاقامها
 فسال القاضي المدعى عليه
 فقال سل المدعى هل هي
 مسلمة ام ذمية قال مسلمة
 قال البيئنة بذلك فاقامها
 فقال ابو حنيفة شأنك الآن
 ولما نزل فتادة الكوفة
 قال لا يسالني احد عن مسألة
 من الحلال والحرام الزاجنة
 قال له ابو حنيفة ما تقول فيمن
 غاب عن اهله اعواماً ونحو

ایک دن آپ ابن ابی یسلی کی مجلس میں آئے
 اور ابن ابی یسلی نے جھک کر اکر کے والوں کو
 اجازت دے دی تھی کہ وہ اندر آجائیں تاکہ
 وہ اپنے فیصلے اور حکم کو ظاہر کر سکیں اس
 وقت ایک شخص نے دوسرے پر دعویٰ
 کیا کہ اس نے اس کو یہ کہہ کر پکارا کہ اے
 زانیہ کے بیٹے۔ تو قاضی نے مدعا علیہ
 سے کہا کہ بولئے آپ کیا کہتے ہیں تو ابو حنیفہ
 نے کہا کہ آپ ان سے جواب کیوں پوچھتے
 ہیں یہ تو فریق نہیں۔ فریق تو انکی ماں ہے
 کیا ماں کی طرف سے ان کی وکالت ثابت
 ہو چکی ہے۔ قاضی نے کہا نہیں۔ پھر آپ نے
 کہا کہ اس سے دریافت کیجئے کہ آیا اس کی
 ماں زندہ ہے یا مردہ چنانچہ اس نے اس کی
 موت کے گواہ پیش کر دیئے تب قاضی نے
 مدعا علیہ سے سوال کیا۔ ابو حنیفہ نے کہا
 کہ اب مدعی سے پوچھئے کہ کیا اس کی ماں کا
 کوئی وارث اس کے سوا ہے اس نے کہا
 نہیں آپ نے کہا گواہ پیش کرو اس نے
 گواہ پیش کر دیئے۔ پھر قاضی نے مدعا علیہ
 سے سوال کیا آپ نے فرمایا کہ نہیں اب

اليها فظننت موقته فتزوجت
فقدّم بعد ولادتها فنفكا
الذلّ رادعي الثاني اكل
منهما قد فها ام المنكر
للولد ثمر قال ابو حنيفة ان
قال فيهما برأيه ليخطئن وان
قال فيهما حد يثا ليكذب فقال
قتادة اوقعت هذه المسئلة
قالوا لا قال فلم تسالون عما لم
يكن

فقال ابو حنيفة ان العلماء
يستعدون لبلاء ويتحزون
منه قبل نزوله ليعرفوا الدخول
فيه والمخرج منه فقال قتادة
دعوا هذا واسألوني عن
التفسير قال ابو حنيفة من
الذي عنده علم من الكتاب
قال آصف بن برخياء كاتب
سليمان وكان يعرف الاسلام
الا عظم قال فهل كان
سليمان يعرفه ايضا قال لا

مدعی سے دریافت کیجئے کہ آیا اس کی ماں
آزاد تھی یا باندی قاضی نے گواہ مانگے
اس نے گواہ پیش کر دیئے اب قاضی نے
پھر مدعا علیہ سے سوال کیا تو آپ نے فرمایا
کہ مدعی سے دریافت کیجئے کہ آیا وہ مسلمان
تھی یا ذمیرہ اس نے کہا کہ مسلمان تھی کہا کہ
گواہ پیش کرو اس نے گواہ پیش کر دیئے تب
ابو حنیفہ نے کہا کہ اب آپ اپنی کارروائی
کیجئے۔ اور جب قتادہ کو فوس وارد ہوئے
تو انھوں نے فرمایا کہ مجھ سے جو بھی حلال
حرام کا مسئلہ پوچھے گا میں اس کو ضرر جواب
دوں گا تو ابو حنیفہ نے ان سے دریافت
کیا کہ آپ کا ایسے شخص کے بارے میں کیا
خیال ہے جو اپنے گھر والوں سے چند سال
تک غائب رہا اور عورت کو اس کی موت
کی خبر سنائی گئی اور اس کو اس کی موت کا
ظن ہو گیا اور اس نے دوسرے شخص سے
شادی کر لی اب وہ بچہ پیدا ہونے کے بعد
آیا اب پہلے شوہر نے اس بچے کو اپنا ہونے
سے انکار کر دیا اور دوسرے نے دعویٰ کیا
تو آیا دونوں نے اس عورت پر زنا کی تہمت

قال ايجوز ان يكون في زمن نبى
من هو اعمر منه قال لا والله
لا احد تتكلم بشئ من التفسير
سلفى عما اختلف فيه العلماء
فقال ابو حنيفة ائمن من انت
قال ارجو قال ولم قال لقوله
تعالى الذى اطعم ان يخفى
خطيئتي يوم لا دين فقال له
هلا قلت كما قال ابراهيم
لما قال له اولم تؤمن قال
بلى ولكن ليطمئن قلبى فقام
قتادة مغضبا وحلف ان لا
يحدثهم

قال رجل لا مراقة مختلة
شيا فقال له يا ابن الزانية
نشكيت الى ابن ابى ليلى فحدها
حديث فى المسجد قائمة
قال ابو حنيفة اخط من
سته اوجدها قام المحدث على
مجنوفة وفى المسجد وضرب
المراة قائمة وهى انما تضرب

لگائی یا مرنبچے کا انکار کرنے والے نے
پھر ابو حنیفہ نے کہا کہ اگر وہ اس کے بارے
میں اپنی کوئی رائے دیں گے تو وہ اس میں
ضرور خطا کریں گے اور اگر کوئی حدیث پیش
کریں گے تو وہ یقیناً غلط ہوگی قتادہ نے
کہا کہ واقعی کیا ایسی صورت درپیش آئی ہے
لوگوں نے کہا کہ نہیں تو انھوں نے کہا کہ تم
ایسی بات کیوں پوچھتے ہو جو واقع ہی نبوی
ابو حنیفہ نے فرمایا علماء ہونے والی مصیبت
کے لئے تیار رہتے ہیں اور اس سے بچاؤ
کی تدبیر اس سے قبل ہی سوچ رکھتے ہیں
تاکہ وہ اس میں داخل ہونے اور خارج
ہونے کی راہ کو جان سکیں۔ قتادہ نے کہا
کہ اچھا اس کو چھوڑو کوئی تفسیر کا سوال
کرو۔ ابو حنیفہ نے کہا کہ وہ کون ہے جس کے
پاس کتاب کا علم ہے تو انھوں نے کہا
کہ آصف بن برخیا، سلیمان علیہ السلام کا
کاتب اور اس کو اسم اعظم کا پتہ تھا آپ
نے فرمایا سلیمان کو بھی اس کا پتہ تھا۔
آپ نے فرمایا کہ نہیں تو آپ نے فرمایا کہ یہ
ممکن ہے کہ نبی کے زمانے میں نبی سے بھی

جالسۃ واقام علیہا حدین
والقذف بکلمۃ واحدۃ ولو
قذف قوما بکلمۃ لم یلزمہ
الاحد واحد وضربھا و
الحق لا یوین وھما غائبان
وحدۃ الثانی قبل البرء من
الحد الاول فشکاۃ لا میر
فمنعہ للافتاء ضرورت
مسائل لعیسی بن مرسی فسل
عنھا فاجاب بما استحسنہ عیسی
فاذن لہ فجلس فی مجلسہ وقال
لہ الضحاک تب من تجویزک
الحکمین۔ قال تناظر فی قال
نعم قال فان اختلفنا فی شی
فمن یکون بینی و بینک قال
اجعل انت من شئت فقال
لبعض اصحاب الضحاک احکم
بیننا ثم قال للضحاک اترضی
ھذا حکما بینی و بینک قال

زائد علم رکھنے والا کوئی ہو تو انھوں نے
کہا کہ اب میں تفسیر میں سے کچھ تمہارے
سامنے بیان نہ کروں گا۔ اب تم مجھ سے
علماء کے اختلافی مسائل پوچھو لو اور حنیفہ
نے ان سے دریافت کیا کہ کیا آپ مومن
ہیں تو انھوں نے کہا کہ نہیں امید کرتا ہوں
کہ میں مومن ہوں آپ نے دریافت کیا کہ
کیوں؟ انھوں نے کہا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ
کا فرمان ہے کہ وہ اللہ کہیں امید کرتا ہوں
کہ وہ میری خطا کو قیامت کے روز بخش
دے گا تو آپ نے فرمایا کہ آپ نے وہ بات کیوں
نہ کہی جب کہ ان کے رب نے ان سے کہا
کہ تم ایمان نہ لائے تو انھوں نے کہا کہ کیوں
نہیں لیکن تاکہ میرا دل مطمئن ہو جائے
تو قیامت دن ناراض ہو کر اٹھ گئے اور کہنے
لگے کہ اب میں کو فیوں کو کچھ نہ بتاؤں گا
ایک شخص نے اپنی پاگل بیوی سے کوئی
بات کہی تو اس نے غصہ میں کہا کہ اے
دوزخیوں کے بیٹے تو اس کی شکایت

ابن ابی یسٰی سے کی گئی تو انھوں نے اس پر
دو حدیں مسجد میں کھڑی کر کے لگائیں تو
ابو حنیفہ نے کہا کہ اس میں انھوں نے چھ
عطلیاں کی ہیں۔ دیوانی پر حد قائم کی، مسجد
میں قائم کی، عورت پر کھڑی کر کے حد جاری
کی حالانکہ عورت کو بٹھا کر حد جاری کی جاتی
ہے اور اس پر دو حدیں جاری کیں حالانکہ
ایک کلمہ سے ایک ہی حد جاری کی جاسکتی
ہے اگرچہ ایک کلمہ سے ایک جماعت کو
تہمت کیوں نہ لگائی ہو اور انہوں نے حد
لگائی حالانکہ حق مال باپ کو ہے جو غائب
ہیں پہلی حد سے بری ہونے سے قبل دوسری
حد ہے تو قاضی صاحب نے امیر سے شکایت
کی تو امیر نے آپ کو فتویٰ دینے کی ممانعت
کر دی۔ اب کچھ مسائل عیسیٰ بن موسیٰ کو
درپیش ہوئے انہوں نے آپ سے دریافت
کئے جن کے آپ نے ایسے جوابات دیئے
جو عیسیٰ کو پسند آئے آپ نے ان کو اجازت
دیدہ تو وہ آپ کی مجلس میں بیٹھ گئے مگر
ضحا کہ نے آپ سے کہا کہ دو حکموں کے جائز
قرار دینے سے تو یہ کہہ کر آپ نے کہا کہ آپ مجھ سے

نعم قال ابو حنیفہ فانت قد
جوزت الحکمین فانقطع
الفضاء وسأل عطاء عن قوله
تعالی واثینا اہله ومثلهم
معهم فقال رآنا الله تعالی علی
ایوب اہله ومثل اہله وولده
فقال ویرد الله علی نبی ولدا
لیس له من صلیبه قال ما سمعت
نیہا عافاك الله قال رد علیہ
اہله وولده من صلیبه ومثل
اجور ولده فقال هذا حسن
”قلنبیہ“

ما المانع ان المراد ان الله
تعالی آتاه عدد اولاده ومثل
ذلك العدد من زوجة النبی
قال الله تعالی فی حقها وخذ
بیدك ضغثا فاضرب به ولا
تمنث ، وهذا هو الظاهر من
الایة كما لا یخفی وقال له
رجل انی حلفت ان لا اکلم
امراتی او تکلمنی وحلفت ان

لا تکلفی ادا کلمہا فقال لا
 حنت علیکمما فسمع سفیان
 الثوری ذلک فجاء مغضبا و
 قال تبیح الفروح من این
 لك هذا قال لما شافهته
 بالیمین بعد ما حلف کانت
 مکلمة له فسقطت یمینه
 فان کلمها فلا حنت علیه ولا
 علیها لانها کلمة وکلمها بعد
 الیمین فسقطت عنهما فقال
 له سفیان انه لیکشف لك من
 العلم عن شیء کنا عنه غافلون
 ورساله ابن المبارک عن وقع
 فی قدر طیبیخه طائر فمات
 فقال لا صحابه ماترون فرد
 والہ عن ابن عباس رضی اللہ
 عنہما انه یهراق المرق و
 یغسل اللحم ویؤکل فقال
 هذا ان وقع فی حال سکونها

اس مسئلہ پر ملاحظہ کریں گے اس نے کہا جی
 ہاں تو آپ نے کہا کہ اگر ہم نے کسی چیز میں اختلاف
 کیا تو ہمارا فیصلہ کون کرے گا؟ ایک ساتھی
 سے کہا کہ تم ہمارے درمیان فیصلہ کرنا۔ پھر
 آپ نے غیٹ سے کہا کہ آپ اس کے فیصلہ
 پر راضی ہیں اس نے کہا کہ جی ہاں تو آپ نے
 کہا کہ تم نے بھی دو حکم جائز قرار دیدیئے تو
 ضحاک بہت شرمندہ ہوا۔ آپ نے عطائے
 اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں سوال
 کیا کہ ہم نے ایوبؑ کو اس کے گھردلے دیئے
 اور انہی کے مثل ان کے ساتھ دیئے؟ اس
 کا کیا مطلب ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ
 اللہ نے ایوبؑ کو ان کے گھردلے واپس کر دیئے
 اور ان کی اولاد اور اسکے ساتھ اس کی مثل تو
 آپ نے فرمایا کہ اللہ کسی نبی پر ایسی اولاد کو رد
 کرے گا جو اس کی صلیب نہ ہو تو انھوں نے
 کہا کہ اس بارے میں آپ نے کیا سنا اللہ آپ
 کو عافیت دے تو آپ نے فرمایا کہ ان کی بیوی
 اور ان کی صلیب اولاد واپس کی اور اولاد کے

لے ضحاک نے کہا کہ آپ جس کو چاہیں مقرر کریں چنانچہ آپ نے اس کے۔

اجور کے مثل اجر بھی دیا تو انہوں نے کہا
یہ اچھی تفسیر ہے۔

تنبیہ

اس میں کون سی چیز مانع ہے کہ یہ مراد
لی جائے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی اولاد کی تعداد
کی مثل عطا کی اور اسی کی مثل ان کی اس بیوی
سے جس کے متعلق اللہ نے فرمایا کہ اپنے ہاتھ
میں ایک گٹھا تنکوں کا نو اور اس کو مار دو اور
اپنی قسم نہ توڑو۔ اور یہی آیت سے ظاہر بھی
ہے جیسا کہ مخفی نہ رہے اور ایک شخص نے
پوچھا کہ میں نے یہ قسم کھائی ہے کہ میں اپنی
بیوی سے اس وقت تک گفتگو نہ کروں گا
جب تک کہ وہ مجھ سے گفتگو نہ کرے اور اس
نے قسم کھائی ہے کہ وہ مجھ سے گفتگو نہ کرے گی
جب تک کہ میں اس سے گفتگو نہ کروں تو آپ
نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی بھی حانث نہ ہوگا
جب سفیان ثوری کو اس کی اطلاع ملی تو
غصہ میں آئے اور فرمایا کہ کیا تم شرم کا ہوں
کا مباح کرتے ہو؟ تم نے یہ جواب کیسے دیا
آپ نے فرمایا کہ مرد کی قسم کھانے کے بعد جب
عورت نے اس کو مخاطب کر کے قسم کھائی

فان وقع فی حال غلبا نہا الفتی
اللحم فقال له ابن المبارک
لحم قال لوصول النجس الی
باطنه بخلاف الاول لانه انما
وصل الی ظاهره فقط

فاجبه ذلك ونسی انسان
ما لادفنه فجاء الیه فقل له
لیس هذا فقها فاحتمل لك
ولكن اذهب فصل الیته الی
الصبح فتتذکر فصلی الرجل
فذكر دون ربع الیل فجاءه
فاخبره فقال لقد علمت
ان الشیطان لا یدعک فصلی
لیلته ویجک هلا اتممت
لیلتك شکو الله تعالی و
شکا الیه مودع انکار و مدیعه
لود بیعتہ وحلف بالذکر والکاذب
لم یودعه فقال لا تخبر بحدوث
احد افا رسل ابو حنیفہ الی
ودیعه فجاء الیه فلما خلا
بالودیع قال له ان هو کاذب

تو وہ بات کرنے والی ہوئی اور اب مرد کی
قسم ساقط ہو گئی تو اب اگر وہ اس سے بات
چیت کرے تو حانت نہ ہو گا اور وہ بھی حاش
نہ ہو گی کیونکہ اس عورت نے اس مرد سے
یات کی اور اس مرد نے قسم کے بعد اس سے
گفتگو کی تو دونوں سے قسم ساقط ہوئی تو
سفیان بولے کہ آپ پر وہ علوم منکشف ہو
ہیں جن سے ہم سراسر غافل ہیں اور ابن
مبارک نے ان سے اس شخص کے بارے
میں دریافت کیا جس کی پٹی ہوئی بانڈی
میں ایک پرندہ گر مر گیا تو آپ نے اپنے اصحاب
سے کہا کہ تمہاری کیا رائے ہے تو انہوں نے
ابن عباس کی روایت پیش کی کہ شوربہ پھینک
دیا جائے گا تو آپ نے فرمایا کہ یہ اس وقت ہے
جبکہ بانڈی ابل نہ رہی ہو لیکن اگر ابلے وقت
گرے تو گوشت بھی پھینک دیا جائے گا۔ ابن
مبارک نے پوچھا اور یہ کیوں؟ آپ نے فرمایا کہ
یہ اس لئے کہ نجاست اس کے اندرونی حصہ
میں داخل ہو گئی بخلاف پہلی صورت کے
کہ نجاست صرف اس کے ظاہری حصہ پر
پہنچی۔ آپ کو یہ بات بہت پسند آئی اور

بعثوا يستشيرون في رجل
يصلح للقضاء فهل تنشط
فتا مع الرجل قليلا فواد في
ترغيبه ثم قال للمودع اذهب
فقل له احبك نسيت اود
عتك كذا بعلامة كذا =
فقال ذلك فدفع اليه وديعته
فرجع الوديع لا يني حنيفة
يطلب ان يعينه القضاء فقل
له اني ارفع من قدرك ولا
اسميك حتى يحضر ما هو اجل
من هذا = ودخل اللصرص
على رجل فاخذ اثابه و
استخافوه بالطلاق الثلاث
ان لا يعلم بهما احدا فحلف
ثم اصبح يري ثيابه تباع فلا
يمكنه ان يتكلم فسال ابا حنيفة
فقال احضرنى من اكا برحيت
فامرهم ان يجتمعوا جميعهم
في موضع ويخرجوا واحدا
واحدا او يقال له هذا الصك

فان لم یکن قال لا وان کان
 سکت ففعلوا فسکت فعرّف
 اللص فرد علیہ جمیع ما اخذ
 منه و برقی یمینہ لانہ لم یخبر
 بہم احد او سئل عن تنحّم
 الموزنین عند الاقامۃ الی
 اصل قال ہوا اعلام منہم
 بانہم یریدون ان یقیموا
 وقد روی عن علی کرم اللہ
 وجہہ انہ کان لہ مدخل من
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 بالیل قال فلکنت ان جئت
 وھو فی الصلوۃ اذ ننی بالتحمّ
 وتزوج رجل بامرأة سرافات
 بولد فحجّہ فرفعتہ الی ابن
 ابی لیلی فقال لها ہاتی بیتہ
 علی النکاح فقالت انہا تزوجنی
 علی ان اللہ تعالیٰ الولی والشاہد
 ان المملکان فطردھا القاضی

ایک آدمی اپنا مال کہیں دفن کر کے بھول گیا
 تو آپ کی خدمت میں آیا آپ نے اس سے فرمایا کہ یہ
 فقہ کا مسئلہ تھوڑا ہی ہے۔ لیکن پھر بھی میں
 تمہارے لئے کوئی تدبیر نکالوں گا۔ جاؤ رات
 سے صبح تک نماز پڑھتے رہو تو تم کو یاد آجائے
 گا ابھی چوتھائی رات بھی نہ گزرنے پائی تھی
 کہ اس کو یاد آگیا اس نے اگر آپ کو اطلاع
 دی آپ نے فرمایا کہ میں سمجھ گیا تھا کہ شیطان تجھ
 کو ہرگز بھی رات بھر نماز پڑھنے نہ دے گا۔
 تو نے تمام رات نماز کیوں نہ پڑھی کہ اللہ
 کا شکر ادا کرتا اور ایک شخص نے اگر شکایت
 کی کہ جس شخص کے پاس میں نے امانت
 رکھی تھی اب وہ انکار کر رہا ہے۔ اور اللہ
 کی قسم کھاتا ہے اور تاکید کرتا ہے کہ میں نے
 اسکے پاس امانت نہیں رکھی آپ نے فرمایا کہ
 تم اس کے انکار کی اطلاع کسی کو نہ دینا
 اب ابو حنیفہ نے اس شخص کے پاس پیغام
 بھیجا۔ جب وہ آگیا اور آپ اسکے ساتھ
 تنہائی میں ہوئے تو آپ نے اس سے کہا کہ

فانت ابا حنیفة واخبرته فقال
لها اذہی للقاضی وقولی لہ
احضرة لہ قیدم علیہ بیئنة
فاذا احضرة قولى لہ قل انا
کافر بالولی والشاہدین
فلم یستطع ان یقول ذلک
واقربا للنکاح فالزمر المهر
والحق بہ الولد

”قنبیہ“

لا یتوہم من ذلک ان
النکاح خلا عن الولی والشہود
معافانہ حیث ین باطل باجماع
من یعتقد بہ واغا الظاہر انہ کان
سریشاہدین مجہولین فلما لم
تقدرا لمواۃ علی اثباتہ قالت
ذلک ثم اخبرها ابو حنیفة رحمہ
اللہ بما یلجئہ الی الاقرار ان
صدقت وکان ممن یخشی
اللہ فکان الامر کما الہم
رحمة اللہ علیہ وطلب من

یہ لوگ مجھ سے ایسے شخص کے بارے میں
مشورہ کر رہے ہیں جو قاضی بننے کا اہل ہو
تو کیا آپ اس پر راضی ہیں تو اس شخص نے
تھوڑی پس و پیش کی مگر آپ نے اسکی تعریف
میں زیادتی کی پھر دلیعت رکھنے والے
سے کہا کہ اب تم اس شخص کے پاس جاؤ اور
کہو کہ میں نے فلاں فلاں علامت کی چیز آپ
کے پاس امانت رکھی تھی میرا خیال ہے کہ
آپ بھول گئے ہیں چنانچہ اس نے ایسا
ہی کیا اس نے فوراً ہی امانت واپس کر دی
اب وہی شخص ابو حنیفہ کے پاس واپس
لوٹا اور کہا کہ اب اسے عہدہ قضا پر متین
کر دیا جائے تو آپ نے اس سے کہا کہ میں آپ کی
عزت افزائی کرتا ہوں اور آپ کا نام اس کا
کے لئے پیش نہیں کرتا حتیٰ کہ اس سے بڑھ کر
کوئی عہدہ آجائے۔ اور ایک شخص کے پاس
جو رانگے اور اس کے کپڑے لے گئے اور اس
کو طلاق کی قسم دلائی اگر وہ اسکی اطلاع کسی
کو دے اس نے قسم کھالی اب صبح کو دیکھا تو اس
کے کپڑے فروخت کئے جا رہے تھے لیکن بول
نہیں سکتا تھا اب اس نے ابو حنیفہ سے سوال

ابن شبرمة ان يثبت له وصية
 له فقبل بيئته، ثم قال له
 احلف ان شاهديك شهدا
 بحق قال ليس علي يمين كنت
 غائباً فقال ضلت مقاليسك
 قال ما تقول في اعي شيم فشهد
 له شاهدان بذلك اعليه
 يمين مع شاهديه انهما
 شهدا له بحق وهو لم يرفنا
 فقطع القاضي وحكم له
 بالوصية وانكر يحيى بن
 سعيد قاضي الكوفة لجماع
 اهلها على رأي ابي حنيفة
 فارس الى اصحابه نياظرونه
 منهم زفر ابو يوسف فقال
 له ما تقول في عبد بن اشبن
 اعتقه احد هبا قال لا يجوز لا
 نه ضرر وهو منهي عنه قال
 فان اعتقه الاخر قال جاز قال
 فاقضت ان كان شتم الاوّل
 لغوا فقد اعتقه الثاني وهو

کیا آپ نے فرمایا کہ قبیلہ کے بڑے آدمیوں کو جمع
 کرو۔ چنانچہ آپ نے ان کو حکم دیا کہ وہ سب
 ایک جگہ جمع ہو کر ایک ایک کر کے نکلیں
 اور اس شخص سے جس کی چوری ہوئی کہا
 جائے کہ یہ تمہارا چور ہے تو اگر وہ شخص چور
 نہ ہو تو کہہ دے کہ نہیں اور اگر ہو تو خاموش
 ہو جائے چنانچہ اس نے چور کو پہچان لیا اور
 اس نے جو کچھ لیا تھا واپس کر دیا اور وہ اپنی
 قسم میں بھی سچا رہا کہ اس نے انکی کسی کو خبر نہ
 دی۔ آپ سوال کیا گیا کہ موزن اقامت
 کے وقت کھانستے ہیں آیا اس کی کچھ اصل ہے
 تو آپ نے فرمایا کہ ہاں یہ انکی طرف سے اس امر کی
 اطلاع ہے کہ اب وہ اقامت کہنے والے ہیں
 اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ
 وہ فرماتے ہیں کہ میں رات کے وقت حضور
 صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا
 تھا جب کبھی آپ نماز میں ہوتے تھے تو انکی
 اطلاع کھنکھار کر دیتے تھے۔ اور ایک شخص
 نے خفیہ طور پر ایک عورت سے شادی کر لی
 اس نے ایک بچے کو جنم دیا۔ لیکن اس شخص
 نے اس کا انکار کر دیا وہ فیصلہ کے لئے

عبد فلع یفقد فسکت و الفقطع
 وقال الیث بن سعد
 كنت اسمع بذکرا بی حنیفة
 و اتمنی رؤیة فانی بمکة اذ
 رایت الناس مجتمعین علی
 شخص فسمعت انسانا یدعی یا
 ابا حنیفة فعلمت انه هو فساله
 رجل فقال له ان لی مالا کثیرا
 و ولدا ازوجه و انفق علیه
 المال الکثیر فبطلت فین هب
 مالی فهل لی من حيلة قال
 ادخل به سوق الرقیق و اشتر
 من یعجبه ثم زوجہ یاها فان
 طلقها رجعت مملوكة لك
 و ان اعتقها لم یفقد حقہ
 قال الیث فواللہ ما اعجبنی
 جوابہ کہا اعجبنی سرعتہ جوابہ
 و شل شخص فی طلاق
 زوجة فسال شریکا فقال
 طلقها ثم راجعہا و الثوری
 فقال قل ان كنت طلقتها

ابن ابی یسار کے پاس پہنچی آپ نے اس سے کہا کہ
 نکاح پر گواہ اسے تو اس نے کہا کہ اس شخص
 نے مجھ سے اس شرط پر نکاح کیا کہ ولی اللہ
 ہے اور گواہ کرانا کاتبین ہیں۔ قاضی نے
 اس کو جھگڑا دیا اب وہ ابو حنیفہ کے پاس
 آئی اور معاملہ پیش کیا۔ آپ نے فرمایا کہ تم
 قاضی کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ اس
 کو بلوایس۔ کہ میں اپنے گواہ پیش کروں جب
 وہ ان کو بلوایس تو تم اس سے کہنا کہ تو کہہ
 کہ میں ولی اور دونوں سے کافر ہوں لیکن
 لیکن وہ شخص یہ نہ کہہ سکا اور نکاح کا اقرار
 کر لیا مہر اس پر واجب کر دیا اور لڑکے کا
 نسب اس سے ثابت کر دیا۔

تنبیہ

یہ شبہ نہ ہو کہ جس نکاح میں نہ ولی ہو اور
 نہ گواہ وہ معتد بہ علماء کے اجماع سے باطل
 ہے تو بظاہر یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ
 نکاح خفیہ طور پر دو مجہول گواہوں سے
 ہوا اور عورت اس کو ثابت نہ کر سکی پھر
 ابو حنیفہ نے اس کو ایسی ترکیب بتادی
 جس نے اس کو اقرار پر مجبور کر دیا کہ یہ عورت

پہنچی ہے اور وہ شخص بھی خلا ترس تھا چنانچہ معاملہ ویسا ہی ہوا جیسا کہ اللہ نے ان کو کہا کیا۔ اور ابن ثمر سے آپ نے کہا کہ میرے لئے ایک وصیت کو ثابت کر دو چنانچہ ابن ثمر نے آپ کے گواہ قبول کر لئے اور کہا آپ قسم کھائیے کہ آپ کے دونوں گواہوں نے سچی شہادت دی ہے۔ آپ نے کہا کہ مجھ پر قسم نہیں ہے میں تو موجود ہی نہ تھا تو ابن ثمر نے کہا کہ آپ کو تیس گم ہو گیا ہے آپ نے فرمایا کہ تم اندھے کے بارے میں کیا کہتے ہو کہ جس کا سر بھڑ دیا گیا ہو اور اس کے حق میں دو گواہوں نے گواہی دی ہو کیا اس پر اس کے گواہوں کے ساتھ یہ قسم ہے کہ انھوں نے سچی قسم کھائی ہے۔ حالانکہ اس نے کچھ دیکھا یہ سن کر تاضی صاحب چپ ہو گئے اور ان کے حق میں وصیت کا فیصلہ کر دیا اور یحییٰ بن سعید تاضی کو فہ نے کو فہ والوں کی رائے کا امام ابو حنیفہ کی رائے پر متفق ہونے کا انکار کیا تو آپ نے اپنے شاگردان سے مناظرہ کرنے کو بھیجے جن میں زفر اور ابو یوسف بھی تھے انھوں نے

فقد راجعتهما وزفوقال
ہی امراتک حتی یتقین
طلاقھا وایا حنیفة فقال
اما الثوری فاتاک بالورع
واما زفرنا تاک بعین الفقه
واما شریک فھو کرجل
قلت لہ لا ادری اصاب
ثوری بول اولاً فقال بل
علی ثوبک فاغسلہ

”تنبیہ“

لا خلاف بین ہولاء الائمة
فی المعنی للاجماع علی ان من
شک فی طلاق زوجته لا
یلزمہ شیء بل ہونی نکاحہ ظاہراً
وانما الخلاف فی الاولی فرائی
شریک ایقاعہ لانہ مع الشک
غیر جازم بالرجعة وتعلیقھا
فیہ خلاف

والثوری الرجعة مع
التعلیق ولم یظهر للخلاف فیہ
واعرض عن ذلك زفر و بین

اصل الحكم وهو عدم الوقوع
وكان الربيع حاجب المنصور
معاذيا له فقصد ان يرصيه عنده
فقال له انه يخالف جدك ابن
عباس في قوله ان الاستثناء لا
يشترط اتصاله فقال يا امير
المؤمنين ان الربيع يزعم
انه لا بيعه لك في رقاب
جندك لانهم يخلفون لك
ثم يرجعون بمنزلهم و
يستثنون فتبطل بيعتهم
فضحك المنصور وقال يا ربيع
لا تتعرض لابی حنیفة فلما
خرج قال له الربيع اردت قتلی
قال لا ولكنك الذی اردت
قتلی فخلصتک وخلصت نفسي
وقال بعض اعدائه ایما اقله
عند المنصور ثم ساله بین
یدیه فقال یا ابا حنیفة ان
الرجل منا يدعوه ایما المؤمنین
فیامره بضرب عنق الرجل

قاضی صاحب دریافت کیا کہ آپ کی رائے
اس شخص کے بارے میں کیا ہے جو دو اشخاص کا
مشترکہ غلام ہو اور ایک نے آزاد کر دیا ہو۔
انھوں نے کہا کہ ایسا کرنا صحیح نہیں کیونکہ اس
میں دوسرے شریک کو نقصان دینا ہے جسکی
ممانعت ہے انھوں نے دریافت کیا کہ اگر
دوسرے نے آزاد کر دیا تو، تب انھوں نے
کہا کہ یہ جائز ہے انھوں نے کہا کہ آپ کی
اپنی بات میں مخالفت ہو گئی۔ کیونکہ پہلے کا
آزاد کرنا لغو تھا اب دوسرے نے اس کو
بحالت غلامی آزاد کیا تو اس کا آزاد کرنا بھی
نافذ نہ ہوا تو قاضی صاحب یہ سن کر خاموش
ہو گئے۔ لیٹ کہتے ہیں کہ میں ابو حنیفہ کا ذکر
سننا تھا اور انکے دیدار کا متمنی تھا تو میں ایک
مرتبہ مکہ میں تھا کہ لوگ ایک شخص پر اکھٹے
ہیں اور ایک شخص پکار کر کہہ رہا تھا کہ اے
ابو حنیفہ! تب میں سمجھا کہ یہ ابو حنیفہ ہیں
اس وقت ایک شخص نے یہ سوال کیا کہ میرے
پاس بہت مال ہے اور ایک کچھ بھی ہے میں
اس کی جب بھی شادی کرتا ہوں تو زرخیز
کرتا ہوں لیکن وہ اسکو طلاق دیتا ہے۔

لا یدری ما هو ایسے ان
 یضرب عنقه قال امیر المؤمنین
 یا مریبا الحق او الباطل قال
 یا الحق قال انفذ الحق حیث
 کان ولا تسال عنه ثم قال
 ابو حنیفہ ان هذا اراد ان
 یوثقنی فریطۃ و سرق طاووس
 مملوک لجار لا فشکا الیہ فقال
 اسکت ثم غدا للمسجد فلما
 اجتمع اہلہ قال اما یتحیی
 من یسرق طاووس جار لا ثم
 میحی یصلی و اثر ویشہ برأسہ
 فمسح رجل برأسہ فقال لہ یا
 هذا اراد علی صاحبک طاووس
 فرد و کان الا عمش یغص منه
 لحدۃ فی خلقہ فوقہ لہ ان حلف
 بطلاق امراتہ ان اخبرتہ بقاء
 الدقیق او کنت بہ او ارسنت
 او ذکرت لاحد لیذکر لہ او
 او مات فی ذلک فتحیرت
 فی ذلک فقیل لہا علیک بابی

اس طرح میرا مال ضائع ہو جاتا ہے تو آیا
 کوئی حیلہ ہے تو آپ نے فرمایا کہ تم مردہ
 فروشوں کے بازار میں جاؤ اور یہ لڑکا جس
 لڑکی کو پسند کرے خرید لو اور پھر اسکے نکاح
 میں دے دو اب اگر یہ طلاق بھی دے گا
 تو پھر یہ تمہاری باندی ہونے سے نہ بچے گی
 اور اگر وہ آزاد کرے گا تو آزاد کرنا معتبر نہ
 ہو گا۔ لیٹ کہتے ہیں کہ مجھ کو ان کے جواب
 سے اس وجہ حیرت نہ ہوئی جتنی ان کی
 حاضر جوانی سے۔ اور ایک شخص کو اپنی بیوی
 کی طلاق میں شک واقع ہوا تو اس نے
 شریک سے مسئلہ دریافت کیا تو شریک
 نے جواب دیا کہ اس کو طلاق دیکر رجوع
 کر لو اور ثوری سے دریافت کیا تو انھوں
 نے فرمایا کہ یہ کہہ دو کہ اگر میں نے تجھ کو طلاق
 دی ہے تو میں نے تجھ کو رجوع کیا اور فرسے
 دریافت کیا تو انھوں نے فرمایا کہ جیت تک
 تم کو طلاق کا یقین نہ ہو وہ تمہاری بیوی
 ہے۔ ابو حنیفہ سے دریافت کیا تو آپ نے
 فرمایا کہ ثوری نے تم کو مردہ اور تقویٰ کی
 بات بتائی اور فرسے تمھیک فقہ کی بات کہی

اور شریک تو ان کی مثال ایسے شخص کی ہے
جس سے میں دریافت کرتا ہوں کہ مجھ کو
پتہ نہیں میرے کپڑے پر نجاست ہر ماہیں
تو وہ کہہ دے کہ کپڑے پر نجاست ہے آپ
دھو لیں۔

تنبیہ

معنوی لحاظ سے ان ائمہ کے درمیان اس
مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں کیونکہ یہ مسئلہ
اجماعی ہے کہ جس نے اپنی بیوی کی طلاق
میں شک کیا اس پر کچھ لازم نہیں بلکہ وہ
اسکے نکاح میں ظاہر باقی ہے شک
ادلویت میں ہے تو شریک نے اسکے واقع
کرنے کو بہتر سمجھا کیونکہ وہ شک کے ہوتے ہوئے
رجعت کا یقین نہیں رکھتا اور اسکی تعلیق
میں اختلاف ہے اور ثوری نے اس کے
رجوع کو ادلی سمجھا باوجود تعلیق کے اور اس
میں اختلاف کی طرف نظر نہ کی اور زفر نے
اس سے اعراض کرتے ہوئے اصل حکم کو
بیان کیا اور وہ واقع نہ ہونا ہے۔ اور بیچ
منصور کا حاجب آپ کا دشمن تھا اس لئے
اس کا ارادہ تھا کہ منصور کی موجودگی میں

حنيفة فقصيت عليه ذلك
فقال لها اذا فرغ جوابا لدقيق
شدية ثوبه وهوائهم فاذا
استقيظ رآه وعلم فناء الدقيق
فعلت فعلم فناءه وجعل
يقول هذا والله من حيل
ابن حنيفة كيف فقام وهو حي
وهو يفيض خندا في نساء ما يرى
عجزنا ورقة فهمنا وحلف
رجل ليقرب امراته نهارا
في رمضان فتحير الناس
في المخرج من ذلك فقال
يسافر بها ويقرب بها حينئذ
وتنبأ في زمنه رجل قال
امهلوني حتى آتي بعلامة فقال
من طلب منه علامة كفر
لانه بطلبه ذلك مكذب
لقول النبي صلى الله عليه
وسلم لا بني بعدى
وتزوج اخرى على زوجته
ام حماد فقالت لا بد ان

تطلقها ثلاثا والا لا صاحبك
فاختال وامر الجديدة ان
تدخل له عند ها وتساله اكل
للمرأة ان تهجر زوجها
فدخلت وسالت عن ذلك
فقالت ام حماد لا بد ان
تطلق الجديدة فقال كل
امراة في خارج هذه الدار
فهي طالق ثلاثا فرضيت ولم
تطلق الجديدة فقال له رافضی
من اشد الناس قال اما على
قولنا فعلى كرم الله وجهه لانه
علم ان الحق لا يكره فلم
له واما على قولكم فابوبكر
لانه اخذ من على وهما عليه
ولم يكن عليا ان ينتزعه
منه فتمير الرافضی وسئل عن
طلق ثلاثا ان اغتسل اليوم
من جنابة ثم طلق ثلاثا ان
ترك صلاة من صلوات يومه
هذا ثم طلق ثلاثا ان لم يجام

آپ پر کچھ طعن کرے چنانچہ اس نے کہا کہ اے
امیر المومنین ابو حنیفہ آپ کے دادا ابن عباس
کے اس قول کی مخالفت کرتے ہیں کہ استثناء
میں اتصال شرط نہیں۔ ابو حنیفہ نے کہا کہ
اے امیر المومنین ربیع کہاں کرتے ہیں کہ آپ کے
فوجیوں کے ذمہ آپ کی بیعت نہیں کیونکہ
وہ آپ کے سامنے حلف و فاداری اٹھاتے
ہیں پھر اپنے گھر جا کر استثناء کر لیتے ہیں تو
ان کی بیعت باطل ہو جائے گی یہ منکر منصور
ہنس پڑا اور کہنے لگا کہ اے ربیع ابو حنیفہ
سے بحث نہ کرو جب ابو حنیفہ باہر نکلے
تو ربیع کہنے لگا اے ابو حنیفہ تم تے تو میرے
قتل کرنے کا ارادہ کر لیا تھا آپ نے فرمایا کہ
نہیں بلکہ آپ نے میرے قتل کا ارادہ کیا تھا
لیکن میں نے اپنی اور تمہاری دونوں کی
جانوں کو بچا دیا۔ آپ کے دشمنوں میں سے
ایک نے کہا کہ میں آج ابو حنیفہ کو منصور کے
سامنے قتل کرادوں گا پھر اس شخص نے
ابو حنیفہ سے منصور کے سامنے دریافت
کیا کہ اے ابو حنیفہ ہم ان کو امیر المومنین
کہتے ہیں اور وہ ہم سے کسی کی بھی گردن

مارنے کا حکم دیا کرتے ہیں اور حالانکہ وہ اس کو پہچانتے بھی نہیں تو کیا انھیں ایسا کرنے کا حق ہے تو آپ نے اس شخص سے دریافت کیا کہ کیا امیر المؤمنین حق اور باطل دونوں قسم کے حکم کرتے ہیں اس نے کہا کہ حق ہی کا حکم کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے تب تو جہاں حق ہوتا ہے وہیں اسکو جاری کرتے ہیں پھر ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ اس نے مجھ کو بانڈھنے کا ارادہ کیا تھا لیکن میں نے اس کو بانڈھ دیا۔ آپ کے ایک پڑوسی کا پالتو مورچہ پوری ہو گیا تو اس نے آپ سے شکایت کی آپ نے فرمایا کہ بالکل خاموش رہ پھر صبح کو مسجد میں تشریف لے گئے اور فرمایا کہ اس شخص کو شرم نہیں آتی ہے جو اپنے پڑوسی کا مورچہ اگر پھر نماز پڑھنے آتا ہے اور اس کے سر میں اس کے مورچہ پر لگا ہوا ہے تو ایک شخص اپنا امر صاف کرنے لگا آپ نے فرمایا کہ اے میاں اس شخص کا مورچہ واپس کر دو چنانچہ اس نے واپس کر دیا۔ اور اعمش اپنی تیزی طبع کی وجہ سے آپ سے منقبض رہتے تھے تو ان کے ساتھ

امراتہ فی هذا اليوم فقال يصلي العصر ثم يجامعها ثم يغتسل بعد الغروب ويصلي المغرب والعشاء اراد بصلوات اليوم الخمس

وسئل عن قال وزوجه علي سلمان سعدت انت طالق وان نزلت فانت طالق ما الحيلة فيها۔

قال يحمل السلم وهي عليه فيوضع بالارض او تحمل بغير ارادتها فتوضع بالارض وعن بيدا امراته قد حاء فقال ان شربتيه او صيتيه او وضعتيه او ناوليته انسانا فانت طالق قال تنزل فيه ثوبا ينشفه به۔

وحلف رجل ان لا ياكل البيض ثم حلف لياكل ماني كم فلان فاذا هو بيض فقال يحضنه داجاة فاذا بقي فرخا

شواہد واکلہ اور طبعہ واکلہ
کلمہ مع المرقۃ

”تنبیہ“

والحیلة عندنا فی ذلك
ان یجعلہ فی ناطف ویبرلہ
صدق علیہ انہ اکل مافی مکہ
ولم یصدق علیہ انہ اکل بیضا
لاستہلاکہ وولدت امراة
ولدین ظہرہما واحد فہات
احدہما فقال علماء الکوفة
یدفنان جمیعہا وقال ابو حنیفہ
یدفن المیت ویتوصل بالتراب
الی قطع الاتصال ففعلوا
فانفصل الحی وعاش دکان
یسمی صولی ابی حنیفہ واجتمع
فی المدینۃ بمحمد بن الحسن
بن علی رضی اللہ عنہم فقال
لہ انت الذی خالفت احادیث
جدی صلی اللہ علیہ وسلم
بالقیاس فقال معاذ اللہ من
توکل اجلس فان لک حرمة

یہ واقعہ درپیش ہوا کہ انھوں نے یہ قسم کھائی
کہ اگر ان کی بیوی نے ان کو آٹے کے ختم ہونے
کی خبر دی یا اس کو دکھایا پیغام بھیجا یا کسی نے
ذکر کیا کہ وہ ان سے ذکر کرے یا اشارۃً ایسی
بات کہی تو اسے طلاق ہے اب وہ اس
معاملہ میں حیران ہو گئیں انھیں کسی نے
مشورہ دیا کہ تم ابو حنیفہ کے پاس جاؤ
چنانچہ وہ آئیں اور تمام واقعہ کہہ سنایا
آپ نے فرمایا کہ جب آٹے کا تھیلہ خالی ہوئے
تو تم اس کو سوتے میں ان کے کپڑوں سے
باندھ دینا اب جب وہ بیدار ہوں گے تو
ان کو آٹے کے ختم ہونے کی خبر ہو جائیگی
چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا ان کو آٹے
کے ختم ہونے کی اطلاع ہو گئی۔ اس پر
اعمش نے کہا کہ بخدا یہ ابو حنیفہ کی تدبیر سے ہے
جب تک یہ زندہ ہیں ہم کیونکر کامیاب ہو سکتے
ہیں یہ ہم کو ہماری بیویوں کے بائے میں شرمندہ
کر دیتے ہیں اور ان کے سامنے ہماری عاجزی
اور کم فہمی ظاہر کرتے ہیں اور ایک شخص نے یہ قسم
کھائی کہ وہ رمضان کے دن میں اپنی بیوی سے
ضرور جماع کرے گا اب لوگ اسکے حل میں بہت

كحرمۃ جدك عليه افضل
 الصلوٰۃ والسلام فجلس
 وجثا البوحيفة بين يديه
 فقال له الرجل اضعف امر
 المرأة فقال المرأة قال كم
 سهرها قال نصف سهم الرجل
 قال لوقلت با القياس لقلت
 الحكم ثم قال الصلوٰۃ افضل
 ام الصوم قال الصلوٰۃ قال
 لوقلت با القياس لامرت
 الحائض بقضاءها دون قضائه
 ثم قال البول بخمس ام النطفة
 قال البول قال لوقلت با القياس
 لا وجبت الغسل من البول
 دون المني معاذ الله ان
 اقول على غير الحديث بل الخدم
 قوله فقام فقبل وجهه وقدم
 غريب الكوفة بزوجة فائقة
 الجمال فعلق بها كوفى وادعى انها
 زوجته وصدت عنه وعجز زوجها
 عن اثبات نكاحه وعرضت

حیران ہوئے آپ نے فرمایا اس کو لیکر سفر پر چلے
 اور وہاں جماع کرے۔ آپ کے زمینے میں ایک
 شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا اور کہا کہ مجھ کو
 مہلت دو تاکہ میں تمہارے سامنے کوئی معجزہ
 پیش کروں تو آپ نے فرمایا کہ جس نے اسے کوئی
 علامت طلب کی تو وہ بھی کافر ہوا اس نے کہ
 دو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول لابی
 بعدی کا جھٹلانے والا ہے آپ نے حماد کی ماں
 یعنی اپنی پہلی بیوی کے ہوتے ہوئے اور شادی
 کر لی تو انھوں نے کہا کہ آپ اس نئی بیوی کو
 تین طلاق دیدیجئے ورنہ میں آپ کے ساتھ نہ
 رہوں گی تو آپ نے یہ تدبیر کی کہ نئی بیوی سے
 کہا کہ تم انکے پاس جاؤ اور کہو کہ کیا کسی عورت
 کو جائز ہے کہ وہ اپنے شوہر سے قطع تعلق کرے
 چنانچہ وہ آئیں اور یہ دریافت کیا تو حماد کی
 ماں نے کہا کہ آپ نئی بیوی کو ضرور طلاق
 دیدیجئے تو آپ نے فرمایا کہ اچھا ہر عورت جو میری
 بیوی ہو اور اس گھر سے خارج ہو اس کو
 طلاق ہے اس پر حماد کی ماں راضی ہو گئیں
 اور آپ نے نئی بیوی کو طلاق نہ دی۔ اور ایک
 رافضی نے دریافت کیا کہ سب سے سخت آدمی

المسئلة على ابى حنيفة قد هب
هو ابن ابى ليلى وجماعة الى
رحل الزوج وامر نسوة ان
يدخلنه فعوت عليهن كلابه
ثم امر المرأة ان تدخل فتبصص
حولها فقال الامام ظهر الحق
فاعترفت المرأة ونظير ذلك
ما نقل عن علماء مذهب انه
اذا خلا بامرأة ومعه كلبه
صححت الخلوة وتاكّد الصداق
او كلبها المرتياكّد واراها ابن
هبيرة فصا مكتوب عليه عطاء
بن عبد الله وقال اكروا
التختر به لما كان اسم غیری
عليه ولا يمكن حكه فقال
دور اس الباء يكون عطاء
من عبد الله فتجب من
سرعة استخراجة فقال له اكثر
المبجئ اليه قال وما اصنع
عندك ان قربتني فتنتني و
ان اقصيتني اخزيتني ویسی

کون ہے تو آپ نے فرمایا کہ ہمارے قول کے مطابق
علی کرم اللہ وجہہ میں کیونکہ انھوں نے جان
لیا کہ حق ابو بکرؓ کے ساتھ ہے اس لئے انھوں
نے اس کو انکے سپرد کر دیا اور تمہارے قول
کے مطابق ربک سخت آدمی ابو بکرؓ نہیں
کہ انھوں نے اپنا حق علیؓ سے زبردستی چھین
لیا اور علیؓ ان سے کچھ نہ کہہ سکے رافضی یہ سنکر
حیران رہ گیا اور ایک شخص کے بارے میں
سوال کیا گیا کہ اس نے تین طلاق دیں اس
شرط پر کہ اگر وہ آج غسل جنابت کرے
پھر اس نے تین طلاقیں اس شرط پر دیں کہ
اگر وہ آج کی نمازوں میں سے کوئی نساۓ
چھوٹے پھر اس نے تین طلاقیں اس شرط
پر دیں کہ اگر آج وہ اپنی بیوی سے مجامعت
نہ کرے تو آپ نے فرمایا کہ نماز عصر پڑھ کر
جماع کرے پھر غروب کے بعد اس سے غسل کرے
اور مغرب وغشاء پڑھے کیونکہ اس نے زندگی
نمازوں سے پانچ نمازوں کا ارادہ کیا تھا۔
اور آپ یہ سوال کیا گیا کہ ایک شخص کی بیوی
سیڑھی پر کھڑی تھی تو اس نے کہا کہ اگر تو
چڑھی تو تجھ کو طلاق ہے اور اگر تو اتری تو

عندی ما اخافک علیہ وقال
 ذلک ایضاً لما قال له کل من
 المنصور و امیر الکوفة
 عیسیٰ بن موسیٰ لواء کثرت
 السحیٰ الینا و دخل الضحاک
 المرزوی الکوفة و امر بقتل
 الرجال کلهم فخرج الیه
 ابو حنیفة فی قمیص و رداء
 فقال له لمررت بقتل
 الرجال قال لا نهم مرتدون
 قال اکان دینهم غیر ما هم
 علیہ فارقدوا حتی صاروا الی
 ما هم علیہ ام کان هذا دینهم
 قال عد ما قلت فاعاد فقال
 الضحاک اخطانا فحمد و اسبغ
 فہم و منجا الناس و فی س و ایۃ
 ان الخوارج لہا دخلوا الکوفة
 و رایہم تکفیر کل من
 خالفہم قیل لہم عن ابی
 حنیفة هذا شیخ ہرکاء فاحضروا
 و قالوا تب من الکفر فقال انا

تجھے طلاق ہے تو اب شرعی طور پر کیا حیلہ
 ہو سکتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ اس عورت
 سمیت سیر بھی اٹھالی جائے اور زمین پر رکھ
 دی جائے یا اسکے ارادے کے بغیر اٹھا کر زمین
 پر رکھ دی جائے اور اس شخص کے بارے میں
 سوال کیا گیا کہ جس کی بیوی کے ہاتھ میں پانی
 کا پیالہ ہوا وہ کہہ دے کہ اگر تو نے پیا، یا
 بہایا، یا رکھا یا کسی کو دیا تو تجھے طلاق ہے
 تو آپ نے فرمایا کہ اس میں کوئی کپڑا ڈال کر
 اس کو جذب کر دے اور یہ بھی پوچھا گیا کہ ایک
 شخص نے قسم کھائی کہ وہ انڈانہ کھائے گا
 اور پھر یہ قسم کھائی کہ جو چیز فلاں شخص کی جیب
 میں ہے وہ ضرور کھائے گا اب دیکھا تو وہ انڈا
 ہی تھا آپ نے کہا کہ اسے کسی مرغی کے نیچے رکھ
 دو جب نیچہ نکل آئے تو اسے بھون کر کھالے
 یا شور بہیکا کر مع شور بہ کے کھالے۔

تنبیہ

اور ہمارے نزدیک (شافیہ کے حیلہ یہ ہے
 کہ وہ ریوڑیوں میں کر دے اور اپنی قسم پوری
 کرے کیونکہ اس پر یہ بات صادق آگئی کہ
 جو چیز آستین میں تھی وہ کھالی اور وہ بھی

تائب من كل كفر فقبل لهم
 ابعلم قلت ام بطن قانوا بطن
 قال ان بعض النطن اثم والاثم
 كفر عندكم فتوبوا من
 الكفر قالو تب انت ايضا من
 الكفر

صح ہو گیا کہ اس نے انڈانہ کھایا کیونکہ وہ تو
 ختم ہو گیا۔ پوچھا گیا کہ ایک عورت نے دو بچے
 جنے جن کی بیٹھ ایک تھی اب ایک ان میں سے
 مر گیا تو کیا ہو گا؟ تو کوفہ کے علماء نے جواب
 دیا کہ دونوں دفن کر دیئے جائیں گے اور
 ابو حنیفہ نے فرمایا کہ مردہ کو دفن کر دیا جائیگا

اور مٹی میں اس وقت تک چھپا رہنے دیا جائے گا جب تک دونوں کا اتصال ختم نہ ہو جائے
 چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اب جو زندہ تھا وہ جدا ہو گیا اور اس کا نام ”مولیٰ ابو حنیفہ“ ابو حنیفہ کا غلام
 پڑ گیا۔ آپ مدینہ منورہ میں محمد بن حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے ملے تو انھوں نے فرمایا کہ آپ ہی نے
 میرے دادا کی احادیث کی خلاف ورزی کی ہے محض اپنی رائے اور قیاس سے؛ تو آپ نے
 فرمایا کہ پناہ بخدا الشریف رکھئے کہ آپ کی عزت آپ کے دادا کی عزت کے مانند ہے (صلی اللہ
 علیہ وسلم) وہ شریف فرما ہوئے اور ابو حنیفہ ان کے سامنے دو زانوؤں بیٹھ گئے پھر پوچھا کہ یہ بتائیے
 کہ مرد کو درجہ یا عورت تو انھوں نے فرمایا کہ عورت کمزور ہے آپ نے دریافت کیا کہ عورت کا میراث
 میں حصہ کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ مرد کے حصے سے آدھا ہے آپ نے فرمایا کہ اگر میں عقل ہی سے
 کہتا تو اسکے برعکس ہوتا۔ پھر آپ نے دریافت کیا کہ یہ بتائیے کہ نماز افضل ہے یا روزہ، انھوں نے
 جواب دیا کہ نماز آپ نے فرمایا کہ اگر میں عقل سے فتویٰ دیتا تو حائض کو نماز کی قضاء کا حکم دیتا
 نہ کہ روزہ کی قضاء کا پھر آپ نے فرمایا کہ پیشاب ناپاک ہے یا نطفہ انھوں نے جواب دیا کہ پیشاب
 آپ نے فرمایا کہ اگر میں قیاس سے حکم کرتا تو پیشاب کی وجہ سے غسل واجب کرتا نہ کہ منی کی وجہ سے
 پناہ بخدا کہ میں خدمت حدیث کچھ کہوں بلکہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کا خادم
 ہوں تو انھوں نے کھڑے ہو کر آپ کی پیشانی کا بوسہ دیا اور ایک مسافر اپنی ایک حسین جمیل
 بیوی لیکر کوئٹہ آیا ایک کوئی کو حجت ہو گئی اور اس نے دعویٰ کیا کہ یہ میری بیوی ہے عورت

اس کو پسند کرتی تھی اور پہلے شوہر سے ناپسندیدگی کا اظہار کرتی تھی لیکن شوہر اپنا نکاح ثابت کرنے سے عاجز رہا۔ یہ مسئلہ ابو حنیفہ کی خدمت میں پیش ہوا تو آپ اور ابن ابی لیلیٰ کچھ لوگوں کے ہمراہ شوہر کی قیام گاہ پر گئے اور کچھ عورتوں سے کہا کہ وہ اس کے گھر جائیں۔ جب وہ عورتیں گھر گئیں تو اس شخص کے کتے ان پر بھونکنے لگے پھر اصل عورت سے کہا کہ اب وہ جلے کتا اس کو دیکھ کر دم بلانے لگا اور اس کے گرد گھومنے لگا تب امام صاحب نے فرمایا کہ اب حق ظاہر ہو گیا اور اسی کی مثل وہ واقعہ ہے جو ان کے ہم مذہب علمائے منقول ہے کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ خلوت کرے اور اس کے ساتھ اس کا کتا بھی ہو تو خلوت صحیح ہے اور مہر واجب ہے لیکن اگر عورت کا کتا ہو تو مہر مکذوب نہیں اور آپ کو ابن بسیرہ نے ایک ننگینہ دکھایا جس پر عطاء بن عبد اللہ لکھا تھا اور یہ کہا کہ میں اس انگوٹھی کو پہننا ناپسند کرتا ہوں، کیونکہ اس پر دوسرے کا نام ہے اور اس کا مٹانا بھی ممکن نہیں تو آپ نے فرمایا کہ باکے سر کو گول کر دو تو یہ ہو جائے گا۔ حطامن عند اللہ (یعنی اللہ کی دین) تو وہ آپ کی اس حاضر جوانی پر بہت متعجب ہوئے۔ اور ابن بسیرہ نے آپ کے کہا کہ ہمارے پاس بکثرت آیا کیجئے تو آپ نے فرمایا کہ اگر کیا کروں اگر آپ قرب عطا کریں گے تو فتنہ میں ڈالیں گے اور دودھ رکھیں گے تو رسوا کریں گے اور میرے پاس کوئی ایسی چیز بھی نہیں جس پر مجھے آپ کا خوف ہو۔ اور یہی بات آپ نے اس وقت کہی جبکہ منصور اور حاکم کو فہ عیسیٰ بن موسیٰ نے آپ کے زائد آمد و رفت کی درخواست کی۔ ضحاک مروزی کو فہ میں آئے اور سب مردوں کے قتل کا حکم دیا تو ابو حنیفہ ایک فیض اور قادر میں اس کے پاس آئے اور اس سے کہا کہ مردوں کے قتل کا حکم کیوں دیا ہے؟ تو اس نے کہا اس لئے کہ وہ مرتد ہیں تو آپ نے پوچھا کہ کیا ان کا دین اس کے علاوہ کچھ اور تھا جس پر اب وہ ہیں اور اب وہ مرتد ہو کر اس دین کی طرف آئے ہیں؟ یا ان کا دین یہی تھا۔ ضحاک نے کہا کہ اپنی بات کو فدا پھر دہراؤ۔ آپ نے

اپنی بات دہرائی تو صفا کہ نے کہا کہ ہم سے غلطی ہوئی اور لوگوں نے اپنی اپنی تلواریں
 نیام میں کر لیں اور لوگوں نے نجات پائی۔ اور ایک روایت میں ہے کہ خارجی جب
 کو فرس میں داخل ہوئے اور ان کا عقیدہ یہ تھا کہ وہ اپنے ہر مخالف کی تکفیر کرتے تھے تو
 تو ان سے ابو حنیفہ کے بارے میں کہا گیا کہ یہ ان کے شیخ ہیں چنانچہ انھوں نے ان کو
 بلوایا اور کہا کہ کفر سے توبہ کرو تو آپ نے فرمایا کہ میں ہر کفر سے توبہ کرتا ہوں تو کسی نے
 خوارج کو بتایا کہ یہ کہتے ہیں کہ تمہارے کفر سے توبہ کرتا ہوں چنانچہ انھوں نے آپ کو
 دوبارہ پکڑ لیا تو آپ نے اس سے دریافت کیا کہ تم یہ بات علم سے کہہ رہے ہو یا ظن سے
 انھوں نے کہا کہ ظن سے تو آپ نے فرمایا کہ بعض گمان گناہ ہے اور گناہ تمہارے نزدیک
 کفر ہے تو تم کفر سے توبہ کرو تو انہوں نے کہا کہ تم بھی توبہ کرو۔

”تنبیہ“

تنبیہ

حضرت ابو حنیفہ کے بعض حاسدین
 (جو آپ پر غلط تہمت ترازی کرتے ہیں) نے
 کہا آپ نے دوسرے کفر کیا اور دوسرے آپ کے
 توبہ کرائی گئی تو درحقیقت یہ معاملہ آپ کا
 خوارج کے ساتھ پیش آیا جس سے وہ
 ان کی شان میں تنقیض کا ارادہ کرتے
 ہیں حالانکہ یہ تو انتہائی کمال ہے کیونکہ
 ان کے علاوہ کوئی تھا ہی نہیں جو خوارج
 سے مناظرہ کرتا اور ایک شخص نے دوسرے
 کو وصیت کی اور اس کو ایک ہزار دینار
 کی حقیقی پیش کی اور اس سے کہا کہ جب

وقع لبعض حاسد ابی
 حنیفة الذین ینتقصونہ بما
 ہو بروی منہ۔ انہ ذکر من
 مثالبہ ان کفر مرتین و
 استتیب مرتین وانہا وقع
 لہ ذلک مع الخوارج فارادوا
 انتقامہ بہ ولیس ینقص بل
 ہو غایتہ فی رفعتہ اذ لم یوجد
 احد یحاجہم غیرہ رحمۃ اللہ
 علیہ وارضی رجل الی آخر و
 سبلہ کیسافہ الف دینار وکان

اذا كبر ولدی فاعطه ماتحب
 فلما كبر اعطاه بكیس دون
 ما فيه فجاء الولد لابن حنیفة
 وذکر له الخبوء فدعا الوصى و
 قال اعطه الالف لان الذی
 تحبه هو الذی امسكت اذ كل
 احد غالباً انما یمسك الذی
 یحبه ویعطى الذی لا یحبه و
 كان بعض المحدثین یقع فیہ
 فوقع فی ورطة لم یرى من یخلصه
 منها غیره وهی انه قال لزوجته
 ان سالتی اللیلة الطلاق ولم
 اطلقك فانت طالق وقالت
 ان لم اسئلك اللیلة الطلاق
 فعبدی حرق قال لها الامام
 سلیه الطلاق وقال له قل انت
 طالق ان سئت فحرق قال اذهب
 فلا حث علیكما وقال له تب
 انی الله من الوقیعة فیمن
 حمل الیک العلم فتاب وکانا
 بعد یدعوان له دبر کل صلوة

میرا لڑکا بڑا ہو جائے تو تم جو چاہو اسے
 دیدینا۔ جب لڑکا بڑا ہوا تو اس شخص
 نے رزکے کو خالی تھیلی پکڑادی لڑکا ابو حنیفہ
 کی خدمت میں آیا اور واقعہ کہہ سنایا آپ نے
 وصی کو بلایا اور اس سے کہا کہ تم اس کو
 ایک ہزار دینار دیدو کیونکہ جس کو تم نے
 چاہا اور پسند کیا وہی ہے جس کو تم نے روک
 رکھا ہے کیونکہ غالباً ہر شخص اسی چیز کو
 روک کر رکھتا ہے جس کو وہ پسند کرتا ہے
 اور جس کو وہ نا پسند کرتا ہے دیدیتا ہے
 ایک محدث آپ کے بارے میں کچھ توہین
 کرتے تھے تو وہ ایک مشکل میں پڑ گئے۔
 جس سے ابو حنیفہ کے سوار ٹائی دینے
 والا کوئی نہ تھا اور وہ مشکل یہ تھی کہ انھوں
 نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر تو نے آج رات
 مجھ سے طلاق مانگی اور میں نے تجھ کو
 طلاق نہ دی تو تجھے طلاق ہے ان سے
 کہا کہ اگر میں آج رات تجھ سے طلاق نہ
 مانگوں تو میرا غلام آزاد ہے تو اس
 عورت سے امام صاحب نے فرمایا کہ تم ان
 سے طلاق کا مطالبہ کرو اور ان سے کہا

و حلف شخص بالطلاق من
زوجته ان لم تطبخ له قدر فيها
مكون ملح لا يظهر له اثر في الطعم
المطبوخ فسل عنها فقال
تطبخ بيضة في قدر وتلقى عليه
المعلم المحلوف عليه واكثر منه
واراد جماعة من الدهرية قتله
فقال حتى نبحت في مسئلة
ثم شأنكم وما اردتم فقال
ما تقولون في سفينة مشحونة
بالاثقال في بحري موج متلاطم
بلا ملاح أيجوز هذا قالوا هذا
محال قال أيجوز في العقل مثل
وجود هذه الدنيا مع تباين
اطرافها واختلاف احوالها و
امورها وتغير اعمالها وافعالها
من غير صانع حكيم ومدبر عليم
فتابوا جميعا وغدا سيوفهم
وجاءه رجل له على أخواله
انكره واراد الحلف وليس مع
المدعى الا شاهد واحد و

کہ آپ ان سے کہیں کہ تجھ کو طلاق ہے
اگر تو چاہے۔ پھر اپنے فرمایا کہ جاؤ تم میں
کوئی بھی حانت نہ ہوا۔ دران سے کہا کہ
اللہ کی بارگاہ میں تو یہ کرو کہ جو تم تک
علم لے کر آئے تم اس کی شان میں گستاخی
کرتے ہو پھر وہ دونوں میاں بیوی ہر نماز
کے بعد ابو حنیفہ کے حق میں دعا کرتے ہیں
اور ایک شخص نے اپنی بیوی کی طلاق کی
قسم کھائی اور اس شرط پر کہ وہ ایسی
باندی نہ پکائے جس میں اپنا صاع نمک
ہو اور اس کا اثر پکے ہوئے کھانے میں
ظاہر نہ ہو تو یہ مسئلہ آپ سے دریافت کیا
گیا تو آپ نے فرمایا کہ باندی میں انڈے
پکائے اور جسے نمک کی قسم کھائی ہے
یا اس سے زائد ڈال دے۔ اور دہریوں
کی ایک جماعت نے آپ کے قتل کا ارادہ
کیا آپ نے فرمایا کہ پہلے ایک مسئلہ میں بحث
کرو پھر تم جانو اور تمہارا کام جانے آپ نے
ان سے دریافت کیا کہ تم اس کشتی کے
بارے میں کیا کہتے ہو جس پر بوجھ لدا ہوا
ہے اور ملاح غائب کیا ایسا ہونا ممکن

علم ابو حنیفۃ صدقۃ قاصدا
ان یہ ہبہ الحاضر لحضرت شاہد
ثم امر الحاضر بالدعوى على
لمدين بالالف وامر الشاهد
والواهب ان يشهد الربا ^{لف}
ففعلا فحكم القاضي بالالف
وهذا الباب طويل وفيما ذكرنا
كفايته على ان في بعض ما لم
نذكره خلافا ونزاعا في ثبوته
اوجب حذفه

ہے تو انہوں نے کہا کہ یہ ممکن ہے تو
آپ نے فرمایا کہ حنفیہ اس جیسی دین کا
وجود یا وجود اس کے اطراف، احوال
اور امور تفریق کے اور افعال کے مختلف ہونے
کے۔ بد کسی بننے والے، حکمت والے
تدبیر والے کے کیونکر ممکن ہے تو سب نے
تو یہ کرنی اور اپنی تنواریں یہ میں رکھ
لیں۔ اور آپ کے پاس ایک شخص آیا
جس کے دوسرے شخص پر ایک ہزار
درہم چاہتے تھے درود منکر تھا اور قسم
کھانے کو تیار تھا اور مدعی کے پاس صرف

ایک گواہ تھا اور ابو حنیفہ کو اس کی سچائی کا
موجود شخص کو یہ کہہ کر اس کے گواہ کی موجودگی میں پھر جہت شخص سے کہہ اب تم دہائی
کردا اصل مقروض پر جس پر ہزار درہم چاہتے ہیں اور شاہد درمیان دینے والے کو
حکم دیا کہ وہ دونوں اس کے حق میں شہادت دیدیں چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا
تو قاضی نے ایک ہزار درہم واپس کرنے کا حکم کرایا اور یہ بات بہت لمبی ہے جو کچھ
میں نے ذکر کیا وہ کافی ہے جو کچھ میں نے بیان کیا ہے اس کے بغیر میں کچھ فعل درج کرنا
ہے لہذا اس کو حذف کرتے ضرور دیکھنا۔

الفصل الرابع والعشرون فی حلمه ونحوہ

قال یزید بن ہارون مارا^{بت}
احلم منہ کان لہ فضل و دین
و ورع و حفظ لسان و اقبال علی
ما یحییہ و قال غیرہ شتمہ
رجل و اطبا بغویا زندق
فقال لہ غفر اللہ لک ہو یعلم
متی خلاف ما تقول و قال
عبد الرزاق ما رایت احلم منہ
کنا معہ بمسجد الخیف
و الناس حولہ فسالہ بصری
عن مسئلۃ فاجابہ فاعترضہ
بان الحسن خالفہ فقال اخطا
الحسن فقال لہ رجل یا ابن
الزانیۃ انت تقول اخطا الحسن
فصاح الناس و ہبوا بہ فکفہم
ابو حنیفۃ و اطلق ساعۃ شمر
رفع راسہ فقال نعم اخطا الحسن
واصاب ابن مسعود فیما روی

چوبیسویں فصل ان کے حلم و غیر کے بیان میں

یزید بن ہارون نے کہا کہ میں نے ابو حنیفہ
سے زائد علم کوئی نہ دیکھا آپ میں فضل و دین
و ورع و حفظ لسان اور مقصد کی چیزوں پر
پوری توجہ کرنے کی صفات تھیں اور ایک
شخص نے گالی دی اور بہت زائد دیتا
رہا مثلاً "یا زندق" تو آپ نے فرمایا کہ
اللہ تیرے لئے مغفرت کرے اسکے علم میں
اس چیز کے خلاف ہے جو کہتا ہے اور
عبد الرزاق نے کہا کہ میں نے ابو حنیفہ سے
زائد بردبار شخص نہیں دیکھا ہم ان کے
ساتھ مسجد خیف میں تھے لوگ ان کے
ارد گرد تھے تو ایک بصری نے آپ کوئی
مسئلہ دریافت کیا آپ نے اس کا جواب
دیا اس پر بصری نے اعتراض کیا کہ حسن
بصری نے اس کے مخالف کہا ہے آپ نے
فرمایا کہ حسن نے غلطی کی تو اس شخص نے
کہا کہ اے زانیہ کے بیٹے تو یہ کہتا ہے کہ
حسن نے غلطی کی تو لوگ چیخنے چلانے لگے

عن رسول الله صلى الله عليه
وسلم وكان يقول ما جازيت
احدا بسوء قط ولا لعنت
احدا ولا ظلمت مسلما ولا
معاهدا ولا غشيت احدا
ولا خدعتة وقيل له ان التوري
ينال منك ويتكلم فيك فقال
غفر الله له ثم مدحه وكان
بجواره اسكاف اذا سكر يتغنى =
" شعر "

اضاعوني واتي فتى اضاعوا
ليوم كرهية وسدا ان تغر
ففقد صوته ليلة فقييل
اخذ لا العس فركب للامير
فراذ في تعظيمه وامر باطلاقه
واطلاق كل من مسك ذلك
اللية وما بعد ها فركب راجعا
ولا سكاف يمشي خلفه فقال
يا فتى اصغاك قال لا بل
حفظت ورعيت جزا الله
خيروا ثم تاب وحسنت توبته

اور اسکو مارنے کا ارادہ کرنے لگے ابو حنیفہ نے
ان کو پر سکون رہنے کا حکم دیا اور تھوڑی
دیر سر جھکا کر اٹھایا اور پھر فرمایا کہ حسن نے
غلطی کی اور ابن مسعود نے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم سے صحیح روایت کی اور آپ کا
قول تھا کہ میں نے کسی کو کبھی برائی سے بدلتین
دیا اور نہ کسی پر لعنت کی اور نہ کسی مسلمان پر
اور نہ کسی معا بد پر ظلم کیا اور نہ کسی کو دھوکا دیا
آپ کے کسی نے کہا کہ تیری آپ کی شان میں
گستاخی کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ اللہ ان کی
مغفرت کرے اور پھر انکی تعریف کی۔ اور
آپ کے پڑوس میں ایک چمار رہتا تھا جب وہ
نشہ میں ہوتا تو گانے لگتا اور یہ شعر پڑھتا
کہ لوگوں نے مجھ کو ضائع کر دیا اور ایسے اچھے
نوجوان کو ضائع کر دیا جو جنگ اور سرحدوں
کی حفاظت کے کام آتا۔ ایک رات اسکی
آواز نہ آئی تو معلوم ہوا کہ اس کو پولیس نے
گرفتار کر لیا آپ امیر شہر کے پاس سوار ہو کر
گئے اس نے آپ کی بہت تعظیم کی اور نہ
صرف اسکو چھوڑنے کا حکم دیا بلکہ اس رات
اور اس کے بعد والی رات جو لوگ بھی گرفتار

ولا زہم مجلسه حتی صار فقیہاً
 وقال الولید بن قاسم کان
 کریم الطبع عظیم التفقد و
 المواساة لاصحابه وقال
 عصام لم یکن لاحد من الحق
 کہا لا فی حنیفة علی اصحابه
 وكان الذی باب اذا وقع علی احد
 منهم یری مشقة ذلك علیه
 وقیل له عن بعضہم انه سقط
 من سطحه فصاح صیحة سمعها
 من فی المسجد وقام فرعاعلیہ
 حافیا ثم بی وقال لو امکنی
 حمل ذلك حملت وکان
 یاتیہ صباحا ومساء حتی برئ
 وجاء لا سرجل فقال انی
 وضعت کتابا علی خطک
 الی فلان فاعطانی اربعة آلاف
 درهم فقال ابو حنیفة ان
 كنتر منتفعین بهذا
 فافعلوا
 وقال ابو معاذ کان

ہوئے سب کو چھوڑنے کا حکم دیا اب آپ
 سوار ہو کر واپس آئے تھے اور چار آپ کے
 پیچھے چل رہا تھا آپ نے اس سے دریافت کیا
 کہ لے لو جو ان کیا ہم نے تجھ کو ضائع کیا۔
 اس نے کہا کہ نہیں بلکہ آپ نے حفاظت کی
 اور خیال رکھا اللہ آپ کو ابھی جزائے پھر
 تا تب ہوا اور اسکی توبہ اچھی ہوئی اور وہ
 آپ کا ہم نشین بن گیا بالآخر وہ فقیہ ہو گیا
 اور ولید بن قاسم کا بیان ہے کہ آپ کریم الطبع
 تھے اور اپنے احباب کے حالات کی بہت خبر گیری
 فرماتے اور انکی غمخواری کرتے اور عصام نے
 کہا کہ جتنا حق ابو حنیفہ کا اپنے احباب پر تھا
 اتنا کسی کا نہ ہوا اگر کسی پر مکھی بھی بیٹھ جاتی
 تو آپ پر یہ دشوار ہوتا تھا۔ آپ کو آپ کے کسی
 ساتھی کے متعلق اطلاع دی گئی کہ وہ چھت
 سے گر پڑے تو آپ نے ایک چیخ ماری جسکو مسجد
 والوں نے سنا اور ننگے پیر گھبراہٹ میں اسکی
 طرف دوڑے اور فرمایا کہ اگر میں اس کو اٹھا
 سکتا تو اٹھا لیتا اور اس کی خبر گیری کو صبح دشام
 تشریف لاتے حتی کہ وہ تندرست ہو گیا۔
 آپ کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ میں

آپ کی طرف سے ایک خط ملا اس شخص کو لکھا تو اس نے مجھ کو چار ہزار درہم دیدیئے تو آپ نے فرمایا کہ اگر تم کو اس سے نفع ہو سکتا ہے تو نفع حاصل کرو۔ اور ابو معاویہ نے کہا کہ ابو حنیفہ یہ جانتے ہوئے کہ میں سفیان کا مقرب ہوں اور ان میں اور ابو حنیفہ میں اسی قسم کے تعلقات تھے جیسے ہمسروں میں ہوتے تھے۔ ابو حنیفہ مجھ کو اپنا قرب عطا کرتے اور میری ضروریات پوری کرتے تھے۔ آپ بار بار متقی اور با وقار تھے اللہ نے آپ میں شرافت کی تمام خصلتیں جمع فرمادی تھیں آپ کو ایک شخص نے آپ کے درس میں گولی دی اور برابر دیتا رہا آپ اس کی طرف متوجہ نہ ہوئے اور نہ ہی اپنا سلسلہ کلام منقطع فرمایا نہ اپنے ساتھیوں سے منع کیا کہ اس سے گفتگو کریں جب آپ فارغ ہو کر اٹھے تو وہ شخص آپ کے پیچھے آپ کے گھر کے دروازہ تک گیا آپ دروازہ پر کھڑے ہو گئے اور اس شخص سے کہا کہ یہ میرا گھر آگیا ہے اگر کچھ تیرے پاس باقی رہ گیا ہے تو اس کو بھی پورا کرے تاکہ تیرے دل میں حسرت نہ جائے یہ سن کر وہ شخص شرم گیا ایک دوسری رات

ابو حنیفہ مع معرفۃ بقربی
من سفیان و بینہما فابین
الاقوان یقر بنی و یقضی حوائجی
و کان حلیمادور عاد و قورا قد
جمع اللہ فیہ خصالا شریفۃ
و شتمہ رجل و ہونی درسہ
و اکثر فہما التفت الیہ و لا
قطع کلامہ و نہی اصحابہ عن
مخاطبتہ فلما فرغ و قام تبعہ
الی باب دارہ فقام علی بابہ و
قال للرجل ہذا داری و ان
کان بقی معک شی فائمہ حتی
لا یبقی فی نفسک شی فاستخی
الرجل

و فی قصۃ اخری انہ تبعہ
فلما دخل جعل یسب و یشتم
فلم یجیبہ احد فقال اتعد و ننی
کلبا ثقیل من داخل الدار نعم
و قال ابو یوسف کان یجمل
والدقہ علی حمار الی مجلس عمر
بن ذر کواہتہ ان یرد امرہا

وقال ابو حنیفہ ربہا ذہبت
 بہا الی مجلسہ وربہا امرتہ ان
 اذہب الیہ واسئلہ عن مسئلۃ
 فایتہ واذکرہ لہ واقول لہ ان
 اخی امرتہ ان اسئلک عنہ فیقول
 و انت تسئلی عن ہذا فاقول ہی
 امرتہ فیقول قل لی کیف ہو حتی
 اخبرک فلخبرہ یا الجواب ثم
 یمخبرہ بہ فایتہا واخبرہا عنہ
 بہا قال۔ ونظیر ذلک انہا
 ستفتت عن شیء فافتیتہا فلم
 تقبلہ وقالت لا اقبل الا قول
 زرعة القاص ای الواعظ فجاء
 بہا الیہ وقال لہ ان اخی تستفتیک
 فی کذا فقال انت اعلم وافقہ ففتھا
 قال فی افتیتھا یکذا فقال زرعة
 القول ما قال ابو حنیفہ فرضیت
 والصرفت وقال الجر جانی سالہ
 بحضرتی شاب فاجابہ فقال لہ
 اخطأت فقلت لمن حولہ سبحان
 اللہ الا تعظمون ہذا الشیخ

کے مطابق وہ شخص آپ کے پیچھے ہو گیا جب
 آپ گھر میں داخل ہو گئے تو گالی گلوچ کرنے
 لگا تو کسی شخص نے جواب نہ دیا۔ وہ شخص کہنے
 لگا کہ تم مجھ کو کتنا سمجھتے ہو؟ تو گھر کے اندر سے
 آواز آئی ہاں۔ اور بروہ نے فرمایا کہ آپ
 اپنی والدہ کو گدھے پر بٹھا کر عمر بن ذر کی مجلس
 میں لے جاتے تاکہ ان کا حکم نہ مانیں اور
 ابو حنیفہ نے فرمایا کہ بسا اوقات وہ مجھے حکم
 دیتیں کہ میں انکو عمر بن ذر کی مجلس میں لے
 جاؤں اور بسا اوقات حکم دیتیں کہ میں
 خود جاؤں وہ ان سے مسئلہ دریافت کر لے
 تو وہ فرماتے کہ آپ مجھ سے یہ مسئلہ دریافت
 کرتے ہیں تو میں کہتا کہ جی انھوں نے مجھ کو
 حکم دیا ہے کہ میں یہ مسئلہ آپ سے پوچھوں تو
 وہ مجھ سے کہتے کہ آپ ہی بتائیے تاکہ پھر میں
 یہ مسئلہ بتاؤں تو میں ان کو جواب پھر وہ مجھ
 کو جواب دیتے پھر میں اپنی والدہ کے پاس
 آکر بتا دیتا۔ اور اسکی ایک نظیر یہ ہے کہ
 انھوں نے مجھ سے ایک فتویٰ طلب کیا میں
 نے انکو جواب دیا مگر انھوں نے نہ قبول کیا
 اور فرمایا کہ میں تو قصہ گو و اعظ یعنی زرعة

فَلْتَقِ الْاِلٰهَ فَقَالَ دَعِهِمْ فَاَنى
 قَدْ عَوَدْتَهُمْ ذٰلِكَ مِنْ نَفْسِى
 وَقَالَ مَا صَلِيَتْ صَلَاةً مُنْذَا
 حَمَادًا اِلَّا اسْتَغْفَرْتُ لَهُ مِنْ
 وَالِدِى وَمَا مَدَدْتُ رَجُلًا نَحْوًا
 وَاِنْ يَلٰنِى وَبَيْنَهُ سَبْعُ سَكَاكٍ
 وَاِنِى لَا اسْتَغْفِرُ لِمَنْ تَعَلَّمْتُ مِنْهُ
 اَوْ عَلَّمْنِى وَقَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ
 مَا كَانَ اَوْ قَرْنَ مِنْ مَجْلِسَةٍ كَانَ حَسَنُ
 السَّمْتِ حَسَنُ الثَّوْبِ حَسَنُ
 الْوَجْهِ وَقَالَ زَكَرِيَّا كَانَ حَمُولًا
 صَبُورًا وَمَرْبِيَةً سَفِيْنًا بَنٍ
 عَيْنِيَّةٍ وَتَدَارُفُ صَوْتُهُ
 رِصْوَتُ اصْحَابِهِ بِالْمَسْجِدِ فَقَالَ
 يَا اَبَا حَنِيفَةَ هَذَا مَسْجِدُ وَلَدِى
 لَا يَرْفَعُ فِيْهِ فَقَالَ دَعِهِمْ فَاَنفِمْ
 لَا يَفْقَهُوْنَ الْاِلٰهَ وَقَالَ لِرَشِيْدِ
 بَنِيْ يُوْسُفَ صِفْ لِىْ اَخْلَاقَ اَبِى
 حَنِيفَةَ فَقَالَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ
 اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُوْلُ (مَا يَفْظُ
 مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدِيْهِ) مَرْقِيْبُ

کی بات مالوں کی چنانچہ انکے پاس لے کر
 گیا اور کہا کہ میری ماں آپکے فلاں معاش میں
 فتویٰ طلب کرتی ہیں تو انھوں نے کہا کہ آپ
 زائد جاننے والے ہیں اور زائد فقیہ میں آپ
 انکو فتویٰ دیدیجئے تو آپنے فرمایا کہ میں نے
 فلاں فتویٰ دیا تھا تو زرعہ نے کہا کہ بات
 وہی ہے جو ابو حنیفہ کے کہی ہے تو وہ راضی
 ہو کر چلی گئیں اور جبریاں نے کہا کہ میری
 موجودگی میں ایک شخص نے دریافت کیا
 آپنے جواب دیا تو اس نے کہا کہ آپ نے
 غلطی کی تو میں نے آپکے گرد بیٹھنے والوں سے
 کہا کہ سبحان اللہ آپ لوگ اس شیخ کی تعظیم
 نہیں کرتے تو آپ میری طرف متوجہ ہوئے
 اور فرمایا انھیں انکے حلقہ پر چھوڑ دیجئے
 ان کو کس بات کو خود عادی بن دیا ہے
 آپنے فرمایا کہ جبکہ حمد کی وفات ہوئی ہے
 میں ہر نماز کے بعد انکے لئے استغفار کرتا
 ہوں اور اپنے والد کے لئے بھی درس
 نے کبھی انکے گھر کی طرف اپنے پیروار نہیں
 کئے حالانکہ میرے اور ان کے گھر کے درمیان
 کئی گلیاں ہیں اور میں ہر اس شخص کیسے

عتید

کان علی بہ رحمہ اللہ کان
شدید الذب عن محامد اللہ
تعالیٰ ان توئی شدید الورع
لا ینطق فی دین اللہ بہا لا
یعلم محیب ان یطاع اللہ تعالیٰ
ولا یعصىٰ محابا لاهل الدنیا
فی زمانہم لا ینافس فی عزہا
طویل الصحت دائم الفکر علی
علم واسع لم یرکن مہذا را ولا
ثرثارا ان سئل عن مسئلہ و
کان عندہ فیہا علم نطق بہ
واصاب فیہا وان کان غیر
ذلک قاس علی الحق واتبعہ
صائنا لنفسہ ودینہ بذو ولا
للعلم والمال مستغنیاً بنفسہ
عن جمیع الناس لا یمیل الی
طمع بعید اعن الغیبۃ لا
یذکر احد الا بخیر۔

نقال الرشید ہذا اخلاق
الصالحین وقال المعافی الموصی

استغفار کرتا ہوں جس سے میں سیکھائے
یا جس نے مجھ کو علم پڑھایا اور ابن مبارک
نے فرمایا کہ آپ کی مجلس بہت ہی اچھی تھی
آپ اچھے اچھے لباس والے اچھے چہرے والے
تھے اور زفر نے کہا آپ تحمل اور صابر تھے
آپ اور آپ کے شاگرد مسجد میں آواز بلند
سے گفتگو کر رہے تھے کہ اتنے میں سفیان
بن عیینہ کا دہل سے گذر ہوا تو انھوں نے
کہا کہ اے ابو حنیفہ یہ مسجد ہے اس میں
آواز بلند نہیں کی جاتی تو آپ نے فرمایا کہ انہیں
چھوڑیے یہ اس کے علاوہ سمجھتے نہیں اور
نارون الرشید نے ابو یوسف سے کہا کہ
مجھے ابو حنیفہ کے اخلاق بتاؤ تو انہوں نے
کہا کہ اے امیر المؤمنین اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
کہ وہ جو بات بھی کرتا ہے تو اس کے پاس
ایک سرکش محافظ ہوتا ہے مجھے ان کے
بابے میں یہ معلومات ہیں۔ بیحد متقی تھے
اللہ کے دین میں وہی کہتے تھے جس کا علم
ہوتا تھا آپ یہ چاہتے تھے کہ اللہ کی اطاعت
کی جائے اور نافرمانی نہ کی جائے اہل دنیا
سے انکے زمانے میں کنارہ کش تھے آپ کو

كان فيه عشر خصال ما كانت واحدة
منها في انسان الا صار رئيسا
في وقته وساد قبيلة الومر -
والصدق، والفقه، ومدارة
الناس، والمردة الصادقة، و
الاقبال على ما ينفع وطول الصمت
والاصابة بالقول ومعونة
اللفان ولوعده واول قال ابن
نمبر كان يجلس ومعه اصحابه
كوفرو داود الطائي والقاسم
بن معن فيتطارحون مسألة
فيما بينهم فيرتفع فيما اصواتهم
ثم يتكلم ابو حنيفة فيسكتون
حتى يفرغ فيتكلمون ما تكلم
به فاذا اكتموا الخذوا في مسألة
اخرى وكان يقول لو كان العوام
في عبادة الاعتققتهم وتبوات
من ولائهم

دنیاوی عزت کی کچھ پروا نہ تھی حد درجہ
خاموش مزاج تھے ہمہ وقت غور و فکر کے
خوگر وسیع علم والے یہودہ گو نہ تھے اور کوئی
مسئلہ آپ دریافت کیا جاتا اور اس کا علم
ہوتا تو آپ جواب دیتے اور اگر ایسا نہ ہوتا
تو حق پر قیاس کرتے اور اسی کی اتباع کرتے
اس میں اپنے نفس اور دین کی حفاظت کا
پورا خیال رکھتے آپ علم اور مال کو خرچ کرنے
والے اور لوگوں سے استغناء رکھنے والے
تھے لایح قطعاً نہ تھا غیبت سے بہت دور
ہر شخص کا تذکرہ بجلائی سے کرتے رشید نے
یہ سن کر کہا کہ یہ اخلاق تو صالحین کے ہیں
اور معانی موصلی نے کہا کہ آپ میں دس
عادتیں ایسی تھیں کہ اگر ان میں سے ایک بھی
کسی میں پائی گئی تو وہ وقت کا رئیس ہو گیا
اور اپنے قبیلہ کا سردار بن گیا تقویٰ، بچائی،
پاکدامنی، لوگوں کی خاطر مدارات، سچی محبت،
نفع دہندہ چیز پر توجہ، لمبی خاموشی صحیح قول
اور مصیبت زدہ کی مدد خواہ دشمن ہی کیوں نہ ہوتا اور ابن منیر نے کہا کہ آپ اپنے شاگردوں
کے ہمراہ بیٹھتے جن میں زفر، داؤد طائی، قاسم بن معن وغیرہ ہوتے تو وہ آپس میں کوئی
نہ کوئی مسئلہ شروع کر دیتے اس میں ان کی آوازیں بلند ہو جاتیں پھر ابو حنیفہ بولتے

اور وہ سب خاموش ہو جاتے حتیٰ کہ وہ فارغ ہوتے اور وہ لوگ آپ کے کلام کو ذہن نشین کر لیتے جب یہ مسئلہ خوب اچھی طرح حل ہو جاتا تو دوسرے میں شروع ہو جاتے اور آپ فرماتے تھے کہ اگر سب لوگ میرے غلام ہوتے تو سب کو آزاد کرتا اور ان کی دلا کے حق سے بھی بری ہوتا۔

الفصل الخامس والعشرون

فی اکلہ من کسبہ و مردی
للجواز

قد تواتر عنہ رحمۃ اللہ علیہ
انہ کان یتجر فی الخرم مسعوداً ما
ہو اقبیہ ولہ دکان فی الکوفۃ
وشرکاء یسافرون لہ فی شواء
ذلک ویبیعہ مستغنیاً بنفسہ
لا یمیل الی طعم ومن ثمتہ
قال الحسن ابن زیاد واللہ ما
قبل لاحد منہم اى الخلفاء
والامراء جائزۃ ولا ہدیۃ
ووصل الیہ من المنصور ثلاثون
الف درہم فی دفعات فقال لہ
یا امیر المومنین انی ببغداد

پچیسویں فصل آپ کے اپنی کمائی

میں سے کھا۔ نے اور انعامات
واپس کرنے کے بیان میں

آپ کے بارے میں متواتر روایت سے
ثابت ہے کہ آپ کی ریشمی کپڑے کی تجارت
تھی اور آپ اس میں ماہر تھے اور آپ کی
ایک دکان کوفہ میں تھی اور آپ کے شریک
اس کے لئے چیزوں کے خریدنے کے واسطے
سفر کرتے تھے اور آپ بے نیازی کی شان
سے خود فروخت فروخت فرماتے تھے طمع
اور لالچ کو فردہ بلا بر دخل نہ تھا اس لئے
حسن بن زیاد نے کہا کہ بخدا آپ اپنے امراء اور
خلفاء میں سے کسی کا کوئی تحفہ یا انعام
قبول نہیں کیا منصور کی طرف سے آپ کو
تیس ہزار درہم کئی مرتبہ آئے تو آپ نے

غریب وعندی ودائع الناس
ولیس لها عندی موضع فاجعلها
فی بیت المال فراؤها فقال
المنصور خذ عنا ابو حنیفة،
وقال مصعب اجازة المنصور
بعشرة آلاف درهم فخشى
انه ان ردها غضب وان
قبلها دخل علیه فی دینه ما
یکرہه فتا درنی فقلت هذا
مال عظیم فی عنہ اذا دعیت
لقضه فقل لم یکن هذا املی
من امیر المومنین فدعی
لقضه فقال ذلک فبلغ
المنصور فحبس الجائزة فکان
یکاد لا یشاور فی امره غیره
وخاصمت المنصور زوجته
فی مبله عنها وطلبت العدل
ثم رضیت ان یشترک ابو حنیفة
حکما بینہما فاحضر وحلیت

منصور سے کہا کہ اے امیر المومنین میں بندہ
میں مسافر ہوں اور نوگوں کی امانتیں میرے
پاس ہیں جن کے رکھنے تک کی میرے پاس
جگہ نہیں تو آپ ان کو بیت المال میں رکھ
لیجئے چنانچہ وہ راضی ہو گیا جب آپ کی
وفات ہو گئی تو نوگوں کی امانتیں بیت المال
سے نکالی گئیں اس میں آپ کے دو تیس ہزار
درہم بھی جوں کے توں موجود تھے تو منصور
نے کہا کہ ابو حنیفہ نے ہم کو دھوکہ دیا اور
مصعب نے کہا کہ آپ کو منصور نے دس ہزار
کا انعام دیا تو آپ کو ڈر ہوا کہ اگر آپ اس
کو رد کریں گے تو ناراض ہو جائیں اور اگر اس
کو قبول کرتے ہیں تو آپ اس کو دینی لحاظ
سے مناسب خیال نہ فرماتے تھے تو انہوں
نے مجھے مشورہ دیا۔ میں نے کہا کہ یہ بہت
زائد مال ہے آپ کو اس پر قبضہ کرنے
کے لئے بلایا جائے تو آپ نہیں کہ مجھے
امیر المومنین سے یہ امید نہ تھی۔ چنانچہ
جب آپ کو قبضہ کے لئے بلایا گیا تو آپ نے

خلف الست، فقال له المنصور
 كم يحل من النساء قال
 اربع قال ومن الاماء قال
 ماشاء قال هل
 يجوز لاحد ان يقول بخلاف
 ذلك قال لا قال اسمعي يا هذه
 ثم قال يا امير المؤمنين انما
 احل الله تعالى ذلك لاهل
 العدل والا فواحدة قال
 تعالى فان خفتن ان لا تعدوا
 فواحدة الآية

فیبغی لنا ان نتادب
 باداب الله تعالى فنقط
 بمواعظہ فسکت المنصور
 فلما خرج ابو حنیفہ اتبعته
 ہدیۃ سنیۃ فردھا علیہا
 وقال انما ناضلت عن دین
 الله لا تقربا لاحد ولا
 طلبا لدنیا

یہی لفظ کہے منصور کو اطلاع ہوئی تو
 اس نے انعام روک لیا اس دن سے
 آپ نے مصعب کو اپنا مشیر بنایا اور
 ان کے سوا تقریباً کسی سے مشورہ لیتے
 ہی نہ تھے منصور کی بیوی نے منصور سے
 اس بات پر جھگڑا کیا کہ وہ اس کے ساتھ
 اچھے تعلقات نہیں رکھتا اور وہ عدل
 کی خواستگار ہوئی اور پھر اس بات پر
 راضی ہوئی کہ ابو حنیفہ ان دونوں میں
 فیصلہ کریں۔ چنانچہ آپ کو بلایا گیا اور
 وہ پردہ کی آڑ میں بیٹھ گئی۔ منصور نے
 دریافت کیا کہ کتنی عورتیں حلال ہیں؟
 آپ نے فرمایا چار۔ ان سے دریافت
 کیا کہ اور بانڈیاں؟ کہا جتنی چاہو۔
 اس نے کہا کہ کیا کسی کے لئے گنجائش ہے
 کہ وہ اس کے خلاف کچھ کہے آپ نے
 فرمایا کہ نہیں۔ منصور نے بیوی سے کہا
 سن لو۔ پھر ابو حنیفہ نے کہا کہ اے
 امیر المؤمنین بے شک اللہ نے یہ اہل

عدل کے لئے حلال کی ہیں ورنہ تو ایک ہی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ
 ”اور اگر تم کو یہ خطرہ ہو کہ عدل نہ کر سکو گے تو ایک ہی پر اکتفا کرو، تو ہمیں چاہیئے کہ

آداب خداوندی سے ادب سیکھیں اور اس کی نصیحت کو قبول کریں۔ منصور خاموش ہو گیا جب ابو حنیفہ نکلے تو اس عورت نے آپ کو قیمتی ہدیہ بھیجا جو آپ نے واپس کر دیا اور فرمایا کہ میں نے تو اللہ کے دین کی خاطر یہ کوشش کی کسی کا تقرب اور دنیا کی طلب پیش نظر نہیں تھی۔

الفصل السادس عشر فی مجلسه

قال حماد ولده كان
حسن الهيئة كثير العطر
يرف بالريح الطيبه قبل
أن يرمى وقال ابو يوسف كان
يتعهد شسع حتى لم يرمق قط
الشع وقال غيره ما كان يلبس
قلنسوة طويلة سوداء قال
النضر قال لي وقد أراد الركوب
أعطني كساءك وخذ كسائي
ففعلت فمارجع قال
أخجلتني بغلط كسائك و
كان بخمسة دنانير ثم رأيت
عليه كساء قومته بثلاثين

چھیسویں فصل آپ کے لباس کے بارے میں

آپ کے صاحبزادے حماد کا بیان ہے
آپ خوبصورت تھے عطر بکثرت استعمال
فرماتے تھے اس لئے آپ کو دیکھنے سے قبل
آپ کی آمد کی اطلاع ہو جاتی تھی۔ اور
ابو یوسف آپ کے جوتوں کا خیال رکھتے
تھے اس لئے کبھی آپ کے جوتے کا
نسمہ لٹوٹا ہوا نہ دیکھا گیا اور فرمایا ان
کے علاوہ دیگر حضرات کا بیان ہے کہ
آپ سیاہ لمبی لڑپی زیب تن فرماتے تھے
نظر نے کہا کہ ابو حنیفہ نے ایک مرتبہ
گھوڑے پر سواری کا ارادہ کیا تو مجھ سے
کہا کہ ذرا اپنی چادر دیکھئے اور میری چادر
لے لیجئے۔ میں نے دیدی جب واپس

دینار او قوم رداء و قمیصہ
 باربعماۃ درہم و کات لہ
 لباس جبۃ فلت و جبۃ سجاب
 ثعلب یصلی فیہا و رداء علیہ
 علم و سبج فلا نس احدہا
 ہن سوداء
 فنک یا لومری کی اون کا جبہ تھا جس میں آپ نماز ادا فرماتے تھے۔ ایک چادر تھی جس پر
 نقش و نگار تھے اور سات لڑکیاں تھیں جن میں ایک سیاہ تھی۔

سائیسویں فصل آپ کی حکیمانہ باتوں اور آداب کے بیان میں

آپ بسا اوقات یہ شعر پڑھتے تھے
 غم کرنے کو یہ بات کافی ہے کہ نہ تو خوشگوار
 زندگی ہے اور نہ کوئی نیک عمل ہے جس سے
 خدا راضی ہو، آپ فرماتے تھے کہ جو علم
 میں کوئی اعتراض اور تنقید کرے یا یہ
 سمجھے کہ اللہ اس سے پوچھے گا ہی نہیں
 کہ تو نے اللہ کے دین میں کیا فتویٰ دیا تو
 اس نے اپنے دین اور نفس کے معاملہ کو
 ہلک کر دیا جس نے قبل از وقت ربیسی

الفصل السابع والعشرون فی شی من حکم وادابہ

كان يتمثل كثيرا بقول
 القائل شعر
 كفى حزنا ان لا حياة هنيئة
 ولا عمل يرضى به الله صالح
 وكان يقول من تكلم في شيء
 من العلم ونقد لا وهو يظن
 ان الله تعالى لا ياله عنه
 كيف افقت في دين الله فقد
 سهلت عليه نفسه ودينه

من طلب الرياسة قبل وقتها
عاش في ذل لا يعرف الفقه
وقد رآه وقد راهله من كان
ثقیل المجالسة رأيت المعاصي
ذلة فتركها مروة فصار
ديانته من لم يمنع العلم
عن محارم الله تعالى فهو من
الخاسرين جمع الهم يحذف
العلائق بأن لا يأخذ الا قد
حاجة يعين على حفظ الفقه
ان لم يكن أولياء الله تعالى
في الدنيا والآخرة العلماء
فليس لله ولي وأفتي بعد
الصبح في مسائل فاجاب فيها
فقيل له أليس كانوا يكرهون
الكلام في مثل هذا الوقت
الخبير فقال ابو حنيفة وأمي
خير أكثر من ان يقول هذا
حلال وهذا حرام فنهى الله
ونخذ الخلق من معاصيه ان
الجواب اذا فرغ من الزاد ضاع

طلب کی تو وہ ذلت کی زندگی گزارے
گاہ فقہ کو جانے گا اور نہ اس کی اور نہ اہل
فقہ کی قدر جانے گا اور جو شخص باوقار ہو
اور گناہوں کو ذلت سمجھے اور ان کو مردہ
چھوڑ دے تو وہ دین میں شامل ہو جائیگا
گئے جس شخص کو علم اللہ کی محارم سے نہ
روکے تو وہ نقصان اٹھانے والوں میں
ہوگا۔ دل کو سکون قطع تعلقات سے
حاصل ہوتا ہے اور اس کی صورت یہ
ہے کہ دنیا سے صرف اتنی ہی مقدار لے
جتنی کہ اس کو فقہ میں مدد دے دنیا
اور آخرت میں اگر علماء اللہ کے ولی نہیں
ہیں تو پھر اللہ کا کوئی ولی نہیں۔ اور صبح
کے بعد آپ کے کچھ مسائل دریافت کئے
گئے تو آپ نے ان کے جوابات دیئے اس پر
کچھ لوگوں نے آپ دریافت کیا کہ اس
وقت کلام کو کیا بزرگان دین برائہ
سمجھتے تھے سوائے خیر کے کلام کے تو آپ نے
جواب دیا کہ اس سے بہتر خیر کون سی ہوگی
کہ ہم کہیں کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام
ہم اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں اور مخلوق

صاحبه وأتى اليه رجل بكتاب
شفاعة ليحدثه فقال ما هذا
يطلب العلم قد أخذ الله
الميثاق على العلماء ليبينه
لناس ولا يكتمونه لا يكون
العالم له خواص ولكن يعلم
الناس ويريد الله بتعليمه
وقل لبعض الناس لا تسألني
عن أمر الدين وأما ما شأؤ
أحدث الناس أذنتم أومتكن
فإن هذا إلا ما كن لا يجتمع
فيها عقل الرجال وسئل عن
علي ومعاوية وقتل صفين
فقال أخاف أن أقدم على
الله تعالى بشئ يسألني عنه
ولو اسكت لم أسئل عنه
بل عما كلفت به فالاشتغال
به أولى وقال لا صحابه ان لم
تريدوا بهذا العلم الخير
ما توفقوا وكان يقول عجبت
لقوم يقولون بالظن ويعلمون

کو اس کی نافرمانی سے روکتے ہیں بیشک
تھیں لاجب تو شہ سے خالی ہو جاتا ہے تو
اس کا مالک اس کو ضائع کر دیتا ہے
اور ایک شخص آپ کے پاس سفارسی
خط لے کر آیا تاکہ آپ اس کو احادیث
سنائیں تو آپ نے فرمایا کہ یہ طبیب
علم نہیں ہے اللہ نے تو علماء سے پختہ
عہد لے لیا ہے کہ وہ حق لوگوں کے
سامنے ضرور بیان کریں گے اور اس کو
چھپائیں گے نہیں۔ وہ عالم نہیں ہو سکتا
کہ جس کے لئے کچھ خواص ہوں۔ عالم تو وہ
ہے جو لوگوں کو علم سکھائے اور سکھانے
سے اللہ کی خوشنودی کا ارادہ کرے۔
آپ نے ایک شخص سے کہا کہ مجھ سے دین کے
مسائل چلتے ہوئے یا لوگوں کی گفتگو
کی حالت میں یا سفر کی حالت میں یا ٹیک
لگانے کی حالت میں نہ دریافت کیا کرو
کہ ان حالات میں لوگوں کی عقل ٹھکرتی
نہیں ہوتی۔ آپ سے علیؑ اور معاویہؓ
اور صفین کے مقتولین کے بارے میں
سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ مجھ کو خطر ہے

به والله تعالى يقول لنبيه
صلى الله عليه وسلم ولا
تقف ما ليس لك به علم
الآية

اگر میں کچھ کہہ کر خدا کی بارگاہ میں جاؤں گا
تو وہ مجھ سے اس کے بارے میں دریافت
کرے گا اور اگر خاموشی اختیار کروں تو مجھ
سے اس بارے میں دریافت نہ کرے گا

جن کا میں مکلف ہوں تو اسی میں مشغول رہنا بہتر ہے۔ آپ نے اپنے شاگردوں سے
فرمایا کہ اگر اس علم سے تم خیر کا ارادہ نہ رکھو گے تو اس کے حاصل کرنے کی تم کو توفیق نہ
ہوگی آپ فرماتے تھے کہ مجھے اس قوم پر تعجب ہے جو ظنی باتیں کہتی ہے اور اس پر
عمل کرتی ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی سے فرماتا ہے کہ جس کو تجھ کو علم نہیں آئے
پیچھے نہ پڑے۔

تنبيه

يتعين تأويل كلامه
هذا رحمة الله عليه على
أن تعجبه انها هو ممن يقول
بالظن أو يعمل به في العقائد
المطلوب فيها اليقين أو في
الفروع وليس مجتهد أولا
مقلد المجتهد بخلاف المجتهد
ومقلده لأن الفقه من
باب الظنون وان قيل الحكم
معلوم والظن انها هو في طريقة
ونذا عبروا في حداد بانه العلم

تنبيه

امام رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کی تاویل
یوں ممکن ہے کہ آپ نے ان لوگوں سے
تعجب کیا جو ظن سے قول کرتے ہیں اور
اس پر عمل کرتے ہیں ان عقائد میں جن
میں مطلوب یقین ہوتا ہے یا فروع
مسائل ہی میں ایسا کرتے ہیں حالانکہ
وہ نہ مجتہد ہیں اور نہ مجتہد کے مقلد
برخلاف مجتہدین اور ان کے مقلدین
کے کیونکہ فقہ تو یہی ہے۔ اور اگر یہ
کہا جائے کہ حکم معلوم ہے اور ظن تو اسکی
مدد میں ہے۔ اس لئے اس کی تعریف یوں

بإحکام الخ وقال من تعلم
 العلم للدين حرم برکتہ ولم
 یوسخ فی قلبه وانتفع به کثیراً
 أحد ومن تعلم الدین بورت
 له فیہ ورسخ فی قلبه وانتفع
 المتقربون منه بعلمه وقال
 لا براہیم بن ادم یا ابراہیم
 انک قد رزقت من العبادۃ شیاً
 صالحاً فلیکن العلم من بالک
 فانه رأس العبادۃ وبہ قوام
 الامور وقال من یطلب الحدیث
 ولم یتفقہ کان مکن یجمع
 الادویۃ ولا یدری منافعها
 حتی یجئ الطیب کما ان
 المحدث لا یعرف وجه
 حدیثه حتی یجئ الفقیہ
 اذا اردت حاجۃ من حاجات
 الدنیا فلا تأکل حتی تقضیها
 فان الاکل یغیر العقل وظاہر
 ان مرادہ الاکل الکثیر وقال
 له المتصور لم تغشنا قال

کی گئی ہے کہ فقہ و احکام کے علم کا نام
 ہے اور فرمایا کہ جس نے علم دنیا کے لئے
 حاصل کیا وہ علم کی برکت سے محروم رہے
 گا اور وہ علم اسکے قلب میں راسخ نہ ہوگا
 اور اس سے کوئی بھی نفع حاصل نہ کر سکے گا
 اور جس نے علم دین کی خاطر خریدا اس کو
 اس میں برکت ہوگی اور وہ اس کے دل
 میں راسخ ہوگا اور فیض حاصل کرنے
 والے اسکے علم سے مستفیض ہوتے ہیں
 اور آپ نے ابراہیم بن ادم سے فرمایا کہ
 اے ابراہیم آپ کو عبادت کا اچھا حصہ
 نصیب ہوا ہے تو اپنے علم بھی حاصل
 کر لیا ہے کیونکہ وہ عبادت کی جڑ ہے اور
 اسی سے معاملات کی درستی ہوتی ہے
 اور آپ نے فرمایا کہ جس نے حدیث طلب کی
 اور فقہ حاصل نہ کی اسکی مثال ایسی ہے
 جیسے کوئی آدمی دوائیں جمع کرے اور اسکا
 نفع اس کو معلوم نہ ہو حتیٰ کہ طبیب آئے
 اور بتائے جیسے کہ محدث اپنی حدیث کی
 وجہ نہیں جانتا حتیٰ کہ فقیہ آئے جب
 تم کو دنیاوی ضرورتوں میں سے کوئی ضرورت

لَا نَه لَيْسَ عِنْدِي مَا أَخَافُكَ
 عَلَيْهِ وَأَنْ قَرَّبْتَنِي فِتْنَتِي وَأَنْ
 أَقْصَيْتَنِي أَجْزَيْتَنِي وَقَالَ لَا مِير
 الْكَرْفَةُ كَسْرَةُ خَبَزٍ وَقَعَبُ مَاءٍ
 وَفِرٌّ وَثُوبٌ مَعَ السَّلَامَةِ خَيْرٌ
 مِنَ الْعَيْشِ فِي نَعِيمٍ كَيْونَ مِنْ
 بَعْدَهُ نَدَامَةٌ وَكَانَ يَقُولُ
 إِذَا تَكَلَّمْتُ عِنْدَكَ فِي النَّاسِ يَا كَمِ
 وَنَقَلَ مَا لَا يُحِبُّهُ النَّاسُ عَفَا
 اللَّهُ عَنْ قَالٍ فِينَا مَكْرُوهَا
 وَرَحِمَ اللَّهُ مَنْ قَالَ فِينَا
 جَمِيلًا تَفَقَّهُوا فِي دِينِ اللَّهِ
 تَعَالَى وَذَرُوا النَّاسَ وَمَا قَدْ
 اخْتَارُوا لَا نَفْسَهُمْ فَيُجْزِيهِمْ
 اللَّهُ تَعَالَى الْيَكْمَرُ وَقَالَ مَنْ
 كَرُمَتْ عَلَيْهِ نَفْسُهُ هَانَتْ
 عَلَيْهِ الدُّنْيَا وَكُلُّ شَيْءٍ فِيهَا
 مِنْ قِطْعٍ عَلَيْهِ حَدِيثُكَ فَلَا
 تَعْدُ فَإِنَّهُ قَلِيلٌ الْمَحَبَّةُ فِي
 الْعِلْمِ وَالْإِدْبِ لَا تَجْمَعُ لِحَبِيبَةٍ
 الذُّنُوبُ وَهُوَ نَفْسُكَ وَالْهَالُ

در پیش ہو تو اس وقت تک نہ کھا و جب
 تک کہ اس ضرورت کو پورا نہ کر لو۔ کیونکہ
 کھانا عقل کو متغیر کرتا ہے اور ظاہر یہ ہے کہ
 زائد کھانا عقل کو متغیر کرتا ہے۔ اور منصور
 نے یہ دریافت کیا کہ تم ہمارے پاس
 کیوں نہیں آتے آپ نے فرمایا اس لئے کہ
 میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس
 کا مجھے آپ خطر ہو۔ اور اگر آپ مجھ کو
 قرب عطا کریں گے تو فتنہ میں ڈالیں گے
 اور اگر دور کریں گے تو مجھ کو رسوا کریں گے
 آپ نے کوفہ کے امیر سے کہا کہ روٹی کا ٹکڑا
 اور پانی کا پیالہ اور لباس سلامتی کے
 ساتھ اس عیش کی زندگی سے بہتر ہے
 کہ جس کے بعد ملامت ہو۔ جب آپ کے
 سامنے کوئی لوگوں کی موت و گئی میں کلام کرتا
 تو آپ فرماتے کہ ایسی باتوں سے بچو جنکو
 لوگ ناپسند کرتے ہوں اور اللہ اس کو
 معاف کرے جس نے ہمارے بارے میں
 کوئی بری بات کہی ہو اور اللہ اس پر رحم
 کرے کہ جس نے ہمارے بارے میں کوئی
 اچھی بات کہی۔ اللہ کے دین میں نقد مال

لنغيضك وهو الوارث ما قاتل
أحد عليا إلا وعلى أعلى بالحق
منه ولولا ما شاء من علي
فيهم ما علم أحد كيف السيرة
في قتال بغاة المسلمين ونظير
هذا قول الشافعي رحمه الله
أخذت أحكام البغاة وقالهم
من قتال على لمعاوية رضي
الله عنهما وأجاب في مسألة
فقييل له لا يزال هذا المصير
أى الكوفة بخير ما أبقاك
الله تعالى فيه فقال

شعر

خلت الدنيا فسدت غير مسود
ومن العناء تفردى بالسود
وقدم ولد له حماد ليصل
بالناس فاخذ ابو حنيفة
بهجامع ثوبه فاخرة وقدم
غيره فقال يا أبت تفضحني
قال بل أردت ان تفضح نفسك
فمنعتك اذ لو صليت فقال

کر و اور لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ دے
وہ اپنے لئے جو چاہیں پسند کریں۔ خدا ان
کو تمہارا محتاج کرے گا۔ آپ نے فرمایا کہ
جس کو اپنی جان معزز نظر آئی دنیا اسکے
سامنے حقیر ہوئی اور اس کی ہر سختی سہج ہوئی
جو تمہاری بات کاٹ دے تم اس کا اعادہ
نہ کر دو کیونکہ وہ علم و ادب سے کم محبت نہ کھنے
والا ہے۔ اپنے دوست کے لئے گناہ جمع
نہ کرو۔ دوست تیرا نفس ہے اور مال تیرے
دشمن کے لئے ہے اور وہی وارث ہے
جس نے بھی حضرت علیؑ سے قتال کیا حضرت
علیؑ حق میں اس سے اعلیٰ تھے اور اگر
حضرت علیؑ کا برتاؤ جو ان کے ساتھ تھا
مشہور نہ ہوتا تو پتہ نہ چلتا کہ مسلمان باغیوں
کے ساتھ قتال کس طرح ہوتا ہے اور اسی
کی نظر امام شافعی کا قول ہے کہ میں نے
باغیوں کے اور ان سے قتال کے احکام
علیؑ اور معاویہؓ کی جنگ سے حاصل کئے
آپ نے ایک مسئلہ کا جواب دیا تو کسی نے
کہا کہ یہ شہر یعنی کوفہ اس وقت تک
بھلائی سے رہے گا جب تک آپ اس

قائن أعید واصلکم خلف
 هذا فسطر فی الکتب ویبقی
 میں ہیں۔

عارفہ ابی یوم القیامہ
 شعر خالی ہو گئے تو بلا سردار بنائے سردار
 بن بیٹھا۔ اور تکلیف دو امر یہ ہے کہ میں سرداری میں تنہا ہوں۔ آپ کے صاحبزادے حماد
 آگے بڑھے تاکہ لوگوں کو نماز پڑھائیں تو آپ نے ان کو کپڑوں سے پکڑ کر پیچھے کر لیا تو انھوں نے کہا کہ
 اے ابا جان آپ مجھے رسوا کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ بلکہ تم نے اپنے آپ کو رسوا کرنے کا ارادہ کیا
 اور میں نے روک دیا ہے کیونکہ اگر تم نماز پڑھاتے تو کوئی کہتا کہ تم نے جو نماز اس کے پیچھے پڑھی
 ہے واپس لوٹاؤ۔ اب یہ بات کتابوں میں لکھ دی جاتی پھر اس کی شرمندگی قیامت تک باقی
 رہتی۔

الفصل الثامن والعشرون
 فی محنتہ لما أمرادوا
 تولیتہ الوظائف
 الجلیلة كالقضاء و
 نظریة المال فامتنع
 اٹھائیسویں فصل اپنی جفاکشی
 کے بیان میں جبکہ آپ کو جلیل القدر
 مراتب دینے کا ارادہ کیا۔ مثلاً
 قضا اور بیت المال کی نگرانی
 لیکن آپ نے انکار کر دیا۔

قال الربیع ارسلنی لاحضار
 یزید بن عمرو بن ہبیرۃ
 متولی العراق لمروان بن

ربیع کا بیان ہے کہ یزید بن عمرو بن
 ہبیرہ متولی عراق (منجانب مروان بن
 محمد بن ہوامید کا آخری بادشاہ) نے مجھ کو ابو حنیفہ

محمد آخر ملوک بنی امیة
 فاراده علی بیت المال فابی
 فضریه اسواط و بسط هذه
 القصة ان ابن هبيرة كان
 والیا علی العراق من بنی امیة
 فظهرت الفتنة بالعراق فجمع
 فقهاء العراق فولی كلا منهم
 شیاً من عمله وأرسله الی
 ابی حنیفة لیكون علی خاتمه
 ولا ینفذ کتاب ولا ینخرج
 شیء من بیت المال الا من
 تحت یدہ فامتنع فحلف
 ان لم یفعل لیضربنه فقال
 له الفقهاء ننشدک الله لا
 تهلك نفسك فاننا اخوانک
 وکلنا کاره لهذا الا مروم
 نجد بدا من قبوله فابی وقال
 لو أراذنی أن اعد له أبواب
 المسجد لم أقفل فکیف
 وهو یرید أن یکتب بضرب
 عنق رجل مسلم أی مثلاً و

کے بلانے کو بھیجا لیکن آپ نے کسی بھی عہدے
 کے لینے سے انکار کر دیا تو اس نے آپ کو
 کوڑے لگوائے اور اس قصہ کو تفصیل سے
 بیان کیا کہ ابن ہبیرہ عراق کا بادشاہ تھا
 نبو امیہ کی جانب عراق میں فتنہ ظاہر ہوا تو
 اس نے فقہائے عراق کو جمع کیا اور ہر ایک کو
 اپنے کام میں سے کچھ حصہ سپرد کر دیا اور ابن
 ابی ہریرہ نے ابو حنیفہ کی طرف بھیجا تاکہ آپ
 ان کی انگوٹھی کے محافظ بنے رہیں اور کوئی
 خط اور کوئی چیز بھی بیت المال سے آپ ہی
 کے ہاتھ سے نکلے تو آپ نے انکار کیا تو اس
 نے قسم کھائی کہ اگر ایسا نہ کرو گے تو میں تم کو
 ضرور ضرور ماروں گا۔ تو فقہانے آپ سے
 کہا کہ ہم آپ کو خدا کا واسطہ دیتے ہیں کہ
 آپ اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالیں کیونکہ
 ہم بھی آپ ہی کے ہیں اور اس چیز کو ناپسند
 کرتے ہیں لیکن اس کے قبول کرنے سے چارہ
 کار نہیں آپ نے انکار کر دیا اور کہا کہ اگر یہ
 مجھ سے یہ کہیں کہ میں ان کے لئے مسجد کے
 دروازوں کو شمار کروں تو یہ بھی نہ کروں گا
 تو اب اس سے اندازہ کیجئے کہ اگر وہ کسی

خص ذلك لان القتل اعظم
 الكبائر بعد الشرك واختم
 انا على ذلك الكتاب فوالله
 لا ادخل في هذا ابدا فحبسه
 صاحب الشرطه جمعيتن لهم
 يضربه ثم ضربه اربعة عشر
 سوطا وني رواية انه ضرب
 اياما متواليه فجاء رجل ربن
 هبيرة فقال له ان الرجل
 ميت فقال قل له يخرجنا
 من يميننا فساله فقال لوسلني
 ان اعد له ابواب المسجد ما
 فعلت دعوني استشير اخواني
 في ذلك فاغنتهم ابن هبيرة
 ذلك فامر بتخليته فركب
 روابه وهرب الى مكة سنة
 مائة وثلاثين فاقام بها الى
 ان صارت الخلافة للعباسية
 فقدم الكوفة زمن المنصور
 فاكرمه واجله وامر له
 بعشرة الآف درهم وجاريه

مسلمان کی گردن مارنے کا حکم دے مثلاً
 اور اس کا خصوصی ذکر اس لئے کیا کہ یہ بڑے
 گناہوں میں سے ایک ہے شرک کے بعد
 اور پھر میں ان کے خطبہ پر مہر لگاؤں بخدا میں
 یہ کام کبھی نہ کروں گا۔ چنانچہ کو تو ال نے
 آپ کو قید کر دیا۔ دو جمعہ اسی طرح رکھا اور
 مارا نہیں پھر چودہ کوڑے مارے اور ایک
 روایت میں ہے کہ پے درپے مارا تو ایک
 شخص نے اگر ابن ہبیرہ کو بتایا کہ ابو حنیفہ
 تو مر ہی جائیں گے تو اس نے کہا کہ ان سے
 کہو کہ وہ ہم کو ہماری قسم سے عہدہ برا کر دیں
 چنانچہ اس شخص نے یہ بات آپ سے آکر
 کہی تو آپ نے فرمایا کہ اگر وہ مجھ سے مسجد کے
 دروازے شمار کرنے کو بھی کہیں گے تو میں
 راضی نہیں مجھے چھوڑ دو تاکہ میں اپنے
 ساتھیوں سے مشورہ کر لوں تو ابن ہبیرہ
 نے اس کو غنیمت سمجھا اور ان کو چھوڑ دیا تو
 آپ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر مکہ کی طرف
 میں فرار ہو گئے۔ اور وہیں مقیم رہے خشک
 خلافت عباسیین کے ہاتھ آئی تو منصور
 کے زمانے میں وارد کوفہ ہوئے اس نے

فأبى قبول ذلك وروى الخطيب
واقعة أخرى له مع ابن هبيرة
هي انه كلمه في أن يلي الكوفة
فأبى عليه فضربه مائة سوط
وعشرة أسواط في كل يوم
عشرة أسواط وهو على الافتناع
فلما رأى ذلك خلى سبيله وفي
رواية انه أهره بولاية القضاء
فاصتنم فجمسه فقبل له انه
حلف ان لا يخرج حتى تلى
ولاية وانه يريد بناء تعد له
اللبين فقال والله لو سألني
ان أعدل له أبواب المسجد ما
فعلت ولما خلى سبيله قال
كان غم والدتي بضربي على
أشد من الضرب دني رواية
انه أمر بضربه على رأسه
فانتفخ رأسه ثم أمر بضربه
على رأسه فانتفخ رأسه ثم
أمر بطلاقة وذكر انه رأى
رسول الله صلى الله عليه وسلم

آپ کی بہت تعظیم و تکریم کی اور دس ہزار
درہم اور ایک باندی دینے کا حکم دیا لیکن
آپ نے یہ پیش کش قبول کرنے سے انکار کر دیا۔
اور خطیب نے ابن ہبیرہ کے ساتھ آپ کا
ایک اور واقعہ بیان کیا اور وہ یہ ہے کہ
اس نے آپ سے یہ کہا تھا کہ آپ دائی کوفہ
بن جائیں تو آپ نے انکار کر دیا جس کی پاداش
میں اس نے آپ کو ایک سو دس کوڑے
لگوائے ہر دس کوڑے لگوائے جلتے مگر
آپ اپنے موقف سے نہ ہٹے جب اس نے
آپ کی یہ کیفیت دیکھی تو آپ کو رہا کر دیا
اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے آپ کو
عہدہ قضا کے قبول نہ کرنے پر قید کیا تو کسی
نے آپ سے کہا کہ وہ آپ کو اس وقت تک
آزادی نہ دے گا جب تک کہ آپ ولایت
کو قبول نہ کر لیں اور یہ کہ وہ ایک عمارت
بنانا چاہتا ہے اس کی اینٹیں آپ شمار کریں
تو آپ نے فرمایا کہ بخدا اگر وہ مجھ سے کہے کہ میں
اسکے لئے مسجد کے دروازے شمار کروں تو
تو میں ایسا بھی کرنے کو تیار نہیں جب
آپ کو رہا کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ میری والدہ کا

فی النوم وهو یقول له أما
تخاف الله تعالیٰ تضرب رجلاً
من أمتی بلا جرم وهدیه
فأرسل الیه فأخرجه واستحله
وکان احمد بن حنبل لما ضرب
فی محنته یتذکر حال ابی حنیفة
و یترحم علیہ ووقع له مع
النصور مخو ذلک وذلک أن
ابن ابی لیلی قاضی الکوفة لما مات
قال النصور دخلت الکوفة من
حاکم عدل ثم أمر بحمل ابی
حنیفة و مسعر و الثوری و
شریک فحملوا الیه فقال لهم
أبو حنیفة أخمن فیکم
تخمیناً ما أنا فأحتال و اتخلص
و اما مسعر فیتجانن و أما
سفیان فیهرب و أما شریک
قیقه فلما قربوا من بغداد أظہر
سفیان انه یرید قضاء الحاجة
فجلس الموکل به ینتظره فرأى
سفینة فقال ملاحظها ان لم

میری مار پر غمگین ہونا میرے لئے مار سے
زائد تھا اور ایک روایت میں ہے کہ آپ کے
سر پر مارنے کا حکم دیا گیا حتیٰ کہ سر پھول
گیا پھر چھوڑنے کا حکم دیا گیا اور ایک روایت
میں ہے کہ اس نے خواب میں حضور اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ فرما رہے
ہیں کہ کیا تجھے خوف خدا نہیں کہ تو میری امت
کے ایک شخص کو بلا جرم مار رہا ہے اور اپنے
اس کو ڈرا رہا اس پر منصور نے آپ کو رہا کر دیا
اور حضرت احمد بن حنبل کو جب مارا گیا تو آپ
ابو حنیفہ کے حال کو یاد کرتے تھے اور منصور
کے ساتھ بھی آپ کا یہی معاملہ ہوا اور اسکی
وجہ یہ ہوئی کہ ابن ابی لیلیٰ قاضی کوفہ کلب
انتقال ہوا تو منصور نے کہا کہ کونہ ایک
منصف حاکم سے خالی ہو گیا پھر ابو حنیفہ، مسعر
ثوری اور شریک کے بلانے کا حکم دیا چنانچہ
ان کو لایا گیا راستہ میں ابو حنیفہ نے ان
حضرات سے کہا کہ میں آپ لوگوں کے
مستقبل کے بارے میں اندازہ لگاتا ہوں
میں تو کوئی حیلہ کر لوں گا اور رہائی حاصل
کر لوں گا مسعد دیوانہ بن جائیں گے سفیان

تمسکنی منها ذی تحت تاویل قوله
 صلی اللہ علیہ وسلم من جعل
 قاضیا فقد ذبح بغیر سکین و
 دفع للملاح دراهم فلما لم یجده
 المرکل به هرب ایضا فلما دخلوا
 علی المنصور تقدم الیه مسعر
 فقال له هات یدک کیف انت
 واولادک واولادک فقال اخرجه
 فانه مجنون وعرض علی ابی حنیفة
 تولیة القضاء فأبی علیه فحلف
 لیفعلن فحلف ابو حنیفة أن
 لا یفعل فأعاد المنصور فأعاد
 ابو حنیفة فقال له الربیع
 الحاجب أن ترمی أمیر المومنین
 یحلف قال هو أقد ر علی کفارة
 یمینه منی علی کفارة یمینی
 فامر یجسه ثم دعا به فقال
 أترغب عما نحن فیه فقال صل
 اللہ امیر المومنین یا امیر
 المومنین اتق اللہ ولا تشک
 فی امانتک من لا یخاف اللہ

بھاگ جائیں گے۔ شریک پھنس جائیں گے
 جب یہ لوگ بعد اذ کے قریب آئے تو سفیاں
 نے کہا کہ مجھ کو قصائے حاجت کے لئے جانا
 ہے تو آپ کا محافظ بیٹھ کر آپ کا انتظار کرتے
 لگا تو آپ نے ایک کشتی دیکھی آپ نے کشتی
 کے ملاح سے کہا کہ اگر تم نے مجھ کو نہ بچایا تو
 مجھے ذبح کر دیا جائے گا۔ آپ نے حضور اکرم
 صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی تاویل کی کہ جو قاضی بنایا
 گیا وہ بلا پھری کے ذبح کیا گیا۔ چنانچہ آپ نے
 آپ کے ملاح کو چند درہم دیئے جب آپ کے
 محافظ نے آپ کو نہ پایا تو وہ بھی فرار ہو گیا
 جب منصور کے پاس پہنچے تو مسعر آگے
 بڑھے اور کہا کہ اپنا ماتھے لادو۔ تم کس طرح
 ہو۔ تم، تمہارے گھوڑے، اور تمہاری
 اولاد کس طرح ہے منصور نے کہا کہ اسکو
 دربار سے باہر کر دیو دیوانہ ہے۔ ابو حنیفہ کو
 عہدہ قضا پیش کیا گیا لیکن آپ نے انکار کر دیا
 اس پر منصور نے قسم کھائی کہ آپ کو
 یہ عہدہ ضرور پورا کرنا پڑے گا آپ نے قسم
 کھائی کہ ہرگز نہیں منصور نے قسم دہرائی
 تو ابو حنیفہ نے بھی دہرائی تو ذریعہ حاجب

والله ما انا ما من الرضا فكيف
 اكون ما من الغضب فلا
 اصله لذك فقال كذبت انت
 قصم لذك فقال يا امير المؤمنين
 قد حكمت على نفسك ان كنت
 صادقا فقد اخبرت امير المؤمنين
 اني لا اصلح وان كنت كاذبا فكيف
 يحل لك ان تولي قاصيا كذا با و مع
 ذلك فاني رجل مولى ولا يكاد
 العرب ترضى بان يكون عليهم
 مولى فامر به الى الحبس وعرض
 على شريك ذلك فقبله فهجرة
 الثوري فقال امكنك الهرب
 فلم تهرب وما قيل انه تولي
 عد اللين ايا ما لي كفر عن يمينه
 ردة الائمة بان الصحيح انه
 توفي السجن من الضرب او المم
 كما ياتي»

نے آپ کے کہا کہ آپ نے نہیں دیکھا کہ امیر المؤمنین
 قسم کھا رہے ہیں آپ نے فرمایا کہ وہ قسم کے
 کفارہ پر بہ نسبت میری زائد قادر ہیں تو
 تو منصور نے آپ کو قید کرنے کا حکم دیا۔
 پھر بلا کر کہا کہ کیا آپ اپنی بات سے رجوع
 کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ اللہ امیر المؤمنین
 کے حال کو درست کرے آپ اللہ سے
 خوف کیجئے اور اپنی امانت میں اس کو
 شریک نہ بناؤ جو اللہ سے نہ ڈرتا ہو بخدا
 رضا مندی کے عالم میں اپنے آپ سے
 خوف نہیں تو غضب کا عالم کیا ہوگا تو
 میں اس منصب عظیم کی صلاحیت
 نہیں رکھتا۔ منصور نے کہا تم نے جھوٹ
 بولا تم صلاحیت رکھتے ہو آپ نے فرمایا
 کہ اے امیر المؤمنین اگر میں سچا ہوں تو
 آپ نے اپنے خلاف فیصلہ کر لیا کیونکہ میں
 نے خبر دی ہے کہ میں صلاحیت نہیں
 رکھتا اور اگر میں جھوٹا ہوں تو آپ کو کب

روا ہے کہ جھوٹے شخص کو تاقی بنائیں۔ پھر میں غلام زادہ ہوں اور عرب اس پر راضی
 نہ ہوں گے کہ ان پر غلام زادہ حاکم ہو تو منصور نے آپ کو قید کرنے کا حکم صادر کر دیا
 اور شریک پر اس سے قبل عہدہ قضاء پیش کیا گیا تھا مگر انھوں نے قبول کر لیا تھا تو

توری نے ان کو ڈانٹا اور کہا کہ جب تم بھاگ سکتے تھے تو کیوں نہ بھاگے اور یہ جو کہا گیا ہے کہ آپ نے ایک عرصہ تک ایٹیں شمار کرنے کا عہدہ قبول کر لیا تھا اس کو انہوں نے رد کیا ہے اور کہا ہے کہ صحیح یہ ہے کہ آپ کی وفات قید خانے میں مارنے یا زہر خوانی کے باعث واقع ہوئی جیسا کہ عنقریب آئے گا۔

اتیسویں فصل آپ کی قرأت کی سند کے بیان میں

متعذرتی سے مروی ہے کہ آپ نے قرأت قراء بسعہ کے ایک قاری عاصم سے سیکھی۔ اور مفسرین وغیرہ کی ایک جماعت نے آپ کی جانب قرأت شاذہ کو منسوب کیا ہے کہ ان میں سے آپ نے اپنے لئے قرأت منتخب کر لی تھی لیکن حفاظ کے ائمہ متاخرین نے انکے اس الزام پر طعن اور تشنیع کی ہے کیونکہ ان معترفین کو ایک کتاب شبہ ہوا جس پر ابو حنیفہ سے یہ چیز منقول ہے۔ وہ کتاب محمد بن جعفر خزاعی کی ہے جس کو انھوں نے ابو حنیفہ کی قرأت میں تصنیف کیا ہے۔ حالانکہ علماء کی ایک جماعت

الفصل التاسع والعشرون فی سند فی القراءۃ

جاء فی عدة طرق انه اخذ القراءۃ عن الامام عاصم أحد القراء السبعة ووقع لجماعة عن المفسرین وغیرہم انہم نسبوا الیہ قرأت شاذة اختار القراءۃ بہا وقد شنہ ائمة من الحفاظ المتاخرین علیہم فی ذلك وانہم اغتروا فی نقل ذلك عنہ علی کتاب لشخص اسمہ محمد بن جعفر الخزاعی الفہ فی قرأت ابی حنیفہ وقد صرح جماعة منهم الدارقطنی بان ذلك الكتاب موضوع لا اصل له وابو حنیفہ

بری من ذلك اذ هو اعقل و
ادین من ان يعدل عن القرات
المتواترة الى قرات شاذة ولا
وجه لكثير منها»

جن میں دارقطنی بھی شریک ہیں، کا بیان
ہے کہ یہ کتاب موضوع اور بے اصل ہے
اور ابو حنیفہ اس سے بری ہیں کیونکہ وہ
عقلمند ترین اور بہت دیا تدار تھے
اس لئے وہ قرات متواترہ سے عدول کر کے قرات شاذہ کی طرف کیوں آتے جب کہ
ان میں بہت سی قراتوں کی کوئی وجہ بھی نہیں۔

الفصل الثلاثون فی سندہ فی الحدیث

ہر انہ أخذ عن اربعة آلاف
شیخ من ائمة التابعین وغیرہم
ومن ثمة ذکر الذہبی وغیرہ
فی طبقات الحفاظ من المحدثین
ومن زعم قلة اعتناہ بالحدیث
فہو ما لتاہلہ أو حسد لا
اذکیف یتاقی لمن ہو کذلک
استنباط مثل ما استنبطہ من
المسائل التي لا تخصی کثرة
مع انہ أول من استنبط من
الدلة علی الوجه المخصوص

تیسویں فصل آپ کی سند حدیث کے بیان میں

یہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ آپ نے ائمہ
تابعین وغیرہم چار ہزار شیوخ سے علم
حاصل کیا ہے اس لئے ذہبی وغیرہ نے
آپ کو طبقات حفاظ محدثین میں شامل
کیا ہے اور جو یہ گمان کرے کہ آپ نے حدیث
کو کم اہمیت دی تو یہ اس کا تساہل ہے
یا پھر حسد ہے۔ کیونکہ اگر وہ ایسے ہوتے
تو اس قدر بے شمار مسائل کا نکالنا انکے
لئے کیونکر ممکن ہوتا۔ حالانکہ دلائل
شرعیہ سے مخصوص طریقہ کے مطابق
استنباط کرنے والے آپ ہی تھے اور یہ

المعروف في كتب اصحابه رحمة
 الله عليهم ورجل اشتغاله
 بهذا الاهم لم يظهر حدیثه
 في الخارج كما ان ابا بكر وعمر
 رضي الله عنهما لما اشتغلا
 بهما لم المسلمين العامة لم
 يظهر عنهما من رواية الاحاد
 مثل ما ظهر عن دونهما حتى
 صار الصحابة رضوان الله
 عليهم وكذلك مالك والشافعي
 لم يظهر عنهما مثل ما ظهر عن
 تفرغ للرواية كابي نرعة وابن
 معين لا شغلها بادل الا
 سنباط على ان كثرة الرواية
 بدون رواية ليس فيه كبير
 مدح بل عقد له ابن عبد البر
 بابا في ذمه ثم قال الذي عليه
 فقهاء جماعة المسلمين وعلمائهم
 ذم الاكثر من الحديث بدون
 تفقه ولا تدبر وقال ابن شبر
 مة اقل الرواية تفقه وقال

مخصوص طريقه آپ کے شاگردوں (رحمہم اللہ)
 کی کتب میں مذکور ہے اور چونکہ آپ
 اس اہم کام میں مشغول رہے اس لئے
 آپ کے فن حدیث کا چرچا نہ ہو سکا۔
 جس طرح کہ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما
 مسلماتوں کے معاملات میں مشغولیت
 کی بنا پر اس درجہ روایات احادیث
 نہ ہوئی جس درجہ کہ آپ سے کم مرتبہ
 اور حاکم کہ عمر صلی اللہ علیہ وسلم
 ہوئی اور اسی طرح مالک اور شافعی سے اس
 قدر احادیث ظاہر نہیں ہوئیں جس طرح کہ
 ان حضرات سے جو کہ محض اسی کام کے
 ہو رہے تھے۔ جیسے ابو زرہ اور ابن متین
 کیونکہ وہ دونوں حضرات استنباط مسائل
 میں مصروف ہے۔ علاوہ بریں کثرت
 روایت بلا درایت کے کچھ زائد مستحق
 تعریف نہیں بلکہ ابن عبد البر نے تو اس
 کی مذمت میں مستقل ایک باب باندھ
 دیا ہے اور فرمایا ہے کہ مسلم فقہا کے
 نزدیک بغیر تفقہ کے کثرت سے روایت
 کرنا اچھا نہیں اور ابن شبر نے کہا کہ کم

روایت بھی تقفہ ہے اور ابن مبارک نے کہا کہ قابل اعتماد چیز اثر ہے اور صرف وہ رائے قبول کرو جو حدیث کی تفسیر کرے ابو حنیفہ کی معذرتوں میں سے یہ بھی ہے جس کا خلاصہ آپ کے اس قول سے ظاہر ہے کہ کسی شخص کے لئے حدیث بیان کرنا اس وقت تک روا نہیں جب تک کہ وہ اس حدیث کو سننے کے دن سے بیان کرنے تک یاد نہ رکھتا ہو تو ان کے نزدیک روایت جب ہی صحیح ہوگی جبکہ کوئی شخص اس کو یاد رکھنے والا ہو اور خطیب نے اسرائیل بن یوسف سے روایت کی ہے کہ ابو حنیفہ بہت اچھے شخص تھے آپ کو ہر وہ حدیث یاد تھی جس میں فقہ تھا اور آپ ایسی حدیثوں کے بہت متلاشی تھے اور ابو یوسف کے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ میں نے ابو حنیفہ سے زائد حدیث کی تفسیر جاننے والا اور اس کے فقہی نکات پہچاننے والا نہ دیکھا اور میں نے جب کبھی کسی چیز میں ان کی مخالفت کی اور

ابن المبارک لیکن الذی یعتقد علیہ الاثر وخذ من الراوی ما یفسر لك الحدیث ومن اعدار ابی حنیفة ایضا ما ینفیدہ قولہ لا ینبغی للرجل أن یحدث من الحدیث الا بما حفظہ یوم سمعہ الی یوم یحدث بہ فہو لا یری الزفایۃ الا لمن حفظہ وروی الخطیب عن اسرائیل بن یونس انه قال نعم الرجل النعمان ما کان احفظ لکل حدیث فیہ فقہ واشد فحوصہ عنہ واعلم بما فیہ من الفقہ وعن ابی یوسف ما رأیت أحدا أعلم بتفسیر الحدیث ومواضع النکت التی فیہ من الفقہ من ابی حنیفة وقال ایضا ما خالفہ فی شئ قط فتدبرتہ الا رأیت مذہبہ الذی ذہب الیہ النجی فی الآخرة وکنت ربہ اعلمت الی الحدیث فکان ہوا بصیرا للحدیث الصحیح منی وقال کان اذا صمم

علی قول درت علی مشائخ الکوفة
 هل اجد فی تقویة قوله حدیثا
 أو أثرًا فربما وجدت الحدیثین
 والثلاثة فانیتہ بهما فمنها ما
 یقول فیہ هذا غیر صحیح او
 غیر معروف فاقول له وما علمت
 بذلک مع انه یوافق قولک فبقول
 انا عالم بعلم اهل الکوفة وکان
 عندی اعمش فسئل عن مسائل
 فقال لا بی حنیفة ما تقول
 فیها فاجابه قال من این لک
 هذا قال من احادیثک الی
 رویتها عنک وسمی له عدة
 احادیث بطرفها فقال اعمش
 حسبک ما حدتک به فی
 مائة یوم متحدثنی به فی ساعة
 واحدة ما علمت انک تعمل
 بهذا الاحادیث یا معشر
 الفقهاء وانتہی اطباء وٹخن
 الصیادلة وانت ایہا الرجل
 اخذت بکلام الطرفین وقد

پھر اس پر غور کیا تو ان کے مذہب کو آخرت
 کے لحاظ سے زائد موجب نجات پایا اور بسا
 اوقات میں حدیث کی طرف استدلال میں
 رجوع کرتا تو وہ مجھ سے زائد حدیث صحیح
 کو جاننے والے تھے آپ نے فرمایا کہ جب
 ابو حنیفہ کسی مسئلہ پر بحثنگی اختیار کر لیتے
 تو میں کوفہ کے مشائخ کے پاس جاتا کہ ان
 کی تقویت میں کوئی حدیث یا اثر صحابی
 مل جائے۔ تو بسا اوقات وہ دو تین تین
 مل جاتے ہیں وہ لے کر حاضر ہوتا تو ان
 میں سے کسی کے بارے میں فرمادیتے کہ
 یہ صحیح نہیں ہے یا غیر معروف ہے تو میں
 ان سے دریافت کرتا کہ آپ کو یہ کیسے
 معلوم ہوا حالانکہ یہ تو آپ کے قول کے
 مطابق ہے۔ تو آپ فرماتے کہ میں اہل
 کوفہ کے علم کا عالم ہوں۔ آپ اعمش
 کے پاس تھے تو ان سے چند مسائل دریافت
 کئے گئے تو انھوں نے ابو حنیفہ سے
 دریافت کیا کہ آپ ان کے بارے میں
 کیا کہتے ہیں؟ تو ابو حنیفہ نے جواب دیا تو
 اعمش نے پوچھا کہ آپ کو یہ جواب کہاں

خروج الحفاظ من احاديثه اسانيد
كثيرة اتصل بنا كثير منها
كما هو مذکور فی مسندات
مشايخنا و حد قتها بطول
الكلام عليها مع انه ليس
فيها كثير عرض ۱۲

آیا آپ فرماتے کہ آپ کی ان احادیث سے
جو میں نے آپ کی روایت کی ہیں اور چند
احادیث مع اسانید شمار کر دیں تو آپ
سے اعمش نے کہا کہ میں جو حدیثیں میں
نے آپ کو سو دن میں سنائیں وہ آپ
مجھے ایک گھنٹے میں سنانے کا ارادہ رکھتے
ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ آپ ان پر عمل

کریں گے۔ اے نقیبو تم طبیب ہو اور ہم عطار اور اے شخص تجھ کو دونوں دولتیں نصیب
ہوئی ہیں۔ حفاظ حدیث نے آپ کی احادیث سے مسانید کثیرہ تیار کی ہیں جن میں سے
بہت سی ہم تک پہنچی ہیں جیسا کہ ہمارے مشائخ مسندات سے معلوم ہو گا۔ میں نے
طوالت کلام کے خوف سے ان کو حذف کر دیا۔ پھر ان سے کوئی زائد عرض بھی متعلق
نہیں۔

الکتیوس فصل آپ کی وفات
کے سبب کے بیان میں

یہ پہلے گزر چکا ہے کہ منصور نے آپ
کو عہدہ قضاء کے لئے بلایا اور یہ کہ
دنیا نے اسلام کے تمام قاضی آپ کے
تحت رہیں گے لیکن آپ نے انکار
کر دیا جس کی پاداش میں اس نے

الفصل الحادی والثلاثون

فی سبب وفاته ۱۲

مران المنصور طلبه
للقضاء وان يكون قضاة
بلاد الاسلام من تحت امره
فامتنع فحبسه وكان يوسل
له ان اجبت الخلاص فاقبل

فيمتنم ولما شد دال متنام
 اهران يخرج كل يوم فيضرب
 عشرة اسواط وينادي عليه
 في الاسواق فاخرج وضرب
 ضربا موجعا حتى سال الدم
 على عقبه وفودى عليه وهو
 كذلك في الاسواق ثم اعيد
 الى الحبس وضيق عليه تضيقا
 شديدا حتى في مأكله ومشربه
 ثم فعل به ذلك الضرب الشديد
 والنداء في اليوم الثاني والثالث
 ثم هكذا الى عشرة ايام
 وحينئذ بكى واكد الدعاء فتوفي
 بعد خمسة ايام وروى جماعة
 انه رفع اليه قدح فيه سم
 يشرب فامتنع وقال اني لاعلم
 صافيه ولا اعين على فتل
 نفسي فطرح ثم صب في فيه
 فهو اقبات وقبل ان ذلك كان
 بحضرة المنصور وهم انه لما
 أحس بالمرت سجد فخرجت

آپ کو قید کر دیا اور اس کے بعد منصوب
 برابر آپ کو پیغامات بھیجتا رہا کہ اگر
 رہائی چاہتے ہو تو یہ عہدہ قبول کر لو
 لیکن آپ انکار پر مصر رہے اور جب
 انکار پر آپ نے سختی کی تو اس نے حکم
 دیا کہ آپ کو روزانہ قید سے نکال کر دس
 کوڑے لگائے جائیں اور اس کا بازو
 میں اعلان کیا جائے چنانچہ آپ کو
 دردناک طریقہ پر مارا گیا حتیٰ کہ خون بہہ
 کر ایڑیوں پر گرنے لگا اور ایسی حالت
 میں بازو میں لے جا کر اعلان کیا گیا
 پھر قید خانے میں واپس کیا گیا اور
 بہت سختی کی گئی حتیٰ کہ کھانے اور
 پینے میں اور دوسرے دن ایسی درد
 ناک مار ماری اور اعلان کے عمل کو
 دہرایا اور تیسرے دن بھی حتیٰ کہ پورے
 دس روز تک یہی ہوا تب آپ فوت
 اور پوری تاکید سے اپنے حق میں دعا کی
 پانچ روز بعد واصل بحق ہوئے اور
 ایک جماعت نے روایت کی کہ آپ کو
 زہر کا پیالہ دیا گیا کہ آپ اسے پی لیں

نفسه دهر سجد قبل القضاء
 عن القضاء لا يوجب المنصور
 أن يقتله هذا القتل الشنيعة
 وإنما السبب في ذلك أن بعض
 أعداء أبي حنيفة دس إلى
 المنصور أن أبا حنيفة هو ذی
 آثار علیہ ابراہیم بن عبد اللہ
 بن الحسن بن الحسن بن علی
 رضی اللہ عنہم الخارج علیہ
 بالبصرة فحاف خوفًا شديدًا
 أولم یقر له قراءتہ وانه قرا لا
 بهال كثير فخشي المنصور
 من ميلة ابی ابراهیم لانہ
 اعنی ابا حنيفة كان وجيها
 ذامال واسع من التجارة
 فطلبه لبغداد ولم یجسر
 علی قتله بغير سبب فطلب
 منه القضاء مع علمه بانه
 لا یقبله لیتوسل بذلك
 الی قتله ۱۲

مگر آپ نے انکار کیا اور فرمایا کہ مجھے معلوم
 ہے کہ اس میں کیا ہے اور میں خود اپنے
 آپ کو ہلاکت میں ڈالنا نہیں چاہتا چنانچہ
 آپ نے اس کو پھینک دیا لیکن پھر بردستی
 آپ کے منہ میں اندر لیا گیا جس سے آپ
 کی وفات ہو گئی اور کہا گیا کہ یہ معاملہ منصور
 کی موجودگی میں ہوا اور بسند صحیح مروی ہے
 کہ جب آپ کو موت کا پتہ چلا تو سر بسجود ہو گئے
 اور بحالت سجدہ وفات واقع ہوئی۔
 کہا جاتا ہے کہ محض عہدہ قضا کا قبول
 کرنا اس بات کا مقتضی نہیں کہ منصور
 آپ کو اس برے طریقے پر شہید کرے تاہم
 اس کا سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے
 بعض دشمنوں نے منصور سے خفیہ طور
 پر کہا کہ آپ ہی نے ابراہیم بن عبد اللہ
 بن حسن بن حسن بن علی رضی اللہ عنہم
 کو ان کی بغاوت پر براہ کشتہ کیا انھوں
 نے بصرہ میں خروج کیا تھا، چنانچہ اس
 کو بہت ڈر ہوا اور کسی کل چین نہ آیا
 اور آپ نے ان کو مالی تقویت بھی پہنچائی
 تھی چنانچہ منصور کو آپ کے ابراہیم کی طرف میلان سے بہت خطرہ ہوا کیونکہ آپ

وجاہت اور کثیر مال والے تھے اور تاجر تھے۔ چنانچہ اس نے آپ کو بوندہ بلایا اور بلا سبب آپ کے قتل کی جسارت نہ کر سکا اس لئے اس نے آپ سے عہدہ قضا قبول کرنے کو کہا جب کہ اسے علم تھا کہ آپ ایسا ہرگز نہ کریں گے صرف اس لئے کہ یہ آپ کے قتل کا بہانہ بن جائے۔

الفصل الثانی والثلاثون فی تاریخ وفاتہ

اتفقوا علی انه رحمة الله
عليه مات سنة مائة و
خمسین عن سبعین سنة
والقول الذی انه مات فی
مائة سنة واحدی وخمیسین
غلط كما صرحوا به قال کثیر
من کان موته فی رجب و
قبل شعبان وقیل نصف
شوال والحر یخلف غیر ولد
حماد ۲

بتیسویں فصل آپ کی وفات کی تاریخ کے بیان میں

مورخین کا اتفاق ہے کہ آپ رحمۃ اللہ
علیہ ۱۰۰ سال و ۵۰ برس
میں ہوئے اور یہ قول کہ آپ کی وفات
۱۰۰ سالہ میں ہوئی غلط ہے جیسا کہ یہ
مورخین کی صراحت سے ثابت ہے اور
یہی اکثر کا قول ہے آپ کی وفات جب
میں ہوئی اور ایک قول ہے کہ شعبان
میں اور ایک قول ہے کہ نصف شوال
میں۔ سوائے حماد کے اور کوئی اولاد
نہ چھوڑی۔

الفصل لثالث والثلاثون فی تجھیزہ

لہا تو فی رحمة اللہ علیہ
اخرج من مکان حبسہ
فحملہ خمسة انفس الی
ان اتوا بہ الی مکان غسلہ
فصلہ الحسن بن عمارۃ
قاضی بغداد وصب علیہ
ابورجاء عبد اللہ بن واقد
الہروری ولہا فرغ الحسن من
غسلہ قال رحمک اللہ لم
تفطر منذ ثلاثین سنة ورم
تتوسد یمینک باللیل منذ
اربعین سنة کنت افقہنا
واعیدنا وازہدنا واجعنا
لخصال الخیر وقبرت ازقبرت
الی خیر و سنة واتعبت من
بعدک وما فرغوا من غسلہ
الا وقد اجتمع من اہل بغداد
خلق لا یحصى ہم اللہ تعالیٰ

تیتیسویں فصل آپ کی تجہیزہ و تکفین کے بیان میں

جب آپ کی وفات ہو گئی تو آپ کو
قید خانے سے نکال دیا گیا۔ پانچ آدمی وہاں
سے نکال کر غسل کی جگہ پر لائے جہاں قاضی
بغداد حسن بن عمر نے آپ کو غسل دیا
اور ابوریحہ عبد اللہ بن واقد ہر دینے
پانی ڈالا جب حسن آپ کے غسل سے
فارغ ہوئے تو فرمایا کہ خدا آپ پر رحم کرے
آپ نے تیس سال سے روزہ نہ چھوڑا
اور پچیس سال سے آپ کا پہلو ٹیک
نہ سکا سکا۔ آپ ہم سب میں زیادہ فقیہ
عابد زاہد اور خصال خیر کے سب سے
زائد ہر معنی میں تھے آپ بھلائی اور سنت کو
اپنے ہمراہ قبر میں لے گئے اور بغداد والوں
کو یہ جز کر گئے ابھی غسل سے فارغ بھی
نہ ہونے پائے تھے کہ بغداد کے بے شمار
لوگ وہاں جمع ہو گئے گویا کہ ان کو
اعلان کے ذریعہ بلایا گیا ہو آپ پر
نہ زبردستی والوں کا شمار کیا گیا تو ایک

کانہ فردی لہم بوقتہ و حوزہ من
 صلی علیہ فقیل بلغوا خمسين
 الفا و قیل اکثر و اعیدت
 الصلاة علیہ ست مرات
 آخرھا ابنہ حماد و لم یقدر
 علی دفنہ الی بعد العصر من
 الزحام و مکت الناس یصلون
 علی قبرہ نحو عشرين یوما و اوصی
 ان یدفن بمقابر الخیزران
 بالجانب الشرقي لان ارضھا
 طيبة غیر مغصوبة و لما بلغ
 المنصور ذلک قال یعذر فیت
 حیا و میتا و لما بلغ ابن جریم
 فقیہ مکة و شیخ شیخ الشافعی
 موتہ استرجع و قال ای علم
 ذهب و لما بلغ شعبة استرجع
 و قال طفی عن الکوفة فور العلم
 اما انہم لا یرون مثله ایدا
 و بعد مدۃ طویلة بنی علی
 فبرہ الملک ابوسعید المتوفی
 لخوارزمی قبة عظیمہ و الی

روایت کے بموجب پچاس ہزار
 اور ایک روایت کے مطابق اس سے
 بھی زائد تھے اور چھ مرتبہ آپ پر نماز
 پڑھی گئی آخر میں آپ کے بیٹے حماد
 نے پڑھی کثرت از دام کے باعث
 عصر کے بعد دفن نہ کر سکے۔ اور لوگ
 آپ کی قبر پر بیس روز تک نماز پڑھتے
 رہے اور آپ نے وصیت کی کہ آپ
 کو خربوزوں والے قبرستان کے
 مشرقی حصہ میں دفن کیا جائے کہ وہ
 زمین اچھی اور غیر معصوبہ ہے اور جب
 منصور کو یہ اطلاع پہنچی تو اس نے کہا
 کہ آپ کا عذر زندگی اور موت دونوں
 حالت میں قابل قبول ہے اور جب
 ابن جریم فقیہ مکہ اور امام شافعیؒ
 کے شیخ کے شیخ کو اطلاع پہنچی تو
 انھوں نے انا للہ وانا الیہ راجعون
 پڑھا اور فرمایا کہ کوفہ سے علم کی روشنی
 بجھ گئی اور اب وہ ان کا تطیسر بھی
 نہ دیکھ سکیں گے اور مدت دراز کے
 بعد سلطان ابوسعید متوفی خوارزمی نے

ایک عظیم الشان قبہ آپ کی قبر پر بنایا
اور اس کے قریب ایک مدرسہ بھی

الفصل الرابع والثلاثون فیما سمع عن الہاتف بعد موتہ

جاء عن صدقة الخاوي
وكان مجاب الدعوة انه لما
دفن ابو حنيفة سمع صوتا
في الليل ثلاث ليال - يقول
(شعر)

ذهب الفقه فلا فقه لكم
فاتقوا الله وكونوا خلفاء
مات نعمان فسن هذا الذي
يحكي الليل اذا ما سجع
وقيل ان الجن بكتة ليلة

مات فكانوا يسمعون الصوت بهذا بين البيتين ولا يرون صورة
الشخص

چونتیسویں فصل ان غیبی آوازوں کے بیان میں جو آپ کی وفات کے بعد سنی گئیں

صدقہ مغا بری سے روایت ہے،
آپ مجاب الدعوات تھے کہ جب ابو حنیفہ
کو دفن کر دیا گیا تو تین راتوں تک مسلسل
یہ آواز آتی رہی۔ فقیہ رخصت ہوا اور
اب تمہارے لئے فقہ نہیں تو اللہ سے
دُرو نعمان کا دعوالہ ہوا۔

اور کہا گیا کہ جس رات آپ کے انتقال
ہوا اس رات آپ پر جن روئے۔ لوگ
یہ دو شعر سنتے تھے۔ مگر کوئی شخص نظر
نہ آتا تھا۔

الفصل الخامس والثلاثون
فی نادب الائمة معه
فی مباته كما هو فی
حیاته وان قبره
یزار القضاء الحوائج

اعلم انه لم یزل العلماء
وذو الحاجات یزورون قبره
ویتوسلون عنده فی قضاء
حوائجهم ویرون نبح ذلك
منهم الامام الشافعی رحمه
الله لما كان ببغداد فانه
جاء عنه انه قال انی لا تبرک
بابی حنیفة واجی الی قبره
فاذا عوضت لی حاجة صلیت
رکعتین وجئت الی قبره
وسألت الله عنده فتقضى
سؤالی و ذکر بعض المتکلمین
علی منہاج النور ان الشافعی

پیتیسویں فصل ائمہ کے ادب
کے بیان میں، انکے ساتھ وفات
کے بعد حیسے زندگی میں کرتے
تھے اور آپ کی قبر کی زیارت
قضاے حوائج کیلئے مفید ہے

جاننا چاہیے کہ علماء اور دیگر حاجت
مند حضرات آپ کی قبر کی مسلسل زیارت
کرتے رہتے ہیں اور آپ کے پاس اگر
اپنی حوائج کے لئے آپ کو وسیع بنائے
ہیں اور اس میں کامیابی پاتے ہیں ان میں
سے نام شافعی ہیں جب آپ بغداد میں
تھے تو آپ کے متعلق مروی ہے کہ آپ نے
فرمایا کہ میں ابو حنیفہ سے تبرک حاصل
کرتا ہوں۔ اور جب کوئی حاجت پیش
آتی ہے تو میں دو رکعت پڑھ کر ان کی
قبر کے پاس آتا ہوں اور اس کے
پاس اللہ سے دعا کرتا ہوں تو وہ حاجت
جس پروری ہو جاتی ہے اور بعض متکلمین

صلی الصبح عند قبورہ فلم
 یقنت فقیل لہ لم قل تأدبا
 مع صاحب هذا القبر و ذکر
 ذلك غیرہ ایضا و زاد انہ لم
 یجھربا بسلة ولا اشکان
 فی ذلك خلا فی لمن ظنہ لانه
 قد یعرض السنہ ما یرجح
 ترک فعلها لکونہ اذن اہم
 منها وکشف ان لا علام
 برفعة مقام العسائر امر
 مطلوب متاکد و انہ عند
 الاحتیاج الیہ لیرغم انف
 حاسدا و تعیم جاحش فیض
 من یجود فعل القنوت و یجری
 بالیسلة لاختلاف فیہ و عند
 الخلاف فیہ و لان نفعہ
 متعدد و نفعہ ذینک قاصر ولا
 شک ایضا ان الامام اباحیفة
 کان لہ حسد کثیر و فی حیة
 و بعد مماتہ حتی رموا ب لوطا
 و سعوا فی قتله تلك القننة

نے ذکر کیا کہ امام شافعی نے صبح کی نماز
 آپ کی قبر کے پاس پڑھی تو اس میں قنوت
 نہ پڑھی تو آپ نے دریافت کیا گیا کہ یہ
 کیوں: تو آپ نے فرمایا کہ اس قبر والے
 کے ساتھ ادب کرتے ہوئے اور ان کے
 عداوتہ دیگر حضرات نے بھی یہ ذکر کیا اور
 یہ شخص فرمایا کہ آپ بسم اللہ جہر کے ساتھ
 نہ پڑھیں اور اس میں کچھ اشکال نہیں
 کیونکہ اس کو بعض اوقات ایسے مواقع
 ملتے ہیں جہاں اس سے سن کا نہ
 ہونا چاہیے اور یہ مواقع اس سے
 اہم ہوتے ہیں اور یہ چیز شک سے بالاتر
 ہے کہ اس کی رفعت شان کا ظاہر
 کرنا بہت ہی اہم مقصد ہے و بہاخص
 و سہ و سادہ و ذلیل کرنے اور جاہلوں
 کو تسلیم دینے کے وقت قنوت پڑھنے
 اور بسم اللہ جہر سے پڑھنے سے افضل ہے
 کیونکہ اس میں اختلاف ہے جب کہ
 وہ اختلاف سے پاک ہے اور اس کا
 نفع عام ہے اور ان دو چیزوں کا نفع
 کم ہے اور اس میں بھی شک نہیں کہ امام

الشنیعة السابقة ولا شك
ایضا ان البیان بالفعل اظهر
منه بالقول لان دلالة الفعل
عقلية ودلالة القول وضعية
وهی يتصور فیها التخلف عن
مدلولها بخلاف الدلالة
الفعلية اذ الدلالة علی کرم
زید بفعله للکرم لا يشبهها
الدلالة علی کرم بقوله انی
کریم واذ اتهدت هذا
الدواعی اتضح ان فعل الثانی
لذلك افضل من فعله للفقو
والجهر اظهرا والمزید التادب
مع هذا الامام و لمزید
شرفه وعلوه وانه من ائمة
المسلمین الذین یقتدی
بهم ویجب علیهم توقیرهم
وتعظیمهم وانه ممن یتسبی
منه یتادب معه من ان
یفعل بحضرة خلاف قوله
بعد وفاته فکیف فی حیاته

بوعفیف کے حاسد آپ کی زندگی اور
وفات کے بعد بہت تھے حتک آپ پر
بڑے بڑے الزام رکھے اور آپ کے اس
بدترین قتل میں کوشاں ہوئے جس کا
ذکر ہوا اور ظاہر ہے کہ عملی طور پر کسی چیز کا
ظاہر کرنا اس کو قولی طور پر ظاہر کرنے سے
بہتر ہے کیونکہ عمل کی دلالت عقلیہ ہے
اور قول کی دلالت وضعی ہے اور اس
میں تخلف متصور ہے بخلاف دلالت
فعلیہ کے کیونکہ زید کے کرم پر اس کے
عملی کرم سے جو دلالت ہوتی ہے وہ
اس کے اس قول سے کب ہو سکتی ہے
کہ میں سخی ہوں اور جب یہ

تہمیدی طور پر بیان ہو چکے تو واضح
ہو گیا کہ امام شافعی کا وہ فعل انکے
قنوت پڑھنے اور بسم اللہ جہر سے
پڑھنے سے افضل تھا۔ اس امام کے
ساتھ اظہار ادب اور ان کی شان
کی بلندی و شرافت کا اظہار کرنے
کے لئے اور آپ ان ائمہ مسلمین سے
تھے جن کی اتق کی جاتی ہے اور مسلمانوں

۱۰ ان الحاسدين له خسروا خسرانا
 بئسنا وانهم ممن اضل الله
 على علم ولما وقف ابن المبارک
 على قبره قال رحمت الله
 مات ابراهيم النخعي وحماد
 بن سليمان وتركوا خلفا ومات
 انت ولم تترك على وجه
 الارض خلفا ثم بکی بکاء
 شديدا۔

وقال الحسن بن عمارۃ
 على قبره كنت لنا خلفا
 ممن مضى وما تركت بعد
 خلفا ان خلفك في العلم
 الذي علمت لهم لم يکنهم
 ان یخلفوك في الورع اهل
 بتوفیق

پران کی توقیر و تعظیم واجب ہے اور آپ
 اس چیز سے شرم کرتے تھے کہ ان کی
 موجودگی میں ان کی وفات کے بعد
 انکے قول کے خلاف کریں تو انکی زندگی
 میں کیا ٹھکانا ہوگا۔ اور آپ کے حاسدوں کو
 کھلم کھلا نقصان اٹھانا پڑا اور وہ ان
 لوگوں میں ہوئے جن کو خدا نے علم کے
 باوجود گمراہ کر دیا۔ اور جیسا بن مبارک
 آپ کی قبر پر آئے تو کہا کہ اللہ آپ پر
 رحم کرے۔ ابراہیم نخعی اور حماد بن سلیمان
 کا انتقال ہوا لیکن انہوں نے اپنا
 نائب چھوڑا اور آپ نے اپنی وفات کے
 بعد روئے زمین پر نائب نہ چھوڑا
 پھر بہت روئے اور حسن بن عمارہ نے
 آپ کو قبر پر کہا کہ آپ ہمارے لئے
 ہمارے اسلاف کے نائب تھے اور
 آپ نے اپنے بعد خلیفہ نہ چھوڑا۔ آپ کے عہد میں نائب جن کو آپ نے علم سکھایا
 وہ تقوی اور ورع میں نائب نہیں ہو سکتے مگر توفیق ایزدی سے۔

چھتیسویں فصل بعض اچھے
خوابوں کے بیان میں جن کو
آپ نے دیکھا یا آپ کے لئے
دیکھے گئے

مروی ہے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کو
۹۹ مرتبہ خواب میں دیکھا تو آپ نے اپنے
اپنے دل میں کہا کہ اگر میں اس کو پورے
سومرتبہ دیکھوں تو اس سے پوچھوں گا
کہ تو مخلوق کو اپنے عذاب سے کس طرح
نجات دے گا چنانچہ انھوں نے اللہ کو
دیکھا اور سوال کیا اور اللہ نے جواب
دیا اور یہ گزر چکا ہے کہ آپ نے خواب میں
دیکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی
قبر کھود رہے ہیں۔ اور یہ بھی بیان ہو چکا
کہ ابن سیرین اور ان کے شاگرد نے اس کی
تعبیر یہ بتائی کہ آپ حضور اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم کی احادیث و علوم میں سے
وہ کچھ شائع کریں گے جو آپ سے قبل کسی
نے نہ کیا ہو گا۔

الفصل السادس والثلاثون
فی بعض مناما حسنة
راھا وروی عنہ

روى انه رأى الله تبارك
وتعالى تسعا وتسعين مرة
فقال في نفسه لئن رايتہ
تمام المائة لا سألتہ بم
تنجوا الخلائق من عذابہ
فراہ تبارک وتعالى فسالہ
فاجابہ ورواہ رأى کانه
ینبش قبر النبی صلی اللہ
علیہ وسلم وان ابن سیرین
وقلمیذہ اولاهما بانہ یظهر
اخبار رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ویشرع عالم یسبغہ
الیہ احد قبلہ قال هشام
فنظر ابو حنیفة وتکلم
حیثئذ ورائی هذا الروایہ
بعض اصحابہ ایضا وان

الناس ينظرون اليه ولا ينكر
عليه احد منهم ثم تناول
من ذلك التراب فتدرا
كثيرا فنفخه في الهواء من
الجهات الاربع فها لته فقصها
على ابن سيرين فقال ويحك
ان هذا الذي رايت لرجل
جليل عظيم ان كان فقيها
او عالما قلت انه فقيه
قال فوالله لينظرون هذا
الرجل من علم رسول الله
صلى الله عليه وسلم ما لا
يظهره الا الناس ويدهن
اسمه شرقا وغربا وفي جميع
ملك النواحي القى ذر ذلك
التراب فيها وقال ازهر بن
كيسان رايت النبي صلى الله
عليه وسلم وخلفه ابو بكر
وعمر فقلت لهما اسأل
رسول الله صلى الله عليه
وسلم عن شئ قال سل ولا

ہشام نے کہا کہ تباہ و ضیفہ نے غور و فکر
کی اور کلام کیا اور آپ کے بعض اصحاب
نے بھی یہ خواب آپ کے لئے دیکھا اور لوگ
آپ کی طرف دیکھتے تھے اور کوئی آپ پر
انکار نہ کرتا تھا پھر آپ نے اس مٹی میں
سے بہت سی مٹی لی اور چاروں جہات
میں اس کو ہوا میں پھونک دیا۔ آپ نے
یہ خواب ابن سیرین سے بیان کیا۔ تو
انھوں نے فرمایا کہ یہ شخص جلیل القدر
ہے۔ اگر فقیہ یا عالم ہے۔ میں نے کہا کہ
وہ فقیہ ہے تو انھوں نے فرمایا کہ یہ شخص
احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ ظاہر
کرے گا جو لوگوں نے ظاہر نہ کیا اور ان کے نام
کا شہرہ مشرق و غرب میں ہوگا اور ان تمام
اطراف میں جن میں یہ مٹی اڑی ہے اور
ازہر بن کيسان نے کہا کہ میں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ پوچھنا چاہتا
ہوں تو انھوں نے کہا کہ پوچھو اور آواز
بلند نہ کرنا تو میں نے ابو حنیفہ کے علم
کے بارے میں دریافت کیا۔ کیونکہ میں
ان کے بارے میں اچھا خیال نہ رکھتا تھا

ترفع مَوْتِكَ فَسَالَتْ عَنْ عِلْمِ
 ابْنِ حَنِيفَةَ لَا نِيَّ كُنْتَ زَاهِدٌ
 فِيهِ فَقَالَ هَذَا عِلْمُ الْفَتْحِ
 مِنْ عِلْمِ الْخَضِرِ وَرَأَيْتُ ثَلَاثَ
 نَجُومٍ سَقَطَتْ مِنَ السَّمَاءِ
 مَتَوْتِبَةً فَكَانَتْ ابْنِ حَنِيفَةَ
 ثُمَّ مَسَعَرَا ثُمَّ الثَّوْرِيُّ فَذَكَرَ
 ذَلِكَ لِمُحَمَّدِ بْنِ مِقَاتٍ فَبَيَّنَا
 وَقَالَ الْعُلَمَاءُ نَجُومُ الْأَرْضِ وَرَأَى
 هُوَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ فِي الْمَحْشَرِ قَائِمًا عَلَى
 حَوْضِهِ وَعَنْ يَمِينِهِ إِبْرَاهِيمُ
 الْخَلِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَضَعُ
 خَدَّهُ عَلَى صَدْرِ النَّبِيِّ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ ابْنُ بَكْرٍ
 هَكَذَا حَتَّى عَدَّ سَبْعَةَ عَشَرَ
 شَيْخًا وَرَأَى أَمَامَ الْحَوْضِ
 بَعْضَ جِيرَانِهِ وَبَيْنَ يَدَيْهِ
 أَنْاءُ فَسَالَهُ أَنْ يَنْوَلَهُ لِيَشْرِبَ
 فَقَالَ حَتَّى إِسَالَ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَالَهُ

تو فرمایا کہ یہ علم حضرت کے علم سے ہے۔
 اور میں نے دیکھا کہ تین ستارے آسمان سے
 پے درپے گرے اور ابو حنیفہ پھر مسعرا اور
 پھر ثوری بن گئے۔ یہ محمد بن مقاتل سے
 بیان کیا گیا تو روئے لگے اور فرمایا کہ
 علماء دین کے ستارے ہیں اور آپ نے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو محشر میں
 اپنے حوض پر ٹھہرا ہوا دیکھا اور آپ کی
 داہنی جانب ابراہیم علیہ السلام اپنا
 رخسار آپ کے سینے پر رکھے ہوئے تھے پھر
 ابوبکرؓ کو اسی طرح دیکھا حتیٰ کہ ابزرگوں
 کو گنایا اور حوض کے سامنے اپنے کسی
 پیڑوسی کو دیکھا اس کے سامنے ایک برتن
 تھا تو آپ نے اس سے مانگا تاکہ پی لیں تو
 اس نے کہا کہ نہیں حتیٰ کہ میں رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ پوچھ لوں۔
 چنانچہ انھوں نے پوچھا اور آپ نے اجازت
 مرحمت فرمائی۔ انھوں نے ان کو ایک جام
 دیا جو آپ نے اور آپ کے سب اصحابؓ نے
 پیا اور پورے کے برابر بھی کم نہ ہوا اور
 یہ پانی دو دھ سے زائد سفید اور برکت

فاذن له فاعطاه كاسا فشربه
 وسقى اصحابه كلهم فلم
 ينقص منه قدرا مئدة وكان
 ذلك ماء ابيض من اللبن
 وابد من الثلج واحلى من
 العسل وراى بعض الابدال
 محمد بن الحسن فقال له
 ما فعل الله بك قال قال
 ابى لم اجعل جوفك وعاء
 للعلم واريد ان اعد ملة
 فقلت له ما فعل بابى يوسف
 قال فوقى قلت فما فعل بابى
 حنيفة قال فى اعلى عليين
 وفى رواية فوق ابى يوسف
 بطبقات ورؤى بعض الصحابىين
 فقليل له ما فعل الله بك
 قال غفرلى وباهى بى وبابى
 حنيفة النعمان بن ثابت
 الهلا مئة ومخن وهو فى اعلى
 عليين وقام شخص المقاتل
 بن سليمان فى حلقة فقال

زائد ٹھنڈا۔ اور شہد سے زائد میٹھا
 تھا۔ بعض ابدال نے محمد بن حسن
 کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ اللہ نے
 آپ کے ساتھ کیا کیا۔ تو انہوں نے
 جواب دیا کہ میں نے تمہارے پیٹ
 کو علم کا مخزن اس لئے نہ بنایا تھا
 کہ عذاب دوں۔ تو میں نے ان سے
 دریافت کیا کہ ابو یوسف کے ساتھ
 کیا کیا۔ کہا کہ وہ میرے اوپر ہیں
 میں نے کہا ابو حنیفہ کے ساتھ کیا
 کیا، کہا کہ وہ اعلیٰ علیین میں ہیں۔
 اور ایک روایت میں ہے کہ ابو یوسف
 سے کئی درجات بلند ہیں تو ان کو
 کسی نیک شخص نے خواب میں دیکھا
 تو ان سے دریافت کیا گیا کہ خدا
 نے آپ کے ساتھ کیا برتاؤ کیا تو
 انہوں نے کہا کہ میری مغفرت کرو گے
 اور مجھ پر اور ابو حنیفہ نعمان بن
 ثابت پر فرشتوں نے غصہ کیا
 اور میں اور دو علی علیین میں ہیں
 اور مقاتل بن سلیمان کے حلقہ میں

رایت کان رجلاً نزل من السماء
 وعليه ثياب بيض فقام على
 أطول منارة ببغداد ونادى
 ماذا فقد الناس فقال مقاتل
 لئن صدقت رويك ليفقد
 اعلم اهل الدنيا فلم يثبت
 الا ابو حنيفة فاسترجع مقاتل
 ثم قال مات من كان يفرج
 عن امة محمد صلى الله عليه
 وسلم وعن ابي معاذي الفضل
 بن خالد قال رأيت النبي صلى
 الله عليه وسلم فقلت يا رسول
 الله ما تقول في علم ابي حنيفة
 فقال ذلك علم يحتاج الناس
 اليه وعن مسدد بن عبد الرحمن
 البصري انه نام بمكة بين
 الركن والبقام قبيل الفجر
 فرأى رسول الله صلى الله عليه
 وسلم فقال يا رسول الله ما
 تقول في هذا الرجل الذي
 بالكوفة النعمان بن ثابت

سے ایک شخص کھڑا ہوا اور اس
 نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ
 ایک سفید پوش انسان آسمان
 سے نازل ہوا اور بغداد کے سب
 سے بلند منارہ پر کھڑا ہو کر اور
 پکار کر کہا کہ اگر تمہارا خواب سچا
 ہے تو دنیا کا سب سے بڑا عالم
 وفات پائے گا چنانچہ اس عرصہ
 میں ابو حنیفہ کا ہی انتقال ہوا۔
 مقاتل نے انا للہ پر پڑھنے کے بعد
 فرمایا کہ آج وہ ہستی اٹھ گئی جو
 امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی
 مشکلات کو حل کرتی تھی۔ اور ابو
 معاذی فضل بن خالد سے مروی ہے
 کہ انھوں نے کہا کہ میں نے جواب
 میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کی زیارت کی۔ تو میں نے عرض کیا
 کہ یا رسول اللہ آپ ابو حنیفہ کے
 علم کے بارے میں کیا ارشاد فرماتے
 ہیں تو آپ نے فرمایا کہ یہ ایسا علم
 ہے کہ جس کے لوگ محتاج ہیں اور

اخذ من عنده فقال صلى
الله عليه وسلم خذ من
علمه واعمل بعلمه فنعى الرجل
هو قال فقلت وكنت اكره
الناس للنعمان وانا استغفر
الله مما كان مني وراى بعض
ائمة الخبابة النبى صلى الله
عليه وسلم قال فقلت له
يا رسول الله حدثنى عن
المذاهب فقال المذاهب
ثلاثة فوق فى نفسى انه
يخرج مذهب ابى حنيفة
لتمسكه بالراى فابتدا
قال ابو حنيفة والشافعى
واحمد ثم قال ومالك اربعة
اربعة فقلت ابدا خير فغالب
ظنى انه قال مذهب احمد

اور مسدد بن عبد الرحمن بصرى سے
روایت ہے کہ وہ مکہ میں رکن اور مقام
کے درمیان فجر سے کچھ پہلے سو گئے
تو خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی زیارت ہوئی تو انھوں نے
دریافت کیا کہ یا رسول اللہ آپ
اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے
ہیں جو کوفہ میں ہے اور جس کا نام
نعمان بن ثابت ہے کیا میں اس
سے علم حاصل کروں تو آپ نے
فرمایا کہ ان سے علم حاصل کرو تو میں
خدا سے مغفرت کی دعا مانگتے ہوئے
بیدار ہوا۔ حالانکہ میں نعمان کو بہت
بُرا سمجھتا تھا۔ کسی حنبلی امام نے
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں
دیکھا تو فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کہ
یا رسول اللہ مجھے مذاہب کے بارے
میں بتائیے تو آپ نے فرمایا کہ مذاہب

تین ہیں تو میرے دل میں خیال آیا کہ مذهب ابو حنیفہ شاید نکل جائے گا۔
کیونکہ وہ رائی کو دخل دیتے ہیں پھر آپ نے ان کی گنتی مشرودع کی اور فرمایا
ابو حنیفہ، شافعی، اور احمد پھر فرمایا کہ ایک مالک چارہ تو میں نے عرض کی کہ

ان میں سے بہتر کون ہے۔ تو میرا حق غالب یہ ہے کہ آپ نے فرمایا کہ احمد کا مذہب۔

”تنبیہ“

زعم بعض حاسد یہ

انہ روی له منامات بضد

ذلت منها ان الزبير بن احمد

راى رسول الله صلى الله عليه

وسلم و ابا حنيفة على بسارة

فالتفت وقال له فان يكفر بها

هؤلاء فقد وكلنا بها قوما

ليسوا بها بكافرين والشافعى

عن يمينه فالتفت وقال له

اولئك الذين هدى الله

فبهذا هم امتدة وليس هذا

المنام بصحيح لان الامام

المحافظ الديلمى صاحب الفردوس

شافعى ومع ذلك روى عن

المظفر عن الاحتاذ الحافظ

بني جعفر القاينى انه سرائى

منامات طويلا مشتملا على

اشياء سالها عن رسول الله

تنبيه

آپ کے بعض حاسدوں کا خیال

ہے کہ آپ کے حق میں کچھ خواب مذکورہ

خوابوں کے خلاف دیکھے گئے۔ منجملہ ان

کے ایک یہ ہے کہ زبیر بن احمد نے رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کے

بائیں جانب ابو حنیفہ ہیں تو آپ ان

کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اگر یہ

ان آیات سے کفر کریں گے تو ہم نے ان پر

ایسی قوم کو نگھیان کر دیا جو کافر نہیں اور

شافعی کو سیدھی جانب دیکھا۔ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف متوجہ

ہوئے اور فرمایا کہ یہی لوگ ہیں جن کو

اللہ نے ہدایت دی تو آپ ان کی ہدایت

کی اقتدا کریں مگر یہ جواب صحیح نہیں ہے

اس لئے کہ امام حافظ دیلمی صاحب

فردوس شافعی ہیں اور اس کے باوجود

انہوں نے مظفر سے روایت کی۔ وہ

صلی اللہ علیہ وسلم منها
 اختلاف الائمة فقال صلی
 اللہ علیہ وسلم کل فی
 اجتہادہ مصیب فقال یا
 رسول اللہ ابو حنیفۃ یقول
 المجتہد ان مصیبات والحق
 فی واحد والشافعی یقول
 المجتہد ان مصیب وخطئ
 معفو عنہ فقال صلی اللہ
 علیہ وسلم ہما قریبان فی
 المعنی وان کا نام مختلفین فی
 اللفظ فقلت یا رسول اللہ
 فایہما اولی بالاحذ فقال کلا
 ہما علی الحق قلت فما معنی
 قول الزبیر بن احمد و
 ذکر ماہر عنہ فقال صلی
 اللہ علیہ وسلم لا احفظہ
 ولو قلت نقلت لکلیہما
 اولی علی ہدی من رجم
 قلت الحمد للہ الذی جعل
 فی الامر سعة وارجو ان

روایت کرتے ہیں استاذ حافظ ابو جعفر
 قاضی سے کہ انھوں نے ایک طویل خواب
 دیکھا جو متعدد اشیاء پر مشتمل تھا جو انہوں
 نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
 دریافت کی تھیں۔ منجملہ ان میں کے
 اختلاف ائمہ کا مسئلہ تھا تو رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر ایک
 اپنے اجتہاد میں صحیح ہے تو انھوں نے
 عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ دونوں مجتہد صواب
 اور حق پر ہیں اور شافعی فرماتے ہیں کہ
 دونوں مجتہدوں میں سے ایک صحیح اور
 دوسرا خطا کا رہے اور خطا کار کو معافی
 ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 کہ دونوں کی بات معنی کے لحاظ سے
 قریب ہے اگرچہ لفظوں میں مختلف ہے
 تو میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم تو کس بات کا قبول کرنا بہتر
 ہے تو آپ نے فرمایا کہ دونوں حق پر ہیں
 تو میں نے کہا کہ زبیر بن احمد کی بات کے
 کیا معنی ہیں اور وہ خواب ذکر کیا تو رسول اللہ

يَكُونُ اخْتِلَافُهُمْ رَحْمَةً
وَمِنْهُمْ اِمْنَامٌ اٰخَرٌ نَحْوُ
ذَلِكَ حَذْفُهُ لَشَاعَرُهُ
وَبِكْفِي فِي رَدِّهِ مَا مَرَّلَهُ مِنْ
اِسْنَامَاتٍ عَلٰى اَنَّهُمْ اَكْثَرُ
فَاِنَّهَا اِقْتَصَرَتْ مِنْهَا عَلٰى
غُرَرِهَا اِخْتِصَارًا ۱۲

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے یاد
نہیں اور اگر میں کچھ کہتا تو یہی کہتا کہ
دو لوگوں ہدایت ربانی پر ہیں تمہیں نے
کہا کہ اللہ کا شکر ہے کہ اس معاملہ میں
گنجائش رکھی اور مجھے امید ہے کہ ان
کا اختلاف رحمت ہوگا اور اسی قسم
کے دوسرے خواب ہیں جنکی بے ہودگی
کی بنا پر میں نے ان کو حذف کر دیا ہے
اس قسم کے خوابوں کی تردید میں گزشتہ

خوب کافی ہیں اور وہ بہت کافی ہیں۔ مگر نظر بہ اختصار میں نے ان میں سے عمدہ عمدہ
پر ہی کتفاء کر رہا ہے۔

الفصل السابع والثلاثون

فی الرد علی من قد

فی ابی حنیفہ بتقدیم

القیاس علی السنہ

قال الحافظ بن عبد البر

حاصلہ افراط اصحاب الحدیث

فی ذم ابی حنیفہ وتجاوزوا

الحد فی ذلك لتقدیمه انقیاس

علی الاثر واکثر اهل العلم

یقولون اذا صح الحدیث بطل

الرای والقیاس لکنہ لم یرد

لا بعض اخب الراۃ حادبتا ویل

محتمل وكثیر منهم قد تقنوا

الیہ غیرہ وتابعہ علیہ وجن

ما یجدلہ من ذلك تبع فیہ

اهل علم بلدہ كبراهیم

النفی واصحاب ابن مسعود

الا انه اکثر من ذلك هو

اصحابہ وغیرہ انما یوجدلہ

سینتیسویں فصل ان لوگوں کی

تردید میں جنہوں نے ابو حنیفہ پر

یہ اعتراض کیا کہ وہ قیاس کو

سنت پر مقدم کرتے ہیں

حافظ بن عبد البر نے فرمایا جس کا خلاصہ

یہ ہے کہ اہل حدیث نے ابو حنیفہ کی

زمت میں حد سے تجاوز کیا ہے اور یہ

اس لئے کہ انہوں نے قیاس حدیث

مقدم کیا اور اکثر اہل علم کو قول ہے

جب حدیث صحت کو پہنچ جائے تو

رے باطل ہو جاتی ہے اور قیاس

بھی لیکن سوائے چند اخبار احاد کے

محتمل تاویل سے آپ نے کسی حدیث

کو رد نہیں کیا اور ان سے دوسرے

حضرات بھی ایسا کر چکے ہیں اور بعد

میں ان جیسے حضرات نے اس راہ کی

پیروی کی اور تمام تر وہ چیزیں جو اس

قسم کی آپ نے کیں ان میں انہوں نے

اپنے اہل شہر کی پیروی کی جیسے

ذلك قليلا ومن ثمة لما قيل
 لاحمد بن حنبل ما الذي
 فقمتم عليه قال الرائي قيل
 اليس مالک تكلم بالرأي
 قال بلى ولكن ابو حنيفة اكثر
 رايامنه قيل فهلا فكلتم في
 هذا بحصته وهذا بحصة
 فسكت أحمد قال الليث بن
 سعد أحصيت على مالک
 سبعين مسألة قال فيها برأيه
 وكلها مخالفة لسنة رسول الله
 صلى الله عليه وسلم ولقد
 كتبت اليه أعظم في ذلك
 ولم نجد احدا من علماء الامة
 اثبت حد يثا عن رسول الله
 صلى الله عليه وسلم ثم رده
 الابحجة كادعاء نسخ يا ثمثله
 او باجماع او بعلم يجب على
 اصله الا نقيا واليه او طعن في
 سنده ولورده احد من غير
 حجة بسقطت عند الله فضلا

ابراہیم نخعی اور اصحاب ابن مسعود لیکن
 اس سلسلے میں آپ اور آپ کے اصحاب
 نے کچھ زائد ہی کام کیا اور دوسروں نے
 کم کیا اور اسی وجہ سے جب احمد بن حنبل
 سے دریافت کیا کہ آپ ابو حنیفہ کی کس
 چیز کو نہ پسند کرتے ہیں تو انھوں نے فرمایا
 کہ رائے، تو ان سے کہا گیا کہ کیا مالک
 نے رائے سے کام نہ کیا تو انھوں نے
 فرمایا کہ کیوں نہیں لیکن ابو حنیفہ نے
 ان سے زیادتی کی تو ان سے کہا گیا کہ
 آپ نے ایسا کیوں نہ کیا۔ ان کے بارے
 میں ان کے حصہ کے مطابق اعتراض
 کرتے اور ان کے بارے میں ان کے حصہ
 کے مطابق کلام کرتے تو احمد خاموش
 ہو گئے۔ لیث بن سعد نے کہا کہ میں نے
 مالک کے ستر مسائل شمار کئے کہ جن
 میں انھوں نے اپنی رائے سے قول کیا
 اور وہ سب سنت رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کے مخالف ہیں اور میں نے
 ان کو نصیحت کے لئے خط بھیجا پھر ہم
 نے دیکھا کہ علمائے امت میں کسی نے

عن امامته ولزم اسم الفسق
ولقد عاهاهم الله من ذلك
وقد جاء عن الصحابة رضي
الله عنهم من اجتهد الرأي
والقول بالقياس على الامول
ما بطول ذكره وكذا
التابعون وعددهم خلفا
كثيرين انتهى كلام ابن
عبد البر ومنه جواف شاف
عن ذلك القدح فتدبره
والحاصل ان اباحيفه لم
ينفرد بالقول بالقياس بل على
ذلك عمل فقهاء الامصاوكما
قاله ابن عبد البر وبسط الكلام
عليه رد اعلى من جرحه فجعل
ذلك عيبا۔

کوئی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے ثابت کی ہو پھر اس کو بلا حجت رد
کر دیا ہو جب بھی رد کی حجت سے مثلاً
اس جیسے اثر سے یا اجماع سے یا عمل سے
اس کے منسوخ ہونے کا دعویٰ دایسا
عمل جو اس کے نزدیک بہت ضروری ہے،
اور یا پھر اسکی سند میں کچھ اعتراض ہو
ہے اور اگر اس کو کوئی بلا حجت رد
کرے تو اس کی عدالت ہی ختم ہو
جائے گی چہ جائے کہ اس کی امامت
اور اس پر فسق کا الزام عائد ہو جائے
اور بلا شبہ اللہ تعالیٰ ان کو اس جیسے
سے محفوظ رکھا اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے
اجتہاد بالرائے اور اصول پر قیاس
کرنا ثابت ہے جس کا ذکر یہاں طوالت
سے خالی نہیں اور اسی طرح تابعین اور

ان میں سے بہت کے نام گنائے یہاں تک کلام ابن عبد البر ختم ہوا اور اس میں ایک شافی
جواب ہے اس اعتراض کا اس لئے اس پر غور کر لیجئے اور حاصل یہ ہے کہ ابوحنیفہ
قیاس کے قول میں منفرد نہ تھے بلکہ شہرہوں کے فقہاء کا اس پر عمل ہے جیسا کہ ابن
عبد البر نے ناواقفوں اور قیاس پر عیب لگانے والوں کا رد کرتے ہوئے بسیط کلام
کیا ہے۔

”تنبیہ“

قد عد جماعة الامام
ابا حنیفة رحمہ اللہ من
المرجئة وليس هذا الكلام
على حقيقة اما اولاً فقال
شارح المواقف كان عسان
المرجئ یحکی ما ذهب الیه
من الارجاع عن ابی حنیفة
ويعده من المرجئة وهو
افتراء علیه قصد به عسان
ترویج مذهبہ بنسبتہ
الی هذا الامام الجلیل
الشہیر واما ثانیاً فقد قال
الامدی لعل عذراً من عدة
من مرجئة اهل السنة ان
المعتزلة كانوا فی الصدرا
الاول یلقبون من خالفهم
فی القدر مرجئة اولاً نہ لہما
قال الایمان لا یزید ولا
ینقص ظن بہ الارجاع بتاخیر

تنبیہ

ایک جماعت نے ابو حنیفہ کو مرجئہ
میں سے ہونے کا دعویٰ کیا ہے یہ کلام
حقیقت پر مبنی نہیں اولاً تو اس لئے کہ
شارح مواقف نے کہا کہ عسان مرجئ
اپنے ارجاء کے عقائد کی ابو حنیفہ سے
حکایت کرتا تھا اور ان کو مرجئہ میں سے
شمار کرتا تھا یہ محض اختراء تھا اور
اس کی اس سے مراد یہ تھی کہ اس
جلیل القدر امام کی طرف سے اس کے
مذہب کی ترویج ہو سکے اور ثانیاً اس
لئے کہ آمدی سے کہا کہ شاید ابو حنیفہ کو
مرجئہ اہل سنت میں شمار کرنے کی وجہ
سے یہ کہ ابتدائی زمانہ میں معتزلان کو گول
کو جو مسئلہ قدر میں ان کی مخالفت کرتے
تھے مرجئہ کہتے تھے یا اس لئے کہ جب
انہوں نے فرمایا کہ ایمان نہ نائد ہوتا
ہے نہ کم تو ان کے متعلق کہا کہ وہ عمل کو
ایمان سے موخر کرتے ہیں اور حالانکہ یہ
بات نہیں کیونکہ عملی طور پر آپ سے

العسل عن الایمان ولیس
 كذلك اذ عرف منه المبالغة
 فی العسل والاجتهاد فیہ واما
 ثالثا فقد قال ابن عبد البر
 کان ابو حنیفۃ یحسد وینیب
 الیہ ما لیس فیہ ویختلق
 علیہ ما لا یلیق بہ وقد اقبل
 علیہ وکیع فراه مطرقا مفکرا
 ا فقال له من این فقال من
 عند شریک فافتا یقول
 (شعر)

ان یحسدونی فانی غیر لالمهم
 قبل من الناس هل الفضل قد حصدوا
 فدام فی ولهم ما بی وما بهم
 ومات اکثرنا غیظا بها یجد
 قال وکیع واطنه کان بلغه عن
 شریک شیء

عمل میں کوشش اور اجتہاد منقول
 ہے اور ثالثاً اس لئے کہ ابن عبد البر
 نے کہا کہ ابو حنیفہ سے حسد کیا جاتا
 ہے اور ان کے خلاف شان اعتراضاً
 تھوپے جاتے ہیں۔ اور وکیع آپ کی
 خدمت میں آئے تو دیکھا کہ آپ
 سر جھکا مفکر بیٹھے ہیں تو آپ
 نے ان سے پوچھا کہ کہاں سے آئے ہو؟
 تو جواب دیا کہ شریک کے پاس سے
 تو ابو حنیفہ نے یہ شعر پڑھا ہے
 اگر وہ مجھ سے حسد کرتے ہیں تو میں
 ان پر ملامت نہیں کرتا۔ مجھ سے
 قبل اہل فضل سے حسد کیا گیا۔ ہم میں
 سے اکثر اسی غصہ میں مر گئے۔
 وکیع کہتے ہیں میرے خیال میں آپ
 کو وکیع کی طرف سے کوئی تکلیف دہ چیز
 پہنچی ہوگی۔

الفصل الثامن والثلاثون فی رد ما قیل فیہ من الجرح

قال ابو عمر يوسف بن عبد البر والذين رووا عن ابي حنيفة وثقولا واشتروا عليه اكثر من الذين تكلموا فيه والذين قد تكلموا فيه من اهل الحديث اكثر مما عابوا عليه الاغواق في الراي والقياس وقد مر ان ذلك ليس بعيب وكان يقال يستدل على نباهة الرجل من الماضين بتباين الناس فيه الا ترى ان عليا كرم الله وجهه هلك فيه فئتان محب افراط ومبغض فرط قال الامام علي بن المديني ابو حنيفة روى عنه الثوري وابن المبارك و

ارٹیسوس فصل اس جرح کے رد میں جو آپ پر کی گئی

ابو عمر يوسف بن عبد البر نے کہا کہ جن لوگوں نے ابو حنیفہ سے روایت کی اور ان کی توثیق کی اور تعریف کی ان کی تعداد ان پر جرح کرنے والوں سے کہیں زیادہ ہے اور وہ اہل حدیث جنہوں نے آپ پر جرح کی اکثر یہی ہوتی ہے کہ وہ رائے اور قیاس میں عرق تھے اور یہ گدڑ چکا کہ یہ کوئی عیب نہیں اور یہ منقولہ مشہور ہے کہ آدمی کی عظمت شان کا اندازہ اس کے بارے میں لوگوں کے اختلافات سے ہوتا ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں دو جماعتیں ہلاک ہوئیں ایک تو حد سے زائد محبت کرنے والا اور دوسرا زائد بغض کرنے والا امام علی بن مدینی نے فرمایا کہ ابو حنیفہ سے ثوری، ابن مبارک

حماد بن زید و هشام و وکیع
وعباد بن العوام و جعفر بن
عرون و هو ثقہ لا باس به و
کان شعبۃ حسن الراۃ فیہ
وقال یحییٰ بن معین اصحابنا
یفقرطون فی ابی حنیفۃ واصحابنا
فقیل لہ اکان یکذب قتال
انبل من ذلک و فی طبقات
شیخ الاسلام التاج السبکی
الحذر کل الحذر ان تفہم من
قاعدہ تہم ان الجرح مقدم
علی التعدیل علی اطلاقہا بل
الصواب ان من ثبت امامتہ
وعدالتہ وکثر مادحوہ و مزکوہ
و نذر جارجہ و کانت ہناک
قرنیۃ دالۃ علی سبب جرحہ
من تعصب مذہبی او غیرہ
لحریتفت الی جرحہ ثم قال
بعد کلام طویل قد عرفناک
ان الجراح لا یقبل منہ الجرح
وان قسرہ فی حق من غلبت

حماد بن زید، هشام، وکیع، عباد بن عوام
اور جعفر بن عون نے روایت کی اور وہ
ثقفہ ہیں ان میں کچھ خرابی نہیں اور شعبہ
ان کے بارے میں اچھی رائے رکھتے
تھے اور یحییٰ بن معین نے کہا کہ ہمارے
اصحاب ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب
کے بارے میں زیادتی کرتے تھے تو ان
سے پوچھا گیا کہ کیا وہ جھوٹ بولتے تھے
تو انھوں نے فرمایا کہ وہ اس سے بلند تر
ہیں اور طبقات شیخ الاسلام
تاج الدین السبکی میں ہے کہ پچو اس
بات سے کہ محدثین کے اس قاعدہ کو کہ
جرح مقدم ہے تعدیل پر مطلق سمجھا
جائے۔ بلکہ یہ صحیح ہے کہ جس کی عدالت
ثابت ہو جائے اور اس کی تعریف کرنے
والے بہت ہوں اور اس پر جرح کرنے
والے کم ہوں اور یہ قرینہ بھی موجود
ہو کہ اس پر جرح کی وجہ مذہبی تعصب
ہے یا اس کے علاوہ کچھ اور وجہ ہے تو
ایسے شخص کی جرح لائق التفات نہیں
پھر ایک لمبی گفتگو کے بعد انھوں نے

طاعة علی معصیة و ماد حو
 علی ذامیه و هن کوا علی جارحیه
 اذا كانت هناك قرنیة یشهد
 العقل بان مثلها حاصل علی
 الوقیة فیہ من تعصب مذہبی
 او منافسة دینیة کما یکون
 بین النظرا أو غیر ذلك و
 حینئذ فلا یلتفت لکلام
 الثوری و غیره فی ابی حنیفة
 و ابن ابی ذئب و غیره فی مالک
 و ابن معین فی الشافعی فی
 احمد بن صالح و نحو ذلك
 قال ولوا طلقنا تقدیم الجرح
 لما سلم لنا احد من الائمة
 اذما من امام الود قد طعن
 فیہ طاعتون و هلك فیہ
 ها لکون قال ابن عبد البر هذا
 باب غلط فیہ کثیرون و ضلت
 فیہ فرقة جاهلیة لا تدری
 ما علیها فی ذلك ثم قال
 الدلیل علی انه لا یقبل فی حق

فرمایا کہ تم کو بتا چکے ہیں کہ جرح کرنے
 والے کی جرح قبول نہ کی جائے گی
 اگرچہ وہ تفسیر کے ساتھ ہی کیوں نہ ہو
 اس شخص کے حق میں جس کی اطاعت
 اس کی معصیت پر غالب ہو اور جس
 کی تعریف کرنے والے اس کی مذمت
 کرنے والوں پر غالب ہوں اور جس کی
 تعدیل کرنے والے اس کی جرح کرنے
 والے پر غالب ہوں جبکہ وہاں ایسا
 قرینہ موجود ہو جو یہ ظاہر کرنے کہ اس
 مذہبی یا دھوئی چشمک کی بنا پر
 ہے جیسا کہ ہمیشہ لوگ کا دستور ہے
 یا اس کے علاوہ کچھ اور وجہ ہو تو
 اس وقت ثوری و غیرہ کا کلام البوصیفة
 کے متعلق لائق التفات نہیں اور
 ابن ابی ذئب کا مالک کے بارے میں
 اور نسائی کا احمد بن صالح کے بارے
 میں اور اسی قسم سے اور اگر ہم مطلقاً
 جرح کو تعدیل میں مقدم کریں تو
 کوئی امام نہ بچے گا کیونکہ ہر امام کے
 بارے میں طعن کرنے والوں نے طعن

من اتخذ لا جمهور الناس
 اما ما في الدين قول احد من
 الطاعنين لان السلف قد
 سبق من بعضهم في بعض كلام
 كثير في حال الغضب وفيه
 ما حمل على الحسد ومنه ما حمل
 على التاويل مما لا يلزم
 القول فيه شيء منه وذكر
 من كلام الصحابة والتابعين
 وتابعيهم من النظراء بعضهم
 في بعض شياء كثير الم يلتفت
 اليه احد من العلماء ولا عولوا
 عليه لانهم بشر يغضبون
 ويرضون والقول في الرضا
 غير القول في الغضب فمن
 اراد ان يقبل قول العلماء
 بعضهم في بعض فليقبل قول
 من ذكرنا من الصحابة بعضهم
 في بعض وقول من ذكرنا من
 التابعين وائمة المسلمين بعضهم
 في بعض فان فعل ذلك فقد ضل

کیا ہے اور ہلاک ہونے والے اس میں
 ہلاک ہوئے ہیں ابن عبد البر کہتے ہیں کہ
 اس بات میں بہتوں نے غلطی کی اور
 ایک جاہل فرقہ اس میں گمراہ ہو گیا
 اسے معلوم نہ ہوا کہ اس کی اس بات
 میں کیا ذمہ داری تھی۔ اور اس بات
 کی دلیل کہ جس کو مجبور نے اپنا امام
 بنالیا ہو کسی طعن کرنے والے کا قول
 قبول نہ لیا جائے گا یہ ہے کہ بزرگوں
 سے ایک دوسرے کے حق میں بہت
 باتیں غصہ کی حالت میں صادر ہو گئیں
 بعض تو حسد پر محمول ہوئیں اور بعض کی
 تاویل کی گئی تاکہ جس کے حق میں بات کہی
 گئی ہے اس پر کچھ حرف نہ آئے اور صحابہ
 وتابعین کا اپنے ہمسروں کے بہت کچھ
 کلام ذکر کیا ہے جس کی طرف علماء نے
 کچھ توجہ نہ کی اور اس پر اعتماد کیا کیونکہ
 وہ انسان تھے غصہ بھی کرتے تھے اور
 راضی بھی ہوتے تھے اور جو بات خوشی
 کے وقت کی ہوتی ہے غصہ کی حالت
 میں مختلف ہوتی ہے تو اب جو علماء کی

ضلالا بعیدا وخسر خسرانا
 بینا وان لم یفعل ولن یفعل
 ان ھدانا اللہ والھم یرشدنا
 فلیقف عند ما شرطنا فانہ
 الحق الذی لا یصح غیرہ ان
 شاء اللہ تعالیٰ ثم ذکر
 کلام کثیرین من نظراء
 ما لک فیہ وکلام ابن معین
 فی الشافعی قال وما مثل من
 تکلم فیہما دنی نظرائہما
 الا کما قال الحسن ابن ہانی
 (شعر)

یا ناطح الجبل العالی لتکلمہ
 اشفق علی الناس لا تشفق علی الجبل
 ولقد احسن ابو العاہبہ حیث قال
 شعر = ومن ذا الذی ینجو من
 الناس سالہا : وللناس قال
 بالطنون وقیل = وقیل لا
 بن المبارک فلان یتکلم فی
 ابی حنیفۃ فانشد - شعر -
 حسدک اذا ما فضلت الشا

اس گفتگو کو قبول کرنا چاہے جو انھوں
 نے ایک دوسرے کے لئے کہی تو وہ صحابہ
 اور تابعین کے ان اقوال کو بھی قبول
 کرے جو انھوں نے ایک دوسرے کے
 شان میں کہے اسی طرح ائمہ مسلمین
 کے اقوال کا حال ہے اگر کوئی ایسا کرے
 تو وہ سخت گمراہ ہے اور کھلم کھلا نہ
 میں ہے اور اگر ایسا نہ کرے اور سرگز
 نہ کرے گا اگر اللہ نے اس کو ہدایت دی
 اور الہام فرمایا تو ہمارے شرط کو سمجھے
 کیونکہ وہ ہی حق ہے اور انشاء اللہ
 اس کے سوا کچھ صحیح نہ ہوگا پھر مالک سے
 سب معاصرین کا کلام ان کے بارے
 میں اور ابن معین کا شافعی کے بارے
 میں ذکر کیا۔ پھر جن لوگوں نے ان دونوں
 کے بارے میں کلام کیا ہے اور ان جیسے
 دیگر حضرات کے بارے میں ان کی مثال
 ایسی ہے جیسے جن بن مائی نے کہا کہ
 ”اے بلند پہاڑ سے ٹکرا مارنے والے
 تاکہ اس سے کلام کرے پہاڑ پر رحم نہ
 کر اپنے سر پر گرے“

اور ابوالا تھا ہی نے کیا خوب کہا
ہے کہ ۷

لوگوں سے کون سالم رہ سکتا ہو
اور لوگ تو گمان کی وجہ سے کچھ نہ کچھ
کہتے ہی رہتے ہیں کسی نے ابن مبارک
سے کہا کہ فلاں شخص ابو خنیفہ پر اعتراض
کرتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ لوگوں نے
آپ سے اس لئے دشمنی کی کہ اللہ تعالیٰ
نے آپ کو وہ فضیلت عطا کی ہے جس سے
آپ شرفاء پر فائق ہو گئے جب یہ شعر
ابو عاصم نبیل کو سنایا گیا تو انھوں نے
کہا یہ تو بالکل ایسا ہی ہے جیسا ابو
الاسود دودی کے کہا کہ ۷

یہ لوگ لو جو انوں سے اس لئے
دشمنی کرنے لگے کہ وہ اس کے سے کام
نہ کر سکے اب وہ اس کے دشمن ہیں ۷
ابو عمرو نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے
روایت کی کہ تم علم حاصل کرو جہاں
بھی پاؤ اور فقہاء نے جو باتیں ایک دوسرے
کے خلاف کہی ہیں ان کو قبول نہ کرو کیونکہ
وہ بکروں سے زائد کرنے والے ہیں۔

بما فضلت به النجباء وقيل
ذلك لابي عاصم النبيل فقال
هو كما قال ابوالاسود الدؤلي
شعر = حسد والفتى اذ لم
ينالوا سعيه = فالقوم اعداء
له وخصوم - وروى ابو عمرو
عن ابن عباس رضي الله عنهما
خذوا العلم حيث وجدتموه
ولا تقبلوا قول الفقهاء بعضهم
في بعض فانهم يتعايرون تعابر
التيوس في الزربية في رواية
عنه استمعوا كلام العلماء ولا
تصدقوا بعضهم في بعض فوالذي
نفسي بيده اللهم اشد
تعابرا من التيوس في زربكما
وكذلك جاء عن عمرو بن
دينار ومن ثم ذكر في المبسوط
في مذهب مالك انه لا يجوز
شهادة القارئ على القارئ
يعني العلماء لا نهم اشد الناس
تحاسدا وتباغضا -

باڑوں میں اور آپ سے ایک روایت ہے کہ علماء کا کلام سنوا اور ان میں سے بعض نے بعض کے بارے میں جو نکتہ چینی کی ہے اس کی تصدیق نہ کر دیوں کہ بخدا وہ بکروں سے زائد لڑنے والے ہیں باڑوں میں اور اسی طرح عمرو بن دینار سے مروی ہے اور اسی لئے مسبوط میں مالک کے مذہب میں ذکر کیا ہے کہ ایک عالم کی شہادت دوسرے عالم کے خلاف مقبول نہیں کیونکہ وہ سب سے زائد حسد و بغض رکھتے ہیں۔

انتالیسویں فصل ان چیزوں
کے رد میں جو خطیب نے آپ کے
معرضین سے اپنی تاریخ
میں نقل کی ہیں

الفصل التاسع والثلاثون
في رد ما نقله الخطيب في
تاريخه عن القادحين فيه
اعلم انه لم يقصد بذلك
الاجمع ما قيل في الرجل على
عادة المورخين ولم يقصد
بذلك انتقاصه ولا المحط عن
مرتبته بل انه قدم كلام
المادحين واكثر منه ومن
نقل ما اثره السابقة في اكثرها
انها اعتمد اهل المناقب فيه

معلوم ہونا چاہئے کہ خطیب نے
جو کچھ ابو حنیفہ کے متعلق کہا ہے وہ
مورخین کے طرز کے مطابق ایک شخص
کے بارے میں کہی ہوئی سب باتیں
یکجا کر دی ہیں اور ان کا ارادہ اس سے
نہ تو ان کی شان میں کمی کرنا ہے اور نہ
ہی ان کو مرتبہ سے گرا نا ہے بلکہ انھوں

علی مافی تاریخ الخطیب ثم
 عقبہ بذکر کلام القادحین
 لیتبین انه من جملة الکابر
 الذین لم یسلوا من خوض
 الحساد والجاهلین فیہم ومما
 یدل علی ذلک ایضا ان
 الاسانید الی ذکرہا للقدح
 لا یخلو اغالبہا من تکلم فیہ
 او مجهول ولا یجوز اجماعا
 ثم عرض مسلم بمثل ذلک
 فکیف بامام من ائمة المسلمین
 قال الشیخ الاسلام اکامام
 التقی ابن دقین العید اعراض
 الناس حفرة من حفرة النار
 وقف علی شفیرہا الحکام
 والمحدثین وبفرض صحة
 ما ذکرہ الخطیب من
 القدح عن قائلہ لا یعتد بہ
 فانه ان کان من غیر اقران
 الامام فهو مقلد لما قالہ
 او کتبہ اعداؤہ او من

نے پہلے آپ کی تعریف کرنے والوں کا
 کلام ذکر کیا ہے اور بکثرت تعریفیں اور
 مناقب ذکر کئے ہیں جن کا بیان ہوا انھوں
 نے اس میں خطیب کی تاریخ ہی پر اعتماد
 کیا ہے پھر خطیب نے معترضین کا کلام
 ذکر کیا تا کہ معلوم ہو جائے کہ آپ ان
 اکابر میں سے ہیں جو جاہلوں کی نیش زنی
 سے محفوظ نہ رہ سکے اور اس کی دلیل وہ
 سندیں ہیں جن کو انھوں نے اعتراض
 کے لئے منتخب کیا ہے غالباً ان لوگوں
 سے خالی نہیں جن کے بارے میں کلام
 کیا گیا ہے اور یا وہ مجہول ہیں اور اجماعاً
 کسی مسلم کی عزت ان جیسی روایات سے
 خراب کرنا جائز نہیں چہ جائے کہ ائمہ
 مسلمین میں سے ایک امام کی عزت
 شیخ الاسلام تقی ابن دقین العید
 نے کہا کہ لوگوں کی عزتیں جہنم کے
 گڑھوں میں سے ایک گڑھ ہیں جس
 کے کنارے پر حکام اور محدثین کھڑے
 ہیں اور بالفرض اگر خطیب کے نقل
 کردہ اعتراضات کی نسبت ان کے

اقرانه فذلك لها من قول
 الاقران بعضهم في بعض غير
 مقبول وقد صرح الحافظان
 الذهبي وابن حجر بذلك قالوا
 ولا سيما اذا لاح انه لحد اوة
 اوله ذهب اذا الحسد لا ينجو
 منه الا من عصمه الله تعالى
 قال الذهبي وما عمت عصر سلم
 اهل من ذلك الا عصر النبيين
 والصدّيقين وقال التاج السبكي
 ينبغي لك ابها المسترشد ان
 تلك سبيل الادب مع الائمة
 الباضين وان لا تنظر الى كلام
 بعضهم في بعض الا اذا اتى
 ببرهان واضح ثم ان قدرت
 على التاويل وتحسين الظن
 فدورك والا فاضرب صفحا
 عما جرى بينهم فانك لم تخلق
 لهذا فاشتغل بها يعنيك
 وردع ماله يعنيك ولا يزال
 طالب العلم عندي بنيل حتى

قائلين کی طرف صحیح ہے تو بھی قابل
 اعتماد نہیں کیونکہ اگرچہ وہ امام کے
 معاصرین ہیں سے منقول نہیں تاہم
 معترضین کے دشمن معاصرین کے
 قول یا ان کے لکھے ہوئے کا ہے تو اس
 کا بھی حال معاصرین کی طرح ہے
 کیونکہ گزر چکا کہ ایک ماصر کا قول
 دوسرے کے خلاف مقبول نہیں
 حافظ ذہبی اور ابن حجر نے اس کی
 تصریح کرتے ہوئے کہا کہ خصوصاً جبکہ
 یہ معلوم ہو جائے کہ یہ دشمنی مذہبی بنیاد
 پر ہے کیونکہ حسد کرنے سے سوائے
 اس شخص کے کوئی نہیں بچ سکتا
 جس پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے ذہبی کہتے
 ہیں کہ میرے علم میں کوئی زمانہ ایسا
 نہیں کہ جس کے لوگ اس دبا سے
 محفوظ رہے ہوں سوائے نبیوں اور
 صدیقوں کے عہد مبارک کے ۔
 تاج الدین سبکی نے کہا کہ اے طالب
 ہدایت مجھے لازم ہے کہ ائمہ متقدمین
 کے ساتھ ادب کے ساتھ پیش آئے

بجوز فیما جری بین السلف
 الباضین ویفقی لبعضہم علی
 بعض فایاک ثم ایاک ان تصنی
 الی ما اتفق بین ابی حنیفۃ و
 سفیان الثوری و بین مالک
 و ابن ابی ذئب و بین احمد بن
 صالح و النسائی و بین احمد
 و الحرف بن اسد المحاسبی و ہم
 جرا الی زمان العز بن عبد السلام
 و التقی ابن الصلاح فانک اذا
 اشتغلت بذلک خثیت
 علیک الہلاک فالقوم ائمتہ
 اعلام ولا قرالہم محامل و ربما
 لم تفہم بعضہا فلیس لنا
 الا الترضی عنہم و السکوت
 عما جوی بینہم کما تقول فیما
 جری بین الصحابة و رضوان
 اللہ علیہم ۱۲

اور بعض کے کلام کو بعض کے خلاف
 صحیح نہ مانے جب تک کہ کوئی واضح یقینی
 دلیل نہ ہو پھر بھی اگر تاویل اور حسن ظن
 پر قادر ہو تو ایسا ہی رویہ اختیار کرو
 کیونکہ تیرا مقصد تخلیق یہ نہیں کہ جو
 تیرا مقصود ہے اس میں مشغول ہو جا
 اور غیر ضروری چیز کو چھوڑ دے میرے
 نزدیک طلب گار علم معزز رہتا ہے
 حتکہ وہ متقدمین کے اختلافات میں
 بحث کرنے لگتا ہے اور بعض کے لئے
 بعض کے خلاف فیصلہ کر دیتا ہے تم
 ان اختلافات سے بچتے رہو جو البو حنیفہ
 اور سفیان ثوری یا مالک اور ابن ابی
 زئب یا احمد بن صالح اور نسائی یا احمد
 اور عارف بن اسد المحاسبی وغیرہ میں
 ہوئے۔ حتکہ عز بن عبد السلام اور تقی
 ابن صلاح کے زمانے میں کیونکہ اگر
 تم نے اپنی کوششیں ان چیزوں میں

رائیگاں کر دیں تو درطہ بلاکت میں پڑنے کا خطرہ ہے کیونکہ یہ لوگ بہت بڑے
 علماء تھے اور ان کے اقوال کی بہت تاویلات ہیں اور بہت ممکن ہے کہ تم ان تاویلات
 پر مطلع نہ ہوئے ہو تو ہمیں تو ان سے دور ہی رہنا چاہئے اور ان کی آپس کی باتوں سے

سکوت چاہیے جیسا کہ اصحاب کے اختلافات میں اعتقاد رکھتے ہیں۔

الفصل الرابعون

فی رد ما قبل اندہ خالف

فیہ صرائح الاحادیث

الصحيحة من غير حجة

هذا باب واسع جدا

يستدعي سرد جميع ابواب

الفقه فلتشر الى قواعد اجمالية

تنفع من استحضرها عند الدلة

التفصيلية واعلم ان ممن زعم

ذيف من المتقدمين سفيا الثوري

واخرين منهم الحافظ ابو بكر

بن شيبه الكوفي وشيخ البخاري

وسبب صدور ذلك منهم انهم

استروحوا ولم يتاملوا قواعد

واصوله اذ منها كما قاله الاحام

الحافظ ابو عمر بن عبد البر

خبره ان خبر الواحد لا يقبل

اذا خالف الاصول المجمع

عليها فحينئذ يقدم القياس

چالیسویں فصل اس بات کی

تردید میں کہ آپ نے احادیث

صریحہ صحیحہ کے خلاف بلا دلیل

کے عمل کیا

یسا کہ بہت وسیع باب ہے جس کا

تقاضہ ہے کہ فقہ کے جمیع ابواب کا ذکر

آجائے لیکن ہم ایک مختصر قاعدہ ذکر

کرتے ہیں تاکہ جو شخص اس سے واقف

ہو اس کے لئے مفید ہو۔ جاننا چاہئے

کہ جنھوں نے یہ گمان کیا ان میں متقدمین

میں سے سفیان ثوری وغیرہ حافظ ابو

بکر ابن ابی شیبہ کوفی اور شیخ بخاری

میں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ انھوں

نے سستی کی اور آپ کے اصول و

قواعد کی پرواہ نہ کی اور ان میں تامل

نہ کیا کیونکہ ان میں سے جیسا کہ ابو عمرو

بن عبد البر وغیرہ نے کہا ہے یہ ہے کہ

خبر واحد جب اجماعی اصولوں کے خلاف ہو

عليه وقد اعتذر عن تقديمه
 القياس على خبر الواحد بان
 ذلك لموجب لا عبثا ولا رد
 الحديث مع سلامة عن
 القوادح حاشا لله تعالى
 من ذلك بل لموجب اي موجب
 اما كونه لم يطلع على
 الحديث او لم يسمع عنده
 او كونه رواية غير فقيهه
 وقد خالف القياس ومن ثمة
 ردوا حديث ابی هريرة في
 المصراة لكن انتصر جماعة
 من الحنفية لها عليه اكثر
 العلماء من ان فقه الراوى
 ليس شرطا لتقديم الخبر على
 القياس قالوا وقد عمل اصحابنا
 بحديث ابی هريرة اذا اكل
 الصائم او شرب فاسيا مع ^{لغت} مخالفة
 القياس حق قال ابو حنيفة
 رحمه الله لولا الرواية لقلت
 بالقياس وقد ثبت عن ابی

تورہ قابل قبول نہیں اس لئے آپ
 ایسی خبر پر قیاس کو ترجیح دیتے ہیں۔
 اور آپ نے قیاس کو خبر واحد پر مقدم
 ہونے کی وجہ یہ بتائی کہ یہ بھی ایک
 ضروری وجہ سے ہے اور اس کا موجب
 نہ تو بلا وجہ ہے اور نہ ہی کسی صحیح حدیث
 کو رد کرنے کے لئے ہے خدا نے ان
 کو اس سے بہت دور رکھا ہے بلکہ اس
 کا کوئی نہ کوئی سبب ضرور ہے مثلاً
 یہ کہ آپ حدیث پر مطلع نہ ہوئے یا
 وہ حدیث ان کے معیار پر صحیح نہ اتری
 یا وہ غیر فقیہ کی روایت ہے اور مخالف
 قیاس ہے اس لئے انھوں نے ابو
 ہریرہ کی مصراۃ والی حدیث کو رو کر لیا
 لیکن احناف کی ایک جماعت نے
 اکثر علماء کے قول کی تائید کی ہے کہ
 راوی کا فقہ قیاس کو خبر پر مقدم کرنے
 کی شرط نہیں ہے اور انکی دلیل یہ
 ہے کہ ہمارے اصحاب نے ابو ہریرہ
 کی اس حدیث پر عمل کیا ہے کہ
 روزہ دار جب بھول کر کھاپی لے یا

حنیفۃ انہ قال ما جاءنا عن
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 فعلی الراس والعین ولم یقل
 عن احد من السلف اشتراط
 فقه الراوی فثبت ان القول
 باشتراطہ قول محدث قال
 بعضهم علی ان ابا ہریرۃ کان
 فقیہا اذ لم یعدہ شیئاً من
 اسباب الاجتہاد وقد کان
 یفتی فی زمن الصحابۃ وما کان
 یفتی فی ذلك الزمن الا فقیہ
 مجتہد وتبعہ علی ذلك المجبوری
 القرشی فی طبقات الحنیفۃ
 فقال انہ من فقہاء الصحابۃ
 كما ذکرہ ابن حزم وقد جمع
 شیخنا شیخ الاسلام التقی البکی
 فتاویہ فی جزء سمعہ منہ
 انتہی واما عمل الراوی بخلاف
 مرویہ لانه یدل علی النسخ
 او بخولہ ومن ثمتہ اخذ والعمل
 ابی ہریرۃ بالفصل من وولوج

جملع کرے حالانکہ یہ قیاس کے مخالف
 ہے حنکہ ابو حنیفہ نے کہا کہ اگر روایت
 نہ ہوتی تو میں قیاس سے کام لیتا اور
 ابو حنیفہ سے ثابت ہے کہ انھوں نے
 فرمایا کہ جو بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم سے مروی ہو وہ سراسر آنکھوں پر اور
 اور سلف میں سے کسی نہ کسی کا فقہ شرط
 نہیں ہے تو معلوم ہو کہ یہ شرط بعد میں
 نکال گئی ہے علاوہ بریں ابو ہریرہ بھی
 فقیہ تھے کیونکہ شرائط اجتہاد میں سے
 کوئی شرط آپ میں کم نہ تھی اور آپ زمانہ
 صحابہ میں فتویٰ دیتے تھے اور اس
 زمانے میں فقیہ مجتہد ہی فتویٰ دیتا تھا
 اور یہی بات محمود قریشی نے طبقات
 الحنفیہ میں کہی ہے اور فرمایا کہ ابو ہریرہ
 فقہا صحابہ سے تھے جیسا کہ ابن حزم نے
 ذکر کیا ہے اور ہمارے شیخ شیخ الاسلام
 تقی الدین سبکی نے ان کے فتاویٰ ایک
 جزیں کئے ہیں جو میں نے ان سے سنا ہے
 اور راوی کا اپنی روایت کے خلاف عمل
 تو وہ نسخ وغیرہ پر دلالت کرتا ہے اس لئے

الکلب ثلاثاً مع رواية البع و
بقول ابن عباس ان المرفقة
لا تقتل مع رواية من بدل دینه
فاقتلوه واما عموم البلوی به
بان يحتاج کل واحد الى معرفة
لان العادة تقضى باستفاضة
نقل مثله فانفراد واحد به
قد ح فيه ومن ثمة لم ياخذ
والمخبر نقض الرضوء بمس
الذکر الذی یرویه بسرة مع
عموم الحاجة الى معرفة واما
کونه ورد فی حد او کفارة
لسقوطهما بالشبهة واحتمال
خطا الراوی المتفرده شبهة
واما مخالفة للقیاس الجلی
او الذی عضده حدیث آخر
واما طعن بعض السلف فیہ
کخبیر القسامة واما وقوع
الاختلاف بین الصحابة فی
مسئلة ورد فیها خبر الواحد
ولم یحتج احد منهم به

کہ کتے کے منہ ڈالنے سے تین مرتبہ دھولے
پر البھریرہ کے عمل پر عمل کیا گیا ہے۔
حالانکہ روایت سات مرتبہ دھولے کی
ہے۔ اور ابن عباسؓ کا قول کہ مرتبہ عورت
کو قتل نہ کیا جائے گا۔ حالانکہ انہیں کی
روایت ہے کہ جو اپنے دین کو بدل دے
اس کو مار ڈالو۔ اور یہ عام لوگوں کا اس
چیز میں مبتلا ہونا کہ ہر ایک اسکے جاننے
کا محتاج ہے کیونکہ اس قسم کی چیزیں عادتاً
مشہور ہوتی ہیں۔ لہذا اس جیسی چیز کو
ایک شخص ہی کا روایت کرنا اس شخص میں
اعتراض پیدا کرتا ہے اس لئے مس ذکر
سے وضو ٹوٹنے والی حدیث پر عمل نہیں
کیا گیا جس کو صرف بسرو نے تنہا روایت
کیا حالانکہ اس کا جاننا عموماً ضروری تھا
اور یا اس کا حسد یا کفارہ میں وارد ہونا
کیونکہ یہ دونوں چیزیں شبہ سے ساقط ہو
جاتی ہیں اور تنہا راوی کی خطا کا احتمال بھی
شبہ ہے یا اس کا قیاس علی کے مخالف
ہونا۔ یا وہ جس کو دوسری حدیث نے
تقریرت پہنچائی ہو۔ یا بعض سلف نے

فاعراضهم عن الاحتجاج به
مع شدة عنايتهم بالاحقاد
دلیل علی نسخہ او نحوه مثالہ
خبر الطلاق بالرجال فانهم
اختلفوا في ذلك فقال جماعة
باعتباري ملك الزوج لعددہ
بحرية الرجل ورقہ منهم
الشافعي واخرون بحرية المواة
ورقہا منهم ابو حنيفة واخرون
يعتبر بين رق منہما وما
مخالفتہ اعني خبر الواحد
لظاہر عموم القرآن لان ابا
حنيفة لا يرى تخصيص عمومہ
ولا نسخہ بخبر الواحد لانه
ظنی وذلك يقيني وتقدم
اقوى الدليلين واجب من
ذلك خبر لا صلاة الا بفاتحة
الكتاب مخالف العموم - فاقرؤ
ما تيسر منه - واما مخالفة
للسنة المشهورة لان الخبر
المشهور اقوى من خبر الاحار

اس میں طعن کیا ہو جیسے کہ تسامہ کی خبر
اور یا صحابہ کا کسی سے مسئلہ میں اختلاف
ہونا جس میں خبر واحد وارد ہوئی ہو اور
اس سے کسی نے استدلال نہ کیا ہو تو ان
کا باوجود احادیث سے شغف رکھنے کے
اس سے استدلال نہ کرنا اس کے
منسوخ ہونے کی دلیل ہے یا اسی قسم
کی اور وجہ کی دلیل ہے اس کی مثال یہ
حدیث ہے کہ "الطلاق بالرجال" یعنی
طلاق کا اعتبار مردوں سے ہے کیونکہ اس
میں صحابہ کا اختلاف ہے بعض نے کہا
کہ زوج کی ملکیت کا اعتبار ہوگا کیونکہ
طلاق کا اعتبار مرد کی حریت اور اس کی
غلامی سے ہے ان میں سے امام شافعی
ہیں اور دوسروں نے عورت کی آزادی
اور غلامی کا اعتبار کیا ان میں سے ابو حنیفہ
ہیں اور دوسرے حضرات دونوں میں
سے جو غلام ہو اس کا اعتبار کرتے ہیں
اور یا خبر واحد کا عموم قرآن کے ظاہر کے
مخالف ہونا کیونکہ ابو حنیفہ کے نزدیک
خبر واحد سے عموم قرآن میں نہ تو تخصیص ہوئی

کخبیر الشاهد والیمین فانه
 مخالف لعموم الخبر المشهور
 البینة علی المدعی والیمین علی
 من انکره واما کونه ذائد اعلی
 القرآن کهذا فان الذی فی
 القرآن رجلان اور رجل واهر
 ان فالشاهد والیمین زائد
 علیہما اذا تقرر ذلک علم منه
 نزاهة ابی حنیفة رحمہ اللہ
 مما نسبہ الیہ اعداؤہ و
 الجاهلون لقواعدہ بل لمواقع
 الرجھاد من اصلہا من ترکہ
 لخبر الاحاد بغیر حجة وانه
 لم یرتک خبر الا لدلیل
 اقوی عندہ ووضح قال ابن
 حزم جمیع الحنفیة ان ضعیف
 الحدیث عندہ اولی من الرأی
 فامل هذا الاعتناء بالاحاد
 وعظیم جلالہا وموقعہا عندہ
 ومن ثمة قدم العمل بالاحادیث
 المرسلۃ علی العمل بالقیاس

ہے اور نہ ہی نسخ ہوتا ہے۔ کیونکہ خبر
 واحد ظنی ہے اور قرآن یقینی ہے اور جو
 دلیل اقوی ہو اس پر عمل کرنا چاہیئے
 چنانچہ اسی قسم کی حدیث یہ ہے کہ کوئی نماز
 نہیں مگر سورۃ فاتحہ سے فاقرء واما تفسر
 کے مخالف ہے یا پھر سنت مشہورہ کے
 مخالف ہو۔ کیونکہ خبر مشہور خبر عامہ سے
 زیادہ قوی ہے جیسے شاہد اور یمین
 والی حدیث۔ کیونکہ وہ اس مشہور خبر
 کے عموم کے مخالف ہے کہ گواہ مدعی پر
 ہیں اور قسم منکرہ برادر یا اس کا قرآن پر
 زائد ہونا۔ اس کی مثال بھی یہی ہے
 کیونکہ قرآن میں ہے دو مرد یا ایک مرد
 اور دو عورتیں ایک گواہ اور قسم ان
 دونوں پر زائد ہیں جب یہ بات اچھی
 طرح ثابت ہو چکی تو ابو حنیفہ کی ان
 چیزوں سے پاک دامن ثابت ہو گئی
 جو آپ کی طرف آپ کے دشمنوں اور
 آپ کے اصول سے ناواقفوں نے
 منسوب کی تھیں بلکہ ان کو مواقع اجتہاد
 تک کی خبر نہیں کہ ان کے اصول کیا ہیں

فأوجب الرضوء من القهقهة
 مع انها ليست بحدت في النقص
 للخبر المرسل فيها ولم يقل
 بذلك في صلاة الجنازة وسجود
 التلاوة اقتصارا مع النص
 فانه انها وردت في الصلاة ذات
 الركوع والسجود وقد قال المحققون
 لا يستقيم العمل بالحديث
 بدون استعمال الراي فيه
 اذ هو المذكر للتخصيم في
 الرضاء قال بان المرتضعين
 بلبس شاة تثبت بينهما
 المحرمية ولا العمل بالراي
 المحض ومن ثمة لم يفطر
 الصائم بنحو الاكل ناسيا و
 افطرا بالاستقاءة مع ان النقص
 في الاول الفطر لو حرم ما يضاف
 الصوم وفي الثاني عدمه لان
 الصوم انما يفسد ما دخل
 دون ما خرج ۱۲

اور انھوں نے یہ کہ دیا کہ آپ نے اخبار احاد
 بلا حجت ترک کر دیں حالانکہ آپ نے کوئی
 خبر بھی بلا ایسی دلیل نے نہ چھوڑی جو
 آپ کے نزدیک اقویٰ اور واضح نہ ہو
 ابن حزم نے کہا کہ تمام احناف کا اجماع
 ہے کہ البوصیفہ کا مذہب یہ ہے کہ حدیث
 ضعیف رائے پر عمل کرنے سے بہتر ہے
 تو آپ سوچ لیجئے کہ آپ کو احادیث کا
 کس درجہ اہتمام تھا اور احادیث کی
 عظمت شان کا کتنا پاس تھا اس لئے
 احادیث مرسلہ پر عمل کو قیاس سے
 مقدم رکھا ہے چنانچہ فقہ سے وضوء
 کو واجب کر دیا صرف خبر مرسل کہ بنا پر
 حالانکہ قیاس کے لحاظ سے یہ حدیث
 نہیں ہے اور پھر اس کو نماز جنازہ
 اور سجدہ تلاوت میں ناقص و مفرد نہ
 کہا۔ نص پر اقتصار کرتے ہوئے
 کیونکہ یہ رکوع و سجود والی نماز کے
 بارے میں ہے اور محققین نے تویہ کہا
 ہے کہ حدیث پر بغیر رائے کے استعمال
 کئے عمل نہ کرنا چاہئے۔ کیونکہ رائے ہی

حدیث کے منافی ادراک کرتی ہے جو احکام کا دار و مدار ہیں اس لئے بعض محدثین رضاعت میں تحریم کی وجہ میں تامل نہ کر سکے تو انھوں نے کہا کہ دو بچے اگر ایک بکری سے دودھ پی لیں تو ان میں حرمت ثابت ہو جائے گی اور رائے محض پر بھی عمل نہ کرنا چاہئے اس لئے بھول کر کھانے والے روزہ کو برقرار رکھا اور جان بوجھ کر قے کرنے والے کے روزہ کو ختم ہو جانے کا حکم لگایا حالانکہ قیاس پہلے میں افطار کو چاہتا ہے کیونکہ روزے سے متضاد چیز پانی لگی ہے اور دوسرے میں روزہ باقی رہنے کو چاہتا ہے کیونکہ روزہ داخل ہونے والی چیز سے ٹوٹتا ہے نہ کہ خارج ہونے والی چیز سے ۛ

خاتمہ

قد بان لك واتضح ان
الامام ابالحنفه رحمه الله
انما ترك بعض خبر الاحاد
لهذه القواعد والاخذ التي
اشرنا اليها وبنهناك عليها
فاحذر ان تنزل قدمك مع
من زل أو يضل فهلك مع
من ضل فانك اذا اتخضت أعمالك
مع جملة من خسرو تذكرو
بالسوء والفضيحة مع من بهما
ذكر وتعرض لا هلا طاعة
لك بحمل ضرورة وتزيتك في
قفر مد لهم لا قدرة لك على
النجاة من خطرة فيادر الى
السلامة ما استطعت اليه
سبيلا وكن ممن سلك منها
سبيل النجاة ودعا اليها بكرة
وأصيلا وحفظ باطنه وظاهره
عن ان يخوض في أحد من
المسلمين بهايون نقيرا أو

خاتمہ

آپ بھی طرح سمجھ چکے کہ ابوحنیفہ نے
بعض اخبار راہِ اہل ان قواعد اور ان
عذروں کی بنا پر ترک کیں جن کا
ہم ذکر کر چکے اور آپ کو اس پر
متنبہ کر چکے تو ڈریسے کہیں آپ کا
قدم بھی لغزش کھانے والوں اور
اور آپ کی سمجھ بھی گمراہ ہونے والوں
کے ساتھ گمراہ نہ ہو جائے کیونکہ
اس طرح آپ خاصہ میں ہو جائیں
گے اور آپ کا ذکر بھی ان کے ساتھ
ہو گا جن کو رسوائی اور فضیحت سے
یاد کیا جاتا ہے اور آپ ایسی چیز کے
اٹھانے والے ہوں گے کہ جس کا
نقصان آپ برداشت نہ کر سکیں گے
اور آپ ایسے تاریک چٹیل میدان
میں پھنس جائیں گے کہ جس کے خطرات
سے نجات مشکل ہے تو جتنا بھی
جانبِ سبقت کیجئے اور ان لوگوں
میں ہو جائیے جو راہِ نجات کے رہ نور و
نور سے اور صبح و شام اس کے داعی

ہوئے اور آپ نے ظاہر و باطن کو
 کسی مسلمان پر ذرہ برابر نکتہ چینی سے
 بھی روکا کیونکہ اس طرح خدا تم کو حکم
 کھلا رسوا کرے گا اور یہی خدا کی نہ
 بدلنے والی سنت ہے اور بہت
 سے وہ لوگ جو قطع تعلقی کے تیروں
 کے درپے ہوئے اور صفات قبیلہ سے
 متصف ہوئے اس امام اعظم اور
 بڑے عالم کے مرتبہ کو پہنچنے سے در ماند
 ہوئے اور ان کے اہل زمانہ یا بعد
 والوں کے دلوں کو ان کی محبت، تقلید
 اتباع، اعتقاد، عظمت اور امامت سے
 ہٹانے میں ناکام رہے اور ان کی انگشت
 نمائی کسی مسلک کے لحاظ سے صحیح
 نہیں ہے اور اس کی وجہ صرف ایک
 ہے اور وہ یہ کہ آپ کا معاملہ اللہ کی
 جانب سے تھا کسی کی تدبیر سے یہ
 رخصت نہ ملی اور جس کو خدا بلند می
 عطا فرمائے اور اپنے وسیع خزانوں
 سے عطا کرے تو کوئی اسے پست نہیں
 کر سکتا اور نہ روک سکتا ہے خدا ہمیں

فتیلاً ذن اللہ یخذلک خذ لا
 نابینا ربہینک ہوا فاعظیہ
 سنۃ اللہ الی قد خلت فی
 عبادۃ ولن تجد لسنة اللہ
 تبدیلا وقد جہد کثیرون
 ممن تعرضوا لہام القطیعة
 وتحلوا بالصفات القبیحة
 الفظیعة علی أن یحطوا من
 مرتبۃ هذا الامام الاعظم
 والخبر المقدم وبصرفوا قلوب
 اہل عصرہ ومن بعدہم
 عن محبتہ وتقلیدہ واتباعہ
 واعتقاد عظمتہ وامامۃ فہا
 قدر وعلی ذلک ولا یفید
 کلامہم فیہ فی مسلک من
 المسالک لیس ذلک الا لان
 اہرہ اہر سماوی لا حیلۃ لا
 حد فی رفعہ ومن یرفعہ اللہ
 تعالیٰ ویعطیہ من خزائنہ الوا
 سعۃ لا یقدر أحد علی
 خفضہ ولا منعہ جعلنا اللہ

ممن قام بها للائمة عن
 الحقوق ولم يتدنس بشئ من
 القطيعة والحقوق وعرف لكل
 ذي حق حقه فأواه كما يجب
 وشملت عين العناية كما
 يجب ولم يخف في جنب نصرته
 مصابيح الدجى ونجوم السماء
 لومة لائم حرم التوفيق ولا
 تفهق محروم هوى به لتعصبه
 في مكان سحيق ولا غيظ عميق
 ضل به رأية السخيف حتى
 حط عن مراتب أدلى الانصاف
 والتشريف فضراعة اليك
 اللهم أن تجعلنا ممن قام
 بحقوق آبائه في الدين لا سيما
 أكابر السلف الماضين الذين
 شهد لهم الصادق المصدق
 بأنهم من خير القرون
 السبرئين من كل وصمة
 وعيب على رغم أنف الحساد
 الذين رموهم بها هم منه

ائمہ کے حقوق ادا کرنے والوں میں بنائے
 اور ان لوگوں میں نہ بنائے جو قطع
 تعلقی اور عاق ہو کر اپنی عزت کو
 گدلا کرتے ہیں اور ان لوگوں کے
 جنھوں نے ہمیشہ صاحب حق کو پہچانا
 اور اس کو کما حقہ ادا کیا اور اس پر
 حسب نشاء نظر عنایت ہوا اور بدلو کو
 قریب دیکھ کر تاریکیوں کے چراغ
 اور آسمان کے ستاروں کی وہ کسی
 ملامت گر کی ملامت سے نہ ڈرا۔ انصاف
 و شرافت کے مراتب سے گرا دیا تو
 اے اللہ ہم تجھ سے آہ و زاری کرتے
 ہیں کہ تو ہم کو ان لوگوں سے کرنا کہ
 جنھوں نے اپنے آباؤ اجداد کے
 حقوق کو دین میں برقرار رکھا خصوصاً
 گذرے ہوئے اسلاف جن کی رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے اطلاع دی کہ
 وہ بہترین صدی والے ہیں اور ہر عیب
 سے پاک ہیں ان حاسدین کے برخلاف
 جنھوں نے ان کی طرف ناگردہ گناہ
 منسوب کئے اور ان لوگوں سے جن کی

برئیون ومن اتنی اللہ علیہم
 فی کتابہ الغریز بالذشاء لکل
 عامل علیہم بقولہ عزنا شلا
 والذین جاؤا من بعدہم
 یقولون ربنا اغفر لنا ولاخواننا
 الذین سبقونا بالایمان ولا
 تجعل فی قلوبنا غلا للذین آمنوا
 ربنا انک رؤف رحیم۔ وان
 تحشرنا معہم فاننا نجہم
 ومن أحب قوما حشر معہم
 وان تدخلنا فی زہر تہم و
 تجعلنا فی جملة خد متہم
 وتعید علینا من مالم معالاً آ
 واحوالہم الباہرة وکراماتہم
 الظاہرة المتکاثرة حتی تکون
 من جملة اتباعہم وجملة
 أشیاعہم انک الجواد الکریم
 الرؤف الرحیم یا ربنا للہ
 الحمد کما ینبغی لجلال وجہک
 وعظیم سلطانک القدیم
 ولک الشکر الکامل اذا ہلنا

تعریف اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمائی
 کہ ہر عالم باعمل کے حق میں دعا کرتے
 ہیں ارشاد ہوا کہ اور وہ جو ان کے
 بعد آئے کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب
 ہماری مغفرت کر دے اور ہمارے ان
 بھائیوں کی جو بحالت ایمان ہم سے
 پہلے رخصت ہوئے اور ہمارے دلوں
 میں اہل ایمان کی جانب سے کینہ پیدا
 نہ فرمائیے شک تو مہربان اور رحم کرنے
 والا ہے اور ہمارا حشر انکے ہمراہ کر
 کیونکہ ہمیں ان سے محبت ہے اور جس کو
 جس سے محبت ہوتی ہے اس کا حشر
 اسی کے ساتھ ہوتا ہے اور ہمیں ان
 کے ذمہ میں داخل فرمانا اور ہمیں
 ان کا خادم بنانا اور ہم پر انکے بہترین
 حالات اور ظاہری کثیر کرامات کا اعادہ
 فرمانا تاکہ ہم منجملہ انکے متبعین ہو جائیں
 بیشک تو سخی، کریم، مہربان اور رحم
 کرنے والا ہے۔ اے ہمارے رب تیرے
 لئے حمد سزاوار ہے جیسی کہ تیرے چہرے
 کے جلال اور تیرے قدیم غلبہ کے لائق

للخضوع تحت اشارة اوليائك
 وجعلتنا من اهل ولائك
 وصل اللهم وسلم وبارك
 افضل سلام وافضل بركة
 على افضل الخلق سيدنا
 محمد وعلى آل وصحبه
 عدد معلوما تك ابداد
 مداد كلماتك سرمد
 كلما ذكرك وذكره الذاكورة
 وغفل عن ذكرك وذكره
 الغافلون سبحان ربك
 رب العزت عما يصفون
 وسلام على المرسلين
 والحمد لله رب
 العالمين ۱۲

ہو اور تیرے لئے شکر ہے کہ تو نے
 ہم کو اپنے دوستوں کا مطیع بنا دیا اور
 اپنے دوستوں میں سے کر دیا اور بہترین
 رحمت و سلامتی و برکت نازل فرما
 خلق میں سب سے بہتر محمدؐ اور ان کی
 اولاد و اصحاب پر اپنی معلومات کی توفیق
 کے مطابق ہمیشہ ہمیشہ جب تک تجھے
 اور ان کو یاد کرنے والے یاد کریں اور
 تیرے ذکر سے غفلت شعار غافل ہو
 جائیں اے رب العزت تو پاک ہے
 ان چیزوں سے جو مشرک تیری طرف
 منسوب کرتے ہیں اور رسوں پر
 سلامتی ہو اور اللہ رب العالمین کا
 شکر ہے۔





الحیات ائق پی کیشنز

دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور

0333-7861895 - 0300-1090045